تجلیات احسن

جلد ۱

از قلم

محمد فہیم جیلانی احسن مصباحی

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

AMO
ABDE MUSTAFA OFFICIAL

کتاب یا رسالے کا نام:

تجلیات احسن

مصنف، مؤلف:	محمد فہیم جیلانی احسن مصباحی
موضوع:	متفرقات
ناشر:	SABIYA VIRTUAL PUBLICATION
ڈیزائننگ اور کمپوزنگ:	PURE SUNNI GRAPHICS
سنہ اشاعت:	OCTOBER 2022
صفحات:	177

© All Rights Reserved.
SABIYA VIRTUAL PUBLICATION
POWERED BY AMO

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

علمی، فکری اور اصلاحی مضامین کا مجموعہ

تجلیات احسن

(جلد 1)

ازقلم:

محمد فہیم جیلانی احسن مصباحی

ناشر:

Sabiya Virtual Publication

CONTENTS

(اس فہرست میں کسی بھی عنوان پر فقط ایک کلک کرنے سے آپ متعلقہ صفحے پر جاسکتے ہیں۔)

اہم پیغام 8

مسلمانوں کی ایجادات 9

امام حسین اغیار کی نظروں میں 10

گاندھی جی: 10

رویندر ناتھ ٹیگور: 11

پنڈت جواہر لال نہرو: 11

ڈاکٹر راجیندر پرساد: 11

ڈاکٹر رادھا کرشنن: 11

سروجینی نیاڈو: 11

ایڈورڈ برائون: 11

سردار ایس ایس زاد بنگلہ صاحب گوردوارہ: 11

فادر ویکٹر ایڈون: 11

وزیر اعظم نریندر مودی: 12

چلو! ٹویٹر اکاؤنٹ بنائیں، اپنی آواز اٹھائیں۔ 12

(۱) اکاونٹ بنانے کا طریقہ؟ 12

(۲) ٹویٹر اکاؤنٹ ویری فائیڈ کیسے ہوتا ہے؟ 13

بیماری خدا کی رحمت 15

رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مؤمن!!! 17

تصویر کا پہلا رخ: 17
تصویر کا دوسرا رخ: 19
ہم جنسی کی لعنت 20
لواطت 21
بھارت اور ہندوستان پر بڑھتی ہوئی راج نیتی!! 22
لو جہاد کے خلاف قانون نافذ کرنا کیا بیٹیوں کو عصمت دری سے بچا پائے گا؟؟ 23
غوث اعظم کی ولادت سے پہلے بزرگانِ دین کی بشارتیں 25
آپ میں اس قدر خشیتِ الٰہی تھی 28
کھیتی باڑی اور اس کی ابتدا 31
جمعہ کی فضیلتیں 32
تعزیت نامہ 38
شادی ترقی کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں!! 38
خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ 41
لڑکیوں کی شادی کی عمر اور اس سے متعلق حکومت کا فیصلہ، اور ہمارے اپنے رویے!! 50
منقبت صدیق اکبر 52
حضرت خواجہ غریب نواز تاریخ کے آئینہ میں 53
"میں آپ کا مقروض ہوں" 59
"لوگوں کی جیتے جی قدر کریں" 60
مجدد اعظم امام احمد رضا خان اور اخوت و برادری 61
تحریک جنگ آزادی میں باشندگانِ مرادآباد کا اہم کردار!! 66
اینٹ کا جواب پتھر سے دینا سیکھیں!!! 79
شادی 80

مشہور سائنس داں،، البرٹ ایف پوٹا،، کی پیشن گوئی اور امام احمد رضا کی تردیدی اصلاح 81
صدقۂ فطر کی ادائیگی اور اس سے متعلق اہم معلومات!! 91
حضرت فقیہ اسلام کے مشائخ طریقت 94
تاریخِ ولادت: 103
بیعت و خلافت: 104
انسان زمینی مخلوق نہیں 106
حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی تصنیفی خدمات 108
(۱) بہار شریعت: 109
(۲) فتاویٰ امجدیہ: 110
(۳) حاشیہ طحاوی شریف عربی: 111
(۴) قامع الواہیات من جامع الجزئیات: 112
(۵) التحقیق الکامل فی حکم قنوت النوازل: 112
(۶) اتمام حجت تامہ: 113
(۷) اسلامی قاعدہ: 114
آج جب میں نے اپنی لائبریری اوپن کی 115
وقت کی نزاکت عقلمندی کی دلیل 117
گوگل (Google) پر غیروں کا تسلط، اور ہم؟ 119
شرعاً کوئی مرض متعدّی نہیں ہوتا 121
واٹس ایپ آپ سے لی گئی معلومات کو کس طرح استعمال کرے گا؟ 122
یوٹیوب (YouTube) نے نگلے نوجواں کیسے کیسے 125
گزرے ہوئے دن اور ملٹی میڈیا کا موجودہ دور 127

چالیس دن باجماعت پڑھے 129
آخر کب تک مظلوم بنے رہو گے ؟؟ 130
فلم دی کشمیر فائلز 131
مرد کی آنکھ سے آنسو 132
مرزا غالب اور مسئلہ امکان و امتناع نظیر 132
چھوٹا منہ بڑی بات 133
"سستی شہرت "یعنی تنظیمیں بنانے سے متعلق گفتگو 134
زندگی اتار چڑھاؤ کا نام ہے، 136
فیصلہ نہ کریں 136
جب اپنے ہی لوگ نظر انداز کرنا شروع کر دیں 136
فکر اسلام کا دورہء سرینام 137
مفکر اسلام کے دورہء سرینام: 139
نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کر دے 142
" پیدل چل کر حج کا سفر طے کرنا" 146
چھتر سال فلم: تاریخ کی دھجیاں اڑاتی فلم انڈسٹری اور ہماری خاموشی 148
حضور ﷺ اور جبرئیل امیں کا حسنین کریمین کو داد دینا 149
اگر ہمارے جلسے جلوسوں میں 150
آنکھیں اشکبار ہیں 150
خطبات حجۃ الوداع اور حقوق انسانی 151
حجتہ التمام: 152
حجتہ الاسلام: 152
حجتہ البلاغ: 152

سرکار ﷺ کا حج مبارک 152
خطبۂ حجۃ الوداع کے اہم نکات درج ذیل ہیں: 154
1۔ مساواتِ اِنسانی کا تصور (Equality of humanity) 155
2۔ حقوق کی ادائیگی کا حکم (Observance of rights) 156
3۔ نسلی تفاخر کا خاتمہ (Eradication of ethnicism) 156
4۔ زندگی کا حق (Right of life) 156
5۔ مال کے تحفظ کا حق (Right of property) 157
6۔ اَفرادِ معاشرہ کا حق (Right of society members) 157
7۔ خادموں کا حق (Right of workers & servants) 157
8۔ لاقانونیت کا خاتمہ (No to lawlessness) 158
9۔ معاشی اِستحصال سے تحفظ کا حق (Economic rights) 158
10۔ وراثت کا حق (Right of inheritance) 158
11۔ نومولود کے تحفظِ نسب کا حق (Newborn's right of anscestral sanctity) 159
12۔ معاشرتی شناخت کا حق (Right of social identity) 159
13۔ قرض کی وصولی کا حق (Right to recieve the debts) 159
14۔ ملکیت کا حق (Right of ownership) 159
15۔ خاوند اور بیوی کے باہمی حقوق (Rights of husbands & wives) 160
16۔ خواتین کے حقوق (Women's rights) 160
17۔ قانون کی اِطاعت (Obedience of law) 161
20۔ اِنصاف کا حق (Right of justice) 162
21۔ عوام الناس کا پیغامِ ہدایت سے آگہی کا حق 162

22۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق 162
ماخذ و مراجع: 163
فقیہ اہل سنت کے مشاہیر تلامذہ 164
مرتد ابوطاہر قرمطی 167
ذات پات پر ووٹ نہ کریں 167
سوچ سمجھ کر فیصلہ کریں 168
ماہنامہ پیغام شریعت 168
یہودا نے کہا 169
عبادت سے مستغنی نہیں ہو سکتا 170
اتحاد زندگی ہے اختلاف موت 170
ہماری اردو کتابیں: 171

اہم پیغام

صابیا ورچوئل پبلیکیشن مختلف ذرائع سے موصول شدہ مواد کی اشاعت کر رہی ہے۔ کئی لکھنے والے اپنا سرمایہ ہمیں شائع کرنے کے لیے ارسال فرما رہے ہیں۔ ہم ایک اہم وضاحت بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہماری شائع کردہ کتابوں اور رسالوں کے مندرجات کی ذمہ داری ہم اس حد تک لیتے ہیں کہ یہ سب اہل سنت و جماعت سے ہے اور یہ بالکل ظاہر بھی ہے کہ ہر لکھاری کا تعلق اہل سنت سے ہے اور پھر علماے اہل سنت کی کتابوں کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کیا جارہا ہے جن کے بارے میں کسی کو کوئی شک نہیں ہونا چاہیے اور پھر بات آتی ہے لفظی اور املائی وغیرہ غلطیوں کی تو جو اشاعت خاص ہماری جانب سے ہوتی ہے یعنی وہ کتابیں اور رسالے جو "**ٹیم عبد مصطفی افیشل**" کی پیشکش ہوتی ہے ان کی ذمہ داری ہم لیتے ہیں اور جو ہمیں دوسرے ذریعوں سے موصول ہوتا ہے ان میں اس طرح کی غلطیوں کے حوالے سے ہم بری ہیں کہ وہاں ہم ہر ہر لفظ کی چھان پھٹک نہیں کرتے۔

ٹیم عبد مصطفیٰ آفیشل کی علمی تحقیقی اور اصلاحی کتابیں اور رسالے کئی مراحل سے گزرنے کے بعد شائع ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان میں بھی ایسی غلطیوں کا پایا جانا ممکن ہے لہٰذا اگر آپ انھیں پائیں تو ہمیں اطلاع فرمائیں۔

عبد مصطفیٰ آفیشل

مسلمانوں کی ایجادات

آج صبح ہی میں نے فیس بک پر ایک پوسٹ دیکھی جس میں لکھا تھا کہ "مسلمانوں نے چودہ سو سال سے لے کر اب تک ایک بھی چیز ایجاد کی ہو تو شمار کرائیں ؟" یہ سوال اگرچہ کسی غیر مسلم کا تھا پر اس کو ایک مسلم نے شئر کرتے ہوئے لکھا کہ "ہم نے بھی کچھ ایجاد کیا ہوتا تو آج جواب دینے میں کچھ ہچکچاہٹ نہ ہوتی" اس تحریر کو دیکھ کر کلیجہ منہ کو آگیا، فوراً اس ناچیز نے کچھ کتابوں کے اوراق پلٹنے شروع کیے بہت آگے نا بڑھتے ہوئے جلد ہی ایک کتاب ہاتھ لگی ابھی ایک دو صفحہ ہی پڑھا تھا کہ مسئلہ آسان ہو گیا، بہت سے تیس مار خاں اس دنیا میں آئے لیکن دنیا کو کوئی نظام کوئی سسٹم نہ دے سکے، جب کہ عمر فاروق اعظم نے دنیا کو ایسے سسٹم دیے جو آج تک پوری دنیا میں رائج ہیں آپ نے آذان فجر میں "الصلوۃ خیر من النوم" کا اضافہ کرایا، جس کی صدائیں آج بھی اولاد آدم کے کانوں سے ٹکراتی ہیں۔ آپ ہی کے عہد میں نماز تراویح کا سلسلہ شروع ہوا جو امت مسلمہ کے لیے ایک تحفہ ثابت ہوا۔ آپ ہی کی ذات نے شراب نوشی کی سزا مقرر کی، سنہ ہجری کا اجرا کیا جو اب تک اسی طریقہ پر جاری و ساری ہے، آپ ہی نے جیلوں کا تصور دلایا، اور اسی پر بس نہیں بلکہ آپ نے مؤذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں، مسجدوں میں روشنی کا زبردست بندوبست کیا۔ آپ ہی نے پولس کا محکمہ بنایا، آب پاشی کا نظام قائم کیا، فوج کا محکمہ بھی آپ ہی نے قائم کیا ایک مکمل عدالتی نظام کی بنیاد رکھی۔ آپ ہی کے عہد خلافت میں شیر خوار بچوں، معذوروں، بیوائوں اور بے آسرائوں کے وظائف مقرر کیے، آپ نے دنیا میں پہلی بار حکمرانوں، سرکاری عہدداروں اور والیوں کے اثاثے ڈکلیئر کرنے کا تصور دیا، آپ ہی نے ناانصافی کرنے والے ججوں کو سزا دینے کا سلسلہ شروع کیا، اور بھی بہت سے ایسے قابل ذکر کارنامے انجام دیے۔ اور اگر قریب سے دیکھیں تو ریاضی میں صفر کا اضافہ مسلمان سائنس داں الخوازمی نے کیا تھا، اور سب سے پہلے طبی انسائیکلوپیڈیا کو محمد زکریا رازی نے مرتب کیا چیچک کا علاج بھی آپ ہی نے کیا۔ اور اسی طرح عمر خیام نے کلینڈر ایجاد کیا۔ سال کے دنوں کی تعداد کو بھی آپ ہی نے مقرر کیا۔ اور بھی مسلمانوں نے بے انتہا

چیزیں ایجاد کیں جس کی سیاہی سے تاریخ کے اوراق آج بھی سیاہ ہیں۔ طوالت کے خوف سے بس اسی پر اکتفا کر رہا ہوں بہر حال میرے بھائیوں اپنی تاریخ کو نہ بھولیں، اس لیے کہ جو تاریخ پڑھتے ہیں وہی تاریخ بھی قائم کرتے ہیں۔

امام حسین اغیار کی نظروں میں

سانحۂ کربلا 10 محرم الحرام 61ھ (بمطابق 9 یا 10 اکتوبر، 680ء) کو موجودہ عراق میں کربلا کے مقام پر پیش آیا۔ یہ جنگ نواسہ رسول حضرت امام حسین ابن علی بن ابی طالب، ان کے حامیوں اور رشتہ داروں کے ایک چھوٹے سے گروہ، اور یزید اور اس کے بڑے لشکر کے مابین ہوئی

حضرت حسین ابنِ علی کی سیرت صدیوں سے بیاں ہوتی چلی آرہی ہے، آج بھی ان کے ذکر کے وقت اہلِ ایمان کی آنکھیں اشکبار ہوجاتی ہیں۔ اور ہر دور میں اہل ایماں ان کی شجاعت کو یاد کرتے ہیں ان کے صبر کی بات کرتے ہیں ان کے ایمان کی مثال پیش کرتے ہیں۔

صرف اپنے ہی نہیں بلکہ دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے ارباب علم و دانش بھی آپ کی مدح سرائی کرتے ہوئے نظر آیے۔

اور آپ کی سیرت کو اپنی زندگی میں اتارنے کی کوشش کی۔

اور آپ سے متاثر ہوکر بہت کچھ سیکھا اور خود انہوں نے دوسروں کو بھی ان کی تعلیم کی طرف رغبت دلائی۔۔

اور ان لوگوں نے اپنی محبت کا اظہار دنیا کے سامنے انوکھے ہی انداز میں کیا۔

اور کچھ اس طرح سے آپ کی شان میں خراج عقیدت پیش کی:

(ہزاروں ایسے لوگ ہیں جنہوں نے آپ کی شان میں خراج عقیدت پیش کی لیکن طوالت کے خوف سے اس کو یہاں اقتصار کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے)

گاندھی جی: میں نے حسین سے سیکھا کہ اعتدال میں فتح کیسے حاصل کی جاسکتی ہے۔ اسلام کی

نشوونما تلوار پر منحصر نہیں ہے بلکہ وہ حسین کی قربانی کا نتیجہ ہے، جو ایک بہت بڑے پرہیز گار تھے۔

رویندر ناتھ ٹیگور: انصاف اور سچائی کو زندہ رکھنے کے لئے، کسی دستے یا ہتھیاروں کی ضرورت نہیں ہے۔ فتح بھی قربانی دے کر حاصل کی جاسکتی ہے، جیسا کہ امام حسین نے کربلا میں کیا تھا۔

پنڈت جواہر لال نہرو: امام حسین کی قربانی تمام گروہوں اور پورے معاشرے کے لئے ہے ،اور یہ قربانی انسانیت کی بھلائی کی ایک قیمتی مثال ہے۔

ڈاکٹر راجیندر پرساد: امام حسین کی قربانی کسی ملک یا برادری تک محدود نہیں ہے، بلکہ یہ لوگوں میں اخوت کی لامحدود کیفیت ہے۔

ڈاکٹر رادھا کرشنن: اگرچے امام حسین نے صدیوں پہلے اپنی شہادت دی، لیکن ان کی پاک روح آج بھی لوگوں کے دلوں پر راج کرتی ہے۔

سروجینی نیاڈو: میں مسلمانوں کو اپنی جانب سے مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ ان کی خوش قسمتی ہے کہ دنیا کی عظیم ترین شخصیت، امام حسین ان کے درمیان پیدا ہوئے جنہوں نے پوری دنیا میں تمام نسلی گروہوں کے دلوں پر راج کیا اور آج بھی کرتے ہیں.

ایڈورڈ برائون: کربلا میں خونی صحرا کی یاد جہاں اللہ کے رسول کی نواسے پیاسے ہوئے زمین پر گر پڑے اور لواحقین کی لاشوں نے گھیر لیا، یہ سمجھنے کے لئے کافی ہے کہ دشمنوں کا جنون عروج پر تھا، اور یہ سب سے بڑا غم ہے جہاں جذبات اور روح پر اس طرح قابو پایا گیا کہ امام حسین نے کسی محبوب کی کسی بھی قسم کی تکلیف، خطرہ اور موت کو اس کے نقش قدم پر نہیں لڑنے دیا۔

سردار ایس ایس زاد بنگلہ صاحب گوردوارہ: امام حسین کی شہادت انسانیت کو بچانے کے لئے دی گئی شہادت تھی، ظالم حکمران ہمیشہ انسانیت کے خلاف ہیں، اور انسانیت سے محبت کرنے والے ہمیشہ اپنی شہادت کربلا کی طرح دینے کے مترادف ہیں۔ زندہ رہو

فادر ویکٹر ایڈون: امام حسین نے انسانیت کی جنگ لڑی اور ظلم کے خلاف کبھی سر نہیں جھکایا

اور اپنی قربانی دی۔ میں خود بھی ان کی قبر (کربلا) گیا ہوں اور مجھے لگا کہ جہاں سے بھی لوگ آتے ہیں وہاں سب کو بہت سکون ہوتا ہے۔ ان کی زندگی آج کے لئے سبق آموز ہے۔ تمام امن کے ساتھ رہیں اور آگے بڑھیں۔

وزیر اعظم نریندر مودی: امام حسین نے ناانصافی قبول کرنے کی بجائے اپنے آپ کو قربان کر دیا۔ وہ امن و انصاف پر اٹل تھے۔ ان کی تعلیمات آج بھی اتنی ہی اہم ہیں جتنی وہ صدیوں پہلے تھیں۔ آپ نے اپنی زندگی میں امام حسین کا مقدس پیغام لایا ہے اور اس کا پیغام دنیا تک پہنچایا ہے۔ امن اور عدل کے لئے امام حسین کو شہید کیا گیا۔ انہوں نے ناانصافی، تکبر کے خلاف آواز اٹھائی۔ آج کی دنیا کے مقابلے میں ان کی تعلیم اس سے زیادہ اہم تھی۔۔۔

چلو! ٹویٹر اکاؤنٹ بنائیں، اپنی آواز اٹھائیں۔

(ٹیوٹر اکاونٹ سے لے کر ویری فائیڈ تک)

سوشل میڈیا کا ایک اہم ترین پلیٹ فارم ٹوئٹر ہے۔ سوشل میڈیا کا مین سٹریم اگر ٹوئٹر کو کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا، کیونکہ ٹوئٹر کا عالمی سطح پر استعمال ہوتا ہے،

ایک وقت تھا جب ٹیوٹر پر صرف انگلش لکھنے والے ہوا کرتے تھے، اور اس ایپ کو اردو، ہندی پڑھنے والے چلاتے ہوئے ہچکچاتے تھے۔

پھر اس پر ہندی اردو سے تعلق رکھنے والوں کی کافی تعداد کھنچی چلی آئی

اور اب تک یہ سلسلہ جاری ہے ہمارے بہت سے دوست اکاونٹ بنانے کے تعلق سے پوچھتے ہیں

(۱) اکاونٹ بنانے کا طریقہ؟

سب سے پہلے پلے سٹور سے *twitter* ڈاؤنلوڈ کریں اور اسے اوپن کریں... اوپن کرنے کے بعد پہلا آپشن *Get Started* آئے گا، اس پر کلک کریں... اب *Name* والی جگہ پر اپنا نام لکھیں اور نیچے والی لائن پر کلک کر کے اپنا ای میل ایڈریس یا فون نمبر لکھیں... اس کے بعد دائیں طرف نیچے

کونے میں دیئے گئے آپشن *Next* پر کلک کریں... اس کے بعد **Sign up** کے آپشن پر کلک کریں.
اب آپ کے فون نمبر یا ای میل ایڈریس پر ایک کوڈ آئے گا، وہ لکھنے کے بعد *Select* کے آپشن پر کلک کر کے اپنی مرضی کا پاسورڈ دیں... جس کا کم سے کم ایک حرف انگریزی میں ہو. مثلاً (a123456)
اب اپنی پسندیدہ تصویر *Upload* کریں اور نیچے دیئے گئے *Next* کے آپشن پر کلک کریں...
آگے دو آپشن آئیں گے... *contacts* *Sync* اور *Now* *Not*.... یہاں Not now پر کلک کریں..
اب آپ کے پاس بہت سارے آپشن آئیں گے... اگر آپ اپنی مرضی کے کوئی سے بھی دو تین آپشن سلیکٹ کرنا چاہیں تو ٹھیک، ورنہ نیچے بائیں کونے میں موجود آپشن *now* *for* *Skip* پر کلک کریں... اب مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے معروف افراد کے نام آپ کے سامنے آئیں گے... ان میں سے جنہیں آپ *Follow* کرنا چاہیں، انہیں فالو کر کے نیچے کونے میں موجود *Next* کے آپشن پر کلک کریں... لیں جی آپ کی آئی ڈی بن گئی.
اب اپنی آئی ڈی اور اس میں دیا گیا پاسورڈ اپنے پاس کاغذ پر محفوظ کر لیں... تاکہ پاسورڈ بھول جانے کی صورت میں آپ کو کوئی پرابلم نہ ہو.

(۲) ٹویٹر اکاؤنٹ ویری فائیڈ کیسے ہوتا ہے؟

سماجی رابطے کی ویب سائٹ ٹوئٹر میں نام کے آگے ایک بلیو ٹک پہلے تو صرف معروف شخصیات یا برانڈز کے لیے محدود تھا۔
درحقیقت ایک مصدقہ ٹوئٹر اکاؤنٹ ایک زمانے میں اسٹیٹس سمبل بھی بن گیا تھا۔
لیکن اب ٹوئٹر نے سب کو اپنے اکاؤنٹ کو ویری فائیڈ بنانے کے لیے موقع فراہم کیا۔
اگرچہ اکاؤنٹ کے آگے بلیو ٹک کا حصول آسان نہیں کیونکہ ٹوئٹر کی جانب سے یہ اعزاز ایسے صارفین کو دیا جاتا ہے جو کہ موسیقی، اداکاری، فیشن، حکومتی، سیاسی، مذہبی، صحافتی، میڈیا، اسپورٹس، بزنس اور دیگر

عوامی دلچسپی کے شعبوں سے تعلق رکھتے ہوں۔

تاہم پھر بھی یہ طریقہ کار کافی آسان ہے۔

بس یہ جان لیں کہ آپ نے اس پر کیسے عمل درآمد کرنا ہے۔

اس عمل کے آغاز کے لیے ٹوئٹر سپورٹ پیج **support.twitter.com** پر لاگ اِن ہوں اور وہاں مائی اکاؤنٹ پر کلک کریں۔

اس کے بعد **Managing your account** پر کلک کریں۔

اس کے بعد ویری فائیڈ اکاؤنٹس کے ٹیب پر کلک کریں اور پھر ریکوئسٹ ٹو ویری فائی این اکاؤنٹ پر جائیں-

اس کے بعد آپ ایک پیج پر پہنچ جائیں گے جہاں سے ویری فائی اکاؤنٹ کا فارم شروع ہوگا، جس میں آپ کو فون نمبر، ویب سائٹس اور دیگر اندراج کرنا ہوگا۔

سب سے پہلے تو آپ کو اپنا ٹوئٹر یوزر نیم لکھنا ہوگا، اگر وہ کسی برانڈ یا کمپنی کی نمائندگی کرتا ہو تو آپ کے پاس چیک باکس پر چیک لگانے کا آپشن بھی موجود ہوگا۔

اس کے بعد آپ کو خود کو حقیقی انسان ثابت کرنے کے لیے مختلف ویب سائٹس کا اندراج کرنا ہوگا جبکہ 500 الفاظ کے اندر بتانا ہوگا کہ اکاؤنٹ کو ویری فائی کیوں کرنا چاہتے ہیں۔

اس کے بعد آپ سے کہا جائے گا کہ دی گئی معلومات کو دوبارہ چیک کرلیں اور پھر submit پر کلک کریں، جس کے بعد مشکل مرحلہ مکمل ہوجائے گا اور آپ کو ٹوئٹر کے جواب کا انتظار کرنا ہوگا جس میں کچھ ہفتے لگ سکتے ہیں۔

آپ کو ویری فائیڈ اکاؤنٹ کا علم تو بلیو ٹک سے ہو ہی جائے گا تاہم ایسا ہونے پر ٹوئٹر ویری فائیڈ اکاؤنٹ بھی آپ کو فالو کرنے لگتا ہے جبکہ ٹوئٹر سپورٹ ٹیم سے ایک ای میل موصول ہوتی ہے اور اگر درخواست مسترد ہو تو بھی ای میل میں بتایا جاتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا۔

بیماری خدا کی رحمت

بیماری بھی ایک طرح سے خدا کی رحمت ہے

اس سے گناہوں میں تخفیف ہوتی ہے، اور بہت سی بیماریاں ایسی بھی جن میں مرنے والوں کو شہادت کا درجہ ملتا ہے۔ اور بندہ عام دنوں میں جو بھی اچھے عمل کرتا ہے اس کا بھی اس کو برابر ثواب ملتا رہتا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک یا دو بار ہی نہیں بلکہ متعدّد بار یہ کہتے ہوئے سنا: جب بندہ کوئی نیک عمل (پابندی سے) کر رہا ہو، پھر کوئی مرض، یا سفر اسے مشغول کر دے جس کی وجہ سے اسے وہ نہ کر سکے، تو بھی اس کے لیے اتنا ہی ثواب لکھا جاتا ہے جتنا کہ اس کے تندرست اور مقیم ہونے کی صورت میں عمل کرنے پر اس کے لیے لکھا جاتا تھا"۔

اور حضرات! بیماری و آزمائش کے ذریعہ اللہ پاک اپنے بندوں کو بڑے بڑے رتبے عطا فرماتا ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ:

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے ہوئے سنا: جب بندے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسا رتبہ مل جاتا ہے جس تک وہ اپنے عمل کے ذریعہ نہیں پہنچ پاتا تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم یا اس کے مال یا اس کی اولاد کے ذریعہ اسے آزماتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ بندہ اس مقام کو جا پہنچتا ہے جو اسے اللہ کی طرف سے ملا تھا"۔

اور آپ جان لیں! کہ بیماری مومن کے لیے عافیت اور چین و سکون کا سبب بن جاتی ہے اور گذشتہ گناہوں کا کفارہ تو وہی منافق اور کافروں کے لیے وبال جان، اور بیمار نہ ہونے والے کے بارے میں آقا ﷺ نے فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ جیسے کہ ابوداؤد شریف کی حدیث ہے:

"میں اپنے ملک میں تھا کہ یکایک ہمارے لیے جھنڈے اور پرچم لہرائے گئے تو میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم ہے، تو میں آپ کے پاس آیا، آپ صلی اللہ

علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے ایک کمبل پر جو آپ کے لیے بچھایا گیا تھا تشریف فرما تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد آپ کے اصحاب اکٹھا تھے، میں بھی جا کر انہیں میں بیٹھ گیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماریوں کا ذکر فرمایا: جب مومن بیمار پڑتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کو اس کی بیماری سے عافیت بخشتا ہے تو وہ بیماری اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے اور آئندہ کے لیے نصیحت، اور جب منافق بیمار پڑتا ہے پھر اسے عافیت دے دی جاتی ہے تو وہ اس اونٹ کے مانند ہے جسے اس کے مالک نے باندھ رکھا ہو پھر اسے چھوڑ دیا ہو، اسے یہ نہیں معلوم کہ اسے کس لیے باندھا گیا اور کیوں چھوڑ دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد موجود لوگوں میں سے ایک شخص نے آپ سے عرض کیا: اللہ کے رسول! بیماریاں کیا ہیں؟ اللہ کی قسم میں کبھی بیمار نہیں ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اٹھ جا، تو ہم میں سے نہیں ہے۔ عامر کہتے ہیں: ہم لوگ بیٹھے ہی تھے کہ ایک کمبل پوش شخص آیا جس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جس پر کمبل لپیٹے ہوئے تھا، اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! جب میں نے آپ کو دیکھا تو آپ کی طرف آنکلا، راستے میں درختوں کا ایک جھنڈ دیکھا اور وہاں چڑیا کے بچوں کی آواز سنی تو انہیں پکڑ کر اپنے کمبل میں رکھ لیا، اتنے میں ان بچوں کی ماں آگئی، اور وہ میرے سر پر منڈلانے لگی، میں نے اس کے لیے ان بچوں سے کمبل ہٹا دیا تو وہ بھی ان بچوں پر آگری، میں نے ان سب کو اپنے کمبل میں لپیٹ لیا، اور وہ سب میرے ساتھ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کو یہاں رکھو، میں نے انہیں رکھ دیا، لیکن ماں نے اپنے بچوں کا ساتھ نہیں چھوڑا، تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: کیا تم اس چڑیا کے اپنے بچوں کے ساتھ محبت کرنے پر تعجب کرتے ہو؟، صحابہ نے عرض کیا: ہاں، اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے سچا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے اس سے کہیں زیادہ محبت رکھتا ہے جتنی یہ چڑیا اپنے بچوں سے رکھتی ہے، تم انہیں ان کی ماں کے ساتھ لے جاؤ اور وہیں چھوڑ آؤ جہاں سے انہیں لائے ہو، تو وہ شخص انہیں واپس چھوڑ آیا۔

بیماری کی صورت میں انسان تمام تر شکوہ شکایت اور برے کلمات سے پرہیز کرے۔ ہر ہر لمحہ اپنے پاک پروردگار کو یاد کرتا رہے اس لیے کہ "فرمان مصطفی ﷺ ہے کہ

اللہ عزوجل ایک رات کے بخار کے سبب

مومن کے پچھلے تمام گناہ مٹا دیتا ہے۔

رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مؤمن!!!

تصویر کا پہلا رخ:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ: ''محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو ان کے ساتھ ہیں' وہ کافروں پر بہت بھاری اور دوسرے مقام پر اللہ رب العالمین ارشاد فرماتا ہے: اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ وہ کافروں پر بہت بھاری ہوں گے'' اور کیوں نہ ہوں اس لیے کہ جب پیغمبر اسلام کو دلائل اور مواعظ حسنہ کے ذریعہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دینے کا حکم ہوا اور مسلمانوں کو کفار کی ایذاؤں پر صبر کا حکم ہوا تو کافروں نے مسلمانوں پر بڑے بڑے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے۔ اور خود رسول اعظم کو بھی بہت سی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا

آپ فرماتے ہیں کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا!! وہ دن میرے لئے جنگ احد کے دن سے بھی زیادہ سخت تھا (میدان احد میں سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ آقا علیہ السلام کے دندان مبارک اور ہونٹ مقدس زخمی ہوگئے۔ اور آپ کے چچا حضرت ہمزہ رضی اللہ عنہ اور بہت سے جانثار صحابہ بھی شہید ہوئے) جب میں نے طائف میں وہاں کے ایک سردار عبد یالیل کو اسلام کی دعوت دی۔ اس نے دعوت اسلامی کو حقارت کے ساتھ ٹکرا دیا اور اہل طائف نے مجھ پر پتھراؤ کیا یہاں تک کہ میں لہولہان ہوگیا اور پیغمبر اعظم کے قتل کے منصوبے بنایے جانے لگے یہاں تک کہ کاشانۂ نبوت کا محاصرہ کرلیا مگر مسلمانوں نے کبھی انتقام کے لیے ہتھیار نہیں اٹھایا بلکہ ہمیشہ صبر و تحمل کے ساتھ کفار کی ایذاؤں اور

تکلیفوں کو برداشت کرتے رہے لیکن ہجرت کے بعد جب سارا عرب اور یہودی ان مٹھی بھر مسلمان کے جانی دشمن ہو گئے اور ان مسلمانوں کو فنا کے گھاٹ اتار دینے کا عزم کر لیا۔ تو خداوند قدوس نے مسلمانوں کو یہ اجازت دی کہ جو لوگ تم سے جنگ کی ابتدا کریں ان سے تم بھی لڑ سکتے ہو۔ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ) ترجمہ؛ جن سے لڑائی کی جاتی ہے (مسلمان) ان کو بھی اب لڑنے کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ وہ (مسلمان) مظلوم ہیں اور خدا ان کی مدد پر یقین قادر ہے۔ پھر تو یہ ہوا کہ نو سال میں حضور ﷺ کو چھوٹی بڑی چھیاسٹھ لڑائیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ (جس میں غزوات و سرایا سبھی شامل ہیں) صحابہ کرام پوری جانثاری کے ساتھ لڑے اور اسلام کے لیے اپنی جان کی پرواہ نہ کی۔ یہی وجہ تھی کہی تین سو تیرہ گیارہ سو پر بھی بھاری پڑے۔ تو کبھی باب خیبر (جس کو چالیس لوگ مل کر نہ اکھاڑ سکے) اس کو علی مشکل کشا نے تن تنہا اکھاڑ پھینکا تو کبھی نعرہ تکبیر و رسالت کی صدا بلند کر کافروں کی بنیادوں کو ہلا ڈالا پھر تو یہ ہوا کہ فتح مسلمانوں کا مقدر بن گیا اور خود بھی شہید ہوئے تو بہت سے کافروں اور گستاخ رسول ﷺ کو واصل نار بھی کیا۔ ان مٹھی بھر مسلمانوں نے بڑی سے بڑی سلطنتوں کو دھول چٹائی۔

اور صحابہ کرام اپنے اس عہد و پیمان پر کھرے اترے جو حضور ﷺ سے کیا جب سرکار نے فرمایا تھا کہ مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ، وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ، وَمَنْ اَطَاعَ اَمِیْرِیْ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ، وَمَنْ عَصٰی اَمِیْرِیْ فَقَدْ عَصَانِیْ))

”جس نے میری اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔“

تو صحابہ کرام کہنے لگے۔ ”کہ ہم نے اللہ کے رسول سے بیعت کی کہ ہم سنیں گے اور اطاعت کریں گے‘ خواہ آسانی ہو یا مشکل‘ خواہ ہماری طبیعت آمادہ ہو یا ہمیں اس پر جبر کرنا پڑے‘ اور خواہ دوسروں کو

ہمارے اوپر ترجیح دے دی جائے۔ ہم اصحابِ اختیار سے جھگڑیں گے نہیں ،لیکن سچ بولیں گے جہاں کہیں بھی ہم ہوں گے ،اور اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے بے خوف رہیں گے۔"

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم !!!

تصویر کا دوسرا رخ:

ہاں یہ بات بھی قرآن کریم ہی سے ثابت ہے

مومنین آپس میں بہت رحم دل ہیں" جیسا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

اور اس رحم دلی کو اللہ رب العزت نے دوسری جگہ اس انداز میں بیان کیا" وہ اہل ایمان کے حق میں بہت نرم ہوں گے " (اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ) ۔ احادیثِ نبوی اور تواریخ اسلام بھی اس بات پر شاہد ہے کہ یقینا اہل ایمان ایک دوسرے پر نہایت ہی نرم دل اور شفقت کرنے والے ہیں۔ اور تاریخ میں ایک باب " انصار اور مہاجرین میں رشتۂ اخوت کا بھی ہے۔ جب اہل اسلام نے مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو اس وقت مہاجرین چونکہ انتہائی بے سروسامانی کی حالت میں بالکل خالی ہاتھ اپنے اہل وعیال کو چھوڑ کر مدینہ آئے تھے اس لیے پردیس میں مفلسی کے ساتھ وحشت اور بیگانگی اور اپنے اہل و عیال کی جدائی کا صدمہ محسوس کرتے تھے۔ حالانکہ انصار نے ان مہاجرین کی مہمان نوازی اور دلجوئی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی۔ لیکن مہاجرین دیر تک دوسروں کے سہارے زندگی بسر کرنا پسند نہیں کرتے تھے اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال فرمایا کے انصار و مہاجرین میں رشتہ اخوت قائم کرکے ان کو بھائی بھائی بنا دیا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے مکان میں انصار و مہاجرین کو جمع فرمایا اس وقت تک مہاجرین کی تعداد 45 سے 50 تھی۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے انصار کو مخاطب کرکے فرمایا کہ یہ مہاجرین تمہارے بھائی ہیں پھر مہاجرین و انصار میں سے دو دو شخص کو فرماتے گئے کہ یہ " اور تم بھائی بھائی ہیں" حضور علیہ السلام کے ارشاد فرماتے ہیں یہ

رشتہ اخوت بالکل حقیقی بھائی جیسا رشتہ بن گیا چنانچہ انصار نے مہاجرین کو ساتھ لے جاکر اپنے گھر کی ایک ایک چیز سامنے لاکر رکھ دی۔ اور کہہ دیا کہ آپ ہمارے بھائی ہیں اس لئے ان سب سامانوں میں آدھا آپ کا اور آدھا ہمارا ہے' حد تو تب ہو گئی کہ حضرت سعد بن ربیع انصاری جو حضرت عبدالرحمن بن عوف مہاجر کے بھائی قرار پائے تھے۔ ان کی دو بیویاں تھیں حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میری ایک بیوی جیسے آپ پسند کریں' میں اس کو طلاق دے دوں۔ اور آپ اس سے نکاح کرلیں۔ اللہ اکبر!!! اس میں شک نہیں کہ انصار کا یہ ایثار ایک ایسا بے مثال شاہکار ہے کہ اقوام عالم کی تاریخ میں اس کی مثال مشکل ہی ہے سے ملے گی۔ مگر مہاجرین نے جو طرز عمل اختیار کیا یہ بھی ایک قابل تقلید تاریخی کارنامہ ہے۔ اور بھی بہت سی مثالیں تاریخ اسلام میں موجود ہیں آخر میں یہی کہوں گا کہ اہل اسلام اگر آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ نرم ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ کوئی بھی گستاخ آزادی رائے کو سامنے رکھتے ہوئے ہمارے آقا ﷺ کی شان میں ادنی سی بھی گستاخی کرے۔ ورنہ تو ہمارے پاس أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ کا پہلو بھی موجود ہے جس کا انجام ابوجہل اور دوسرے کفارہ مکہ ہی جانتے ہیں

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مؤمن!!!

ہم جنسی کی لعنت

(دو مرد یا دو عورتوں کو ایک ہی بستر میں سونے کی ممانعت)

اس دور کی عام خباثتوں میں ہم جنسی کی خباثت بھی ہے، یہ نہ صرف مردوں میں بلکہ عورتوں میں بھی ہم جنسی کی لعنت داخل ہونے لگی ہے اور نئی تہذیب کے یہ گندے انڈے حیات انسانی کو روشنی کے نام پر اور نئی تعلیم کے سائے میں برباد اور فضا کو مسموم بنا رہے ہیں

آپ عصمت چغتائی کا افسانہ "لحاف" پڑھیں معلوم ہوجائے گا کہ دو عورتیں ایک لحاف میں کیا کیا

حرکتیں کر سکتی ہیں بہر حال سمجھدار کے لیے اشارہ کافی ہے۔ مگر دانش و حکمت کے بے بہا خزانہ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کے سدباب کی صورتیں بتائی گئی ہیں تاکہ احتیاطی تدابیر کرکے ان برائیوں سے جو انسانی اختلاط کی مختلف شکلوں میں رونما ہوتی ہیں۔۔۔ سماکو تباہ نہ کر سکیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی بستر میں دو مردوں یا دو عورتوں کو ایک ساتھ سونے کی ممانعت فرمائی ہے۔۔۔ برہنہ حالت میں ایک عورت کا دوسری عورت سے بدن مس کرنا بھی منع ہے حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی مرد کسی مرد کو ننگا نہ دیکھے کوئی عورت کسی عورت کو برہنہ نہ دیکھے۔۔ اور نہ دو مرد ایک بستر اور ایک کپڑے (لحاف، چادر) میں سوئیں۔ اور نہ دو عورتیں ایک کپڑے میں سوئیں اور ساتھ ہی پیغمبرِ اسلام نے دس برس کے بچے کے بستر کو الگ کرنے کی ہدایت فرمائی اور یہ حکمت و مصلحت ہر ذی ہوش اچھی طرح سمجھ لے بدن سے بدن کے مس ہونے میں جو لذت آفرینی ہے اس کا سدباب اور پیشگی ازالہ انہی حدیثوں کے ذریعے ممکن ہے اور مرض کے پیدا ہونے سے پہلے اسباب مرض کا تدارک ہے احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ ان انمول ہدایتوں پر سختی کے ساتھ عمل کیا جائے سمجھدار بچوں اور بچیوں کو علیحدہ علیحدہ بستر پر لٹایا جائے۔۔ مرد جس بلا میں مبتلا ہے وہ لواطت ہے۔۔۔۔۔

لواطت ایک مرد کہ کسی دوسرے مرد کے ساتھ یا کسی لڑکے کے ساتھ منہ کالا کرنا اور اپنی شہوت کی آگ بجھانا لواطت یا اغلام بازی کہلاتا ہے، یہ خبیث عادت سب سے پہلے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پیدا ہوئی حضرت لوط نے بحکم خدا بندی لوگوں کو سمجھایا۔۔ مگر جب قوم نے حد سے تجاوز کیا تو ان ظالم و نافرمانوں کی ساری بستی تہہ و بالا کر دی گئی۔۔ اللہ رب العزت کی جس قدر ناراضگی اس فعل بد کے کرنے والوں پر ہوتی ہے کسی اور پر نہیں ہوتی۔ (اللہ محفوظ رکھے) اس دور میں امریکا، انگلینڈ وغیرہ ممالک میں جو سائنس کی ترقیات کی وجہ سے اپنے آپ کو سب سے زیادہ مہذب و اعلیٰ سمجھتے ہیں اس فعل بد کے کرنے والے زیادہ ہو گئے ہیں اور وہ لوگ اس کو کوئی عیب نہیں سمجھتے تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ

رب العزت کی جانب سے ان لوگوں کو "ایڈز" نام کی انتہائی ہلاکت خیز بیماری نے اپنے شکنجہ میں لے لیا اور اس بیماری میں مبتلا ہونے والے وہی حضرات ہیں جو لواطت کرتے ہیں یا لواطت کراتے ہیں کیونکہ یہ فعل منشائے قدرت کے خلاف ہے۔ اس کی سزا فاعل و مفعول دونوں ہی کو بھگتنی پڑتی ہے جن کی وجہ سے بہت سی بیماریاں پیدا ہوجاتی ہیں یہاں تک کہ نامرد ہونے کا بھی خوف ہے۔۔۔۔بالآخر آپ اسلامی زندگی جیو اس لیے کہ

شارع علیہ السلام نے ہمارے لئے اسلامی زندگی جینے کا طریقہ بیان کیا اور وقتا فوقتا چھوٹے بڑے مسائل سے آگاہ کیا یہاں تک کہ کوئی ایسا گوشہ نہیں چھوڑا جہاں آپ کی تعلیمات نے مشعلہ راہ نہ دکھائی ہو

بھارت اور ہندوستان پر بڑھتی ہوئی راج نیتی!!

مکرمی!! ہمارے ملک عزیز کو متعدّد ناموں سے جانا جاتا ہے۔ بھارت، انڈیا، ہندوستان، آریاورتا، جمبودویپ، بھرت کھنڈ، ہند، ہمورش، اجنابھاورش،

کسی زمانے میں سونے کی چڑیا بھی کہا جاتا تھا۔

لیکن مشہور تین ناموں سے ہوا بھارت، انڈیا، اور ہندوستان۔

اب تک کوئی بھی انسان ان ناموں میں سے کسی کا بھی استعمال کرتا کسی کو کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ مگر آج کل لفظ بھارت اور ہندوستان موضوع سخن بنا ہوا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اب ان دونوں ناموں کو ذات پات میں بھی تقسیم کردیا گیا ہے۔ اور بھارت لفظ کے استعمال پر نیرج کمار نے یہاں تک کہ دیا کہ جنہیں ہندوستان 'بولنے میں دشواری ہورہی ہے وہ پاکستان چلے جائیں۔

قارئین کرام!!! ہم بتاتے چلیں کہ در حقیقت اسمبلی میں حلف برداری کے دوران اختر الایمان نے لفظ ہندوستان کے بجائے 'بھارت' کا لفظ استعمال کیا تھا۔

تبھی سے یہ زبانی جنگ چھڑی ہوئی ہے

جبکہ اصل مسئلہ یہ نہیں ہے اور نہ ہی اس وقت ان سب چیزوں پر بحث کرنے کا وقت ہے۔ اس وقت ملک کو جن چیزوں کی ضرورت ہے حکومت کو چاہیے کہ ان تمام چیزوں کو مہیا کرائے۔ بے روزگاری، بڑھتی ہوئی مریضوں کی تعداد اور ظلم و زیادتی کے واقعات ان سب کی روک تھام کے لیے خصوصی توجہ دے۔

اس ملک میں مختلف مذاہب کے لوگ رہتے ہیں اور ہر انسان اپنے اعتبار سے ان ناموں میں سے جس کو چاہے لیتا ہے۔ اس کو مسئلہ نہ بنائیں۔

لو جہاد کے خلاف قانون نافذ کرنا کیا بیٹیوں کو عصمت دری سے بچا پائے گا؟؟

لو جہاد سے متعلق قانون بنانے کا مطالبہ بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ ابھی مرکزی حکومت نے اس معاملے میں کچھ نہیں کہا ہے لیکن اس کی شروعات بی جے پی کی حکمرانی والی ریاستوں میں ہوئی ہے۔ مدھیہ پردیش، اتر پردیش، کرناٹک ہو یا گجرات سب نے اس پر قانون سازی کرنے کے لئے مسودہ تیار کرنا شروع کر دیا ہے۔ کانگریس کے زیر اقتدار ریاستیں دوسری ریاستوں کے ذریعہ اس طرح کے قانون سازی کی مخالفت کر رہی ہیں۔

جبکہ یوپی کے محکمہ داخلہ نے لو جہاد کے خلاف مجوزہ قانون تیار کر لیا ہے۔ یہ مسودہ جانچ کے لئے قانون سازی کے محکمہ کو بھیج دیا گیا ہے۔

قارئین ہم بتاتے چلیں!! حکومت کے دعویٰ کے مطابق اس قانون کا مقصد لالچ، دباؤ، دھمکی، شادی کا دلاسہ دے کر زبردستی تبدیل مذہب کی روک تھام ہے۔ اور اگر ایسے معاملے میں قصوروار پایا گیا تو 5 سے 10 سال تک کی سزا دی جا سکتی ہے۔

مجوزہ قانون تمام مذاہب کے لوگوں پر یکساں طور پر لاگو ہوگا۔ اس قانون کے ذریعہ اس قسم کے لوگوں پر کچھ حد تک روک تھام لگائی جا سکتی ہے۔ پر ان بھولی بھالی بیٹیوں کے حق میں قانون کب آئے گا جو

آئے دن شر پسندوں کا نشانہ بن کر رہ جاتی ہیں جن کی عزتوں کو درندوں نے پانی سے زیادہ سستا سمجھ رکھا ہے جب چاہا تار تار کر دیا۔ ہر دن اس طرح کے بے شمار واقعات رونما ہوتے ہیں۔ ہر دن ہزاروں مائیں اپنی چھاتیاں مسوس کر رہ جاتی ہیں۔ کبھی بالاب گڑھ کی بیٹی نکیتا کو مار دیا جاتا ہے تو کبھی جموں وکشمیر کے کٹھوعہ ضلع میں آٹھ سالہ بچی آصفہ بانو کی عصمت دری اور قتل انسانیت کو شرمسار کرتا ہے۔ کبھی ہاتھرس میں اجتماعی آبروریزی

اور نہ صرف یہ بلکہ حد تو یہ ہے کہ ویشالی ضلع کی دیسری میں گلناز کو ایک مقامی نوجوان شادی کرنے پر مجبور کرتا ہے۔

جب گلناز انکار کرتی ہے تو ستیش کمار مبینہ طور پر اپنے 'دو دوستوں کے ہمراہ اس 20 سالہ لڑکی سے چھیڑ چھاڑ کے بعد اس پر مٹی کا تیل چھڑک کر زندہ جلا دیتا ہے۔'

یہ تمام واقعات اور اس جیسے ہر دن ہزاروں رونما ہونے والے واقعات جیتے جی بیٹیوں میں خوف و دہشت کو پیدا کرتے ہیں۔ بہت سی بیٹیوں کو خودکشی کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔

بیٹی بچاؤ بیٹی پڑھاؤ اسکیم صرف کاغذوں تک محدود رہ گئی۔ دم گھٹتا ہے درندوں کی وحشتناکی حرکتوں سے جبکہ جینا چاہتی ہیں بیٹیاں، آگے بڑھنا چاہتی ہیں بیٹیاں۔ لیکن اگر ایسا ہی ماحول رہا اور ان کے حق میں کوئی قانون نہ بنایا اور مجرموں کی جگہ کینڈل جلایا تو جیتے جی مر جائیں گی یہ بیٹیاں۔ اس لیے مرکزی حکومت اور ریاستی حکومتوں کو اس طرف اپنی توجہ مبذول کر کے اس طرح کے واقعات پر روک تھام کے لیے بھی کوئی قانون نافذ کرنا چاہیے

غوث اعظم کی ولادت سے پہلے بزرگانِ دین کی بشارتیں

(اور حضور غوث اعظم کے عبادات واذکار)

حضور قطب الاقطاب غوث الاغواث فرد الافراد سید الاسیاد امام الاولیاء سلطان الاولیاء غوث الثقلین غوث العالمین محبوب سبحانی شہباز لامکانی قندیل نورانی مجمع البحرین نجیب الطرفین سیدی سندی آقائی مولائی سیدنا ابو محمد محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی البغدادی غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا جو وجود مسعود ہے اللہ تبارک وتعالی نے اس دور میں جلوہ فرمایا جو دور اسلام کے لیے انتاہی خطرناک دور تھا۔ غوث پاک کی آمد سے پہلے بہت سے بزرگانِ دین بشارتیں دیتے رہے کہ ہمارے بعد ایک شخص ظاہر ہوگا۔

امام حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ تقریبًا ساڑھے تین سو سے چار سو سال پہلے کہتے ہیں ہیں کہ بغداد میں ایک اللہ کا برگزیدہ بندہ ظاہر ہوگا اور وہ بغداد کی جامع مسجد کے ممبر پر بیٹھ کر کہے گا "قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" اور وہ ولیوں کا تاجدار اور ولیوں کا سلطان ہوگا۔ امت محمدیہ میں اللہ نے کسی ولی کو وہ شان عطانہ فرمائی جو شان اللہ نے عبدالقادر جیلانیؒ کو عطا فرمائی۔

ایک اور بزرگ حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آخری وقت کہا جب دنیا سے تشریف لے جانے لگے تو آپ نے جب آخری مرتبہ نماز ادا فرمائی تو اپنا مصلیٰ لپیٹا اور مصلیٰ لپیٹ کر اپنے بیٹے کو دیا اور فرمایا جب تمہارا انتقال ہونے لگے تو تم جس کو معتبر سمجھنا یہ مصلیٰ اس کو دینا۔ اور جب اس کا انتقال ہونے لگے وہ جس کو معتبر سمجھے یہ مصلیٰ اس کو دے۔ اور وہ اس کو جس کو وہ معتبر سمجھے۔ بیٹے نے عرض کی بابا!! یہ مصلیٰ اس طرح منتقل ہوگا تو آخر جائے گا کہاں؟؟ ارشاد فرمایا کہ بغداد میں ایک بندہ ظاہر ہوگا اس کا نام عبدالقادر ہوگا یہ مصلیٰ اس کو دیا جائے گا۔

اس لیے کہ اس کی ایک الگ ہی شان ہوگی

اور اسی طرح حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالی عنہ مسجد کے ممبر پر بیٹھ کر فرماتے ہیں ہیں کہ آج ہماری ولایت کے ڈنکے ہیں۔ لیکن اسی زمین پر ایک ایسا جوان ظاہر ہوگا جو فرمائے گا کہ میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ سارے ولی اس کے آگے اپنی گردن کو جھکالیں گے۔

اور جب غوث پاک ماں کے شکم میں تشریف لائے تو خود سید الانبیاء ﷺ امام الانبیاء ﷺ تشریف لائے اور آپ کی والدہ سے فرمایا کہ تو ولیوں کے سلطان کی ماں بننے والی ہے۔ قربان جاؤ کیسی شان ہے سرکار غوث اعظم کی۔

اور جب دنیا میں تشریف لائے تو خدا کی عبادت بھی اس شان سے کی کہ آپ کی عبادت، ذکر واذکار کو دیکھ کر دنیا حیران رہ گئی۔

آؤ!! پہلے عبادت کے بارے میں کچھ اصطلاحی طور پر جان لیں۔

عبادت عربی زبان کے لفظ ''عبد'' سے مشتق ہے اور اس کا معنی آخری درجے کی عاجزی وانکساری ہے۔

امام راغب اصفہانی عبادت کی تعریف بیان کرتے ہیں:

العبادةُ أَبْلَغُ مِنْهَا لِاَنَّهَا غَايَةُ التَّذَلُّلِ.

''عبادت عاجزی وفروتنی کی انتہا کا نام ہے۔''

(راغب اصفھانی، المفردات:319)

اور اس کی ایک جامع تعریف یہ ہے کہ:

''اسم جامع لكل ما يحبه الله ويرضاه؛ من الاقوال والاعمال الظاهرة والباطنة''

(عبادت ایک ایسا جامع اسم ہے جو ہر اس کام کو شامل ہے جسے اللہ تعالی پسند کرتا ہے اور اس سے راضی ہوتا ہے، خواہ وہ اقوال ہوں یا اعمال اور چاہے ظاہری ہوں یا باطن)

عبادت ہی وہ چیز ہے جس کے لئے اللہ تعالی نے مخلوقات کو پیدا فرمایا، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ (الذاریات)

اور میں نے جن اور آدمی اسی لئے بنائے کہ میری عبادت کریں۔

ہم بتاتے چلیں کہ دنیا میں یوں تو بہت سے عابد گزرے کہ جنہوں نے ترک دنیا کرنے کے بعد اپنی پوری کی پوری زندگی عبادت الہی میں رہ کر گزای مگر ان میں ایک نام قطب الاقطاب، غوث اعظم، محبوب سبحانی، محی الدین سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی

(آپ کی پیدائش ۴۷۰ھ، ۱۰۷۷ء کو ہوئی حسنی و حسینی سید اور مادر زاد ولی تھے۔) کا بھی شامل ہے۔

تسبیح، تہلیل، تلاوتِ قرآن، نماز، زکوۃ، روزہ، حج، جہاد، امر بالمعروف ونہی عن المنکر، رشتہ داروں یتیموں مساکین اور مسافروں سے حسنِ سلوک، اسی طرح اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت، اللہ تعالی کی خشیت اور اس کی طرف انابت ورجوع، دین کو اللہ تعالی کے لئے خالص کرنا، اس کے حکم پر صبر کرنا اور اس کی قضاء وقدر پر راضی رہنا، اسی پر توکل کرنا، اس کی رحمت کی امید رکھنا اور اس کے عذاب سے ڈرنا، الغرض آپ میں تمام باتیں موجود تھیں۔

آپ ہمیشہ باوضو رہتے، جب حَدَث لاحق ہوتا (یعنی بے وضو ہوتے) تو اسی وقت تازہ وضو فرماتے اور دو رکعت "تَحِيَّةُ الْوُضُو" پڑھتے۔ شب بیداری کی یہ کیفیت تھی کہ چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے رہے۔ پندرہ برس تک یہ حال رہا کہ عشاء کی نماز کے بعد ایک پاؤں پر کھڑے ہو جاتے اور قرآن شریف پڑھتے پڑھتے صبح کر دیتے تھے۔ اکثر ایک تہائی رات میں دو رکعت نفل ادا کرتے ہر رکعت میں سُوْرَۃُ الرَّحْمٰن یا سُوْرَۃُ الْمُزَّمِّل کی تلاوت کرتے، اگر "سُورۃُ الاخلاص" پڑھتے تو اُس کی تعداد سو بار سے کم نہ ہوتی، اگر بتقاضائے بشریت سونا ضروری ہوتا تو اول شب میں تھوڑا سا سو جاتے پھر جلد ہی اٹھ کر عبادت الٰہی میں مشغول ہو جاتے،

شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابی الفتح ہروی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا بیان ہے کہ میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی

عَلَیْہ کی خدمت میں چند راتیں سویا، آپ کا یہ حال تھا کہ ایک تہائی رات تک نفل پڑھتے اور پھر ذکر کرتے پھر کچھ اوراد کرتے رہتے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کبھی آپ کا جسم لاغر ہو جاتا، کبھی فربہ، کسی وقت میری نگاہوں سے غائب ہو جاتے پھر تھوڑی دیر بعد آجاتے اور قرآن کریم پڑھتے یہاں تک کہ رات کا دوسرا حصہ گزر جاتا، سجدے بہت طویل کرتے، اپنے چہرے کو زمین پر رگڑتے، تہجد ادا فرماتے اور مراقبہ و مشاہدہ میں طلوعِ فجر تک بیٹھے رہتے پھر نہایت عجز و نیاز اور خشوع سے دعا مانگتے، اس وقت آپ کو ایسا نور ڈھانپ لیتا کہ نظروں سے غائب ہو جاتے یہاں تک کہ نمازِ فجر کے لیے خلوت کدے سے باہر نکلتے۔ (بهجة الاسرار ص ۲۵۰)

اور آپ رحمۃ اللہ علیہ روزے نہایت کثرت سے رکھتے تھے بعض اوقات درختوں کے پتوں، جنگلی بوٹیوں اور گری پڑی مباح چیزوں سے روزہ افطار فرماتے۔ غرض قَایِمُ اللَّیْل اور صَایِمُ النَّھَار رہنا (یعنی رات کو بیدار رہنا اور دن کو روزے رکھنا) آپ کی عادت بن چکی تھی۔ آپ پچیس سال تک مشاہدات قدرت خلوت اور مجاہدات کیلئے تن تنہا عراق کے جنگلوں اور ویرانوں میں پھرتے رہے اور سخت گرمی اور شدید سردی کے موسموں کے ساتھ ساتھ بھوک و پیاس برداشت کرتے رہے۔

آپ مستجاب الدعوٰۃ تھے۔ سخاوت کرنے میں مشہور تھے۔ اچھے اخلاق کے مالک۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ الکریم کا خوف دل میں رکھتے تھے۔

ایسے ہی لوگوں کے بارے میں

اللہ عَزَّ وَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا۔

(ترجمہ کنزالایمان: ان کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خوابگاہوں سے اور اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے اور امید کرتے۔) (پارہ 21، السجدہ: 16)

آپ میں اس قدر خشیتِ الٰہی تھی

حضرت سَیِّدُنا شیخ سعدی شیرازی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ”مسجد الحرام میں کچھ لوگ کعبۃ

اللہ شریف کے قریب عبادت میں مصروف تھے۔ اچانک انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ دیوارِ کعبہ سے لپٹ کر زار و قطار رو رہا ہے اور اس کے لبوں پر یہ دعا جاری ہے، ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر میرے اعمال تیری بارگاہ کے لائق نہیں ہیں تو بروزِ قیامت مجھے اندھا اٹھانا۔''

لوگوں کو یہ عجیب و غریب دعا سن کر بڑا تعجب ہوا، چنانچہ انہوں نے دعا مانگنے والے سے استفسار کیا، ''اے شیخ! ہم تو قیامت میں عافیت کے طلب گار ہیں اور آپ اندھا اٹھائے جانے کی دعا فرما رہے ہیں، اس میں کیا راز ہے؟'' اس شخص نے روتے ہوئے جواب دیا، ''میرا مطلب یہ ہے کہ اگر میرے اعمال اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ کے لائق نہیں تو میں قیامت میں اس لئے اندھا اٹھایا جانا پسند کرتا ہوں کہ مجھے لوگوں کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔'' وہ سب لوگ اس عارفانہ جواب کو سن کر بے حد متاثر ہوئے لیکن اپنے مخاطب کو پہچانتے نہ تھے، اس لئے پوچھا، ''اے شیخ! آپ کون ہیں؟'' اس نے جواب دیا، ''میں عبدالقادر جیلانی ہوں۔'' (بحوالہ گلستانِ سعدی)

آپ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، اس لیے کہ خدا نے آپ کو بلند مراتب و منصب پر فائز فرمایا

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اخبار الاخیار میں فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو قطبیت کبریٰ اور ولایت عظیمہ کا مرتبہ عطا فرمایا، یہاں تک کہ تمام عالم کے فقہاء علماء طلباء اور فقراء کی توجہ آپ کے آستانہ مبارک کی طرف ہوگئی، حکمت و دانائی کے چشمے آپ کی زبان سے جاری ہوگئے اور عالم ملکوت سے عالم دنیا تک آپ کے کمال و جلال کا شہرہ ہوگیا، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے علاماتِ قدرت و امارت اور دلائل و براہین کرامت آفتابِ نصف النہار سے زیادہ واضح فرمائے اور جود و عطا کے خزانوں کی کنجیاں اور قدرت و تصرفات کی لگامیں آپ کے قبضہ اقتدار اور دست اختیار کے سپرد فرمائیں تمام مخلوق کے قلوب کو آپ کی عظمت کے سامنے سرنگوں کردیا اور تمام اولیاء کو آپ کے قدم مبارک کے سائے میں دے دیا کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس منصب پر فائز کیے گئے تھے جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے، ''میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے''۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ فرماتے

ہیں

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

آپ کی شخصیت بارگاہِ خداوندی میں اس قدر مقبول تھی کہ نہ صرف آپ بلکہ بعض مرتبہ آپ کی محفلوں میں شریک ہونے والے بھی آقا ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوجاتے۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی آپ ﷺ نے فرمایا، اے عبدالقادر! تم لوگوں کو گمراہی سے بچانے کے لئے وعظ کیوں نہیں کرتے؟ عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں عجمی ہوں اس لئے عرب کے فصحاء کے سامنے کیسے وعظ کروں؟ فرمایا اپنا منہ کھولو پھر حضور علیہ السلام نے میرے منہ میں سات بار اپنا لعاب دہن ڈالا اور فرمایا جاؤ اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے کی طرف بلاؤ۔ بعد ظہر جب آپ نے وعظ کا ارادہ فرمایا تو کچھ جھجک طاری ہوئی حالت کشف میں دیکھا کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سامنے موجود ہیں اور فرمارہے ہیں منہ کھولو آپ نے تعمیل ارشاد کی تو باب علم و حکمت نے اپنا لعاب چھ بار آپ کے منہ میں ڈالا۔ عرض کی یہ نعمت سات بار کیوں عطا نہیں فرمائی، ارشاد فرمایا ''رسول معظم ﷺ کا ادب ملحوظ خاطر ہے''۔ یہ فرماکر حضرت علی رضی اللہ عنہ غائب ہوگئے اور جب سرکار غوث اعظم نے خطاب فرمایا تو فصحائے عرب آپ کی فصاحت وبلاغت کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔

آپ کے وعظ میں ستر ہزار سے زائد لوگ شرکت کرتے جن میں علماء فقہاء اور اکابر اولیاء کرام کے علاوہ ملائکہ، جنات اور رجال الغیب بکثرت شریک ہوتے۔ اخبارالاخیار میں ہے کہ جتنے لوگ آپ کی مجلس میں نظر آتے ان سے کہیں زیادہ ایسے حاضرین ہوتے جو نظر نہیں آتے۔ آپ کی آواز دور ونزدیک

کے سامعین کو یکساں سنائی دیتی تھی۔ کبھی آپ وعظ کے دوران فرماتے کہ قال ختم ہوا اور اب ہم حال کی طرف آتے ہیں، یہ کہتے ہی لوگوں میں اضطراب اور وجد کی کیفیت طاری ہوجاتی، کتنے لوگ گریہ وزاری کرتے کپڑے پھاڑ کر جنگل کی طرف نکل جاتے۔ آپ کے تصرف و ہیبت اور عظمت وجلال کے باعث کئی کئی جنازے اٹھائے جاتے اور سینکڑوں بیہوش ہوجاتے۔ آپ کی مجلس میں جو کرامات و تجلیات اور عجائب وغرائب ظاہر ہوئے ان کی تعداد شمار نہیں کی جاسکتی۔

کھیتی باڑی اور اس کی ابتدا

زراعت باغبانی صدیوں سے انسان کا پیشہ رہا ہے۔ بہت سے انبیا، اولیا، علما نے بھی زراعت کو اپنا پیشہ بنایا ہے۔ ساری کائنات کے ابا حضرت آدم علیہ السلام جب جنت سے زمین پر تشریف لائے تو حضرت جبرائیل امین نے کھیتی کے تمام آلات اور ایک جوڑا بیل حضرت آدم کو دیئے اور کہا کہ اپنے ہاتھ سے اپنی غذا حاصل کریں پھر انہیں جنت سے گندم کا دانہ لاکر دیا۔ پس حضرت آدم علیہ السلام نے وہ وہ دانہ زمین پر بوکر کھیتی باڑی کی بنیاد ڈال دی تھی۔

اور تاریخ میں ہے کہ قابیل (حضرت آدم اور حضرت حوا کا بیٹا، وہی پہلا قاتل بھی ہے) پیشے کے لحاظ سے کاشت کار تھا۔ اور زمین میں سبزیاں اگاتا تھا۔ اور مسلم مورخ مسعودی نے عباسی خلفا کے دور میں پہلی مستند تاریخی کتاب لکھی جس کا نام "مروج الذہب" تھا۔

اس میں وہ لکھتے ہیں کہ "انوش نے زمین کو آباد کرنے اور اسے قابل زارعت بنانے کے لئے اقدام کیا"۔ بتادیں کہ جنہیں اللہ عزوجل کی جانب سے یہ فن اور ملکہ عطا فرمایا گیا یہ حضرت آدمؑ کے پوتے ، حضرت شیثؑ کے فرزند تھے۔ انہیں کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے کھجور کا درخت لگایا اور زمین میں دانہ ڈالا۔ اور خود صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی کھیتی باڑی کی ہے۔

اتنا ہی نہیں بلکہ خود صحابہ کرامؓ کا معمول تھا کہ موسم کا پہلا پھل جب درخت سے توڑتے تو اسے رسول اللہ کی خدمت میں پیش فرماتے۔ آپ اس کو ہاتھ میں لے کر اس میں اللہ تعالیٰ سے برکت کی دُعاء فرماتے کہ "اے اللہ! ہمارے پھلوں میں برکت عطا فرما۔" اور پھر کسی چھوٹے بچے کو بلا کر وہ پھل دے دیتے (مسلم)

اور آج بھی لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ اور اسی کے ذریعہ اللہ رب العزت انسانوں، جانوروں اور دوسری مخلوق کو روزی دیتا ہے یوں تو وہ قادر مطلق جہاں سے چاہے روزی دے،

اور امام بخاری فرماتے ہیں کہ کھیتی باڑی اگر حد اعتدال میں کی جائے اس کی وجہ سے فرائض اسلام کی ادائیگی میں کوئی تساہل نہ ہو تو وہ کھیتی قابل تعریف ہے۔ اور اگر کھیتی باڑی میں اس قدر مشغولیت ہو جائے کہ ایک مسلمان اپنے دینی فرائض سے بھی غافل ہو جائے تو وہ کھیتی قابل تعریف نہیں رہتی۔ اور حدیث میں ہے کہ آخرت کا اجر و ثواب مسلمانوں ہی کے لیے خاص ہے اور کاشتکاری کھیتی میں سے کچھ چوری ہو جائے یا جانور پرندے کچھ اس میں نقصان کر دیں تو ان سب کے بدلے کاشتکار کو ثواب ملتا ہے۔

حضرات!! اگر انسان کھیتی باڑی اس طرح کرے کہ ساتھ ہی حکم خدا بندی بجالاتا رہے تو اللہ رب العزت اسے اس پر بھی اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔

جمعہ کی فضیلتیں

سات دنوں میں سے ایک دن کا نام جمعہ ہے اور اس دن سورج ڈھلنے کے بعد جو نماز ادا کی جاتی ہے اسے نمازِ جمعہ کہتے ہیں۔ (تفسیر صراط الجنان)

جمعہ فرضِ عین ہے اور اس کی فرضیت ظہر سے زیادہ مُؤکَّد ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ (بہار شریعت، حصہ چہارم، جمعہ کا بیان) جمعہ عربی لفظ ہے۔ اجتماع سے مشتق ہے، جمعہ (جمع ہونے کا دن)۔

دورِ قدیم میں اہلِ عرب سنیچر سے پہلے والے دن (جمعہ) کو "یوم العروبہ" کہا کرتے تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتویں جدِّ اعلیٰ کعب بن لُوی، عرب میں پہلے شخص ہیں جنھوں نے یہود و نصاریٰ کے ہفتہ اور اتوار کی طرح سنیچر سے پہلا دن "یوم العروبہ" عام معمولات کے علاوہ اجتماعی عبادت کے لیے مقرر کیا تھا۔ وہ اس دن اپنے قبیلہ۔"قریش"

کو جمع کرتے اور حمد و ثناءِ خداوندی اور مواعظ و نصائح پر مشتمل خطبہ دیا کرتے، جس میں صلۂ رحم کی خصوصی ترغیب دیا کرتے تھے اور علی الاغلب صحف ابراہیمیہ اور تورات و انجیل کی مشہور و معروف تعلیمات وبشارات سے حاصل شدہ علم کے مطابق یہ پیش گوئی اور نصیحت کرتے تھے کہ میری اولاد میں ایک نبی ہونے والا ہے۔ اگر تم لوگ اس کا زمانہ پاؤ تو ضرور ان کی اتباع کرنا۔

کعب نے ہی سب سے پہلے یوم العَروبہ میں لوگوں کو عبادت کے لیے اکٹھا کرنے کا طریقہ جاری کیا تھا، تو لوگوں کے مسلسل جمع ہونے کی بنا پر اُس کا پہلا اور پرانا نام بدل کر اس کا نیا اور دوسرا نام "یوم الجمعہ" (لوگوں کو جمعہ کرنے والا دن) بھی انھی نے رکھا۔ جو اسلامی دور میں بھی نقل اور منتخب ہوا۔

سب سے پہلے سن 12 نبوی میں یعنی ہجرت سے ایک سال قبل مدینہ منورہ میں

ابتدائی مہاجرین کے سردار حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول للہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حکم سے پہلا جمعہ مدینہ منورہ میں ادا کیا تھا۔ اس سے قبل جب مدینہ میں اسلام پھیلنے لگا تو انصارِ مدینہ نے دیکھا کہ یہودی ہفتہ اور عیسائی اتوار کے دن عبادت کرتے ہیں تو انہوں نے باہمی مشورے سے جمعہ کا دن عبادت کے لیے طے کر لیا اور پہلا جمعہ حضرت اَسعدؓ بن زُرَارَہ نے بنی بیاضہ کے علاقے میں پڑھا جس میں 60 آدمی شریک ہوئے (مسندِ احمد۔ ابوداؤد۔ ابنِ ماجہ)۔

اور جب حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو 12 ربیع الاوّل، پیر کے دن، چاشت کے وقت قباء کے مقام پر ٹھہرے، پیر سے لے کر جمعرات تک یہاں قیام فرمایا اور مسجد کی بنیاد رکھی، جمعہ کے دن مدینہ طیبہ جانے کا عزم فرمایا، بنی سالم بن عوف کی وادی کے درمیان جمعہ کا وقت آیا، اس جگہ کو لوگوں نے مسجد بنایا اور سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے وہاں جمعہ پڑھایا اور خطبہ فرمایا۔ یہ پہلا جمعہ ہے جو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے اَصحاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے ساتھ پڑھا۔

(خازن، الجمعۃ، تحت الآیۃ:۹، ۴/۲۶۶)

جمعہ کی فضیلت اور اس کی اہمیت قرآن پاک اور متعدّد احادیث مبارکہ میں اللہ رب العزت نے بیان کی اور مزید یہ کہ ایک سورۃ کا نام بھی سورہ جمعہ رکھا اللہ رب العزت نے نمازِ جمعہ کے احکام بیان کرتے ہوئے فرمایا

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَؕ-ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ(۹)

اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کیلئے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ اگر تم جانو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ یہاں بہتری سے مراد لُغوی بہتری ہے یعنی دنیاوی کاروبار سے نمازِ جمعہ اور خطبہ وغیرہ بہتر ہے،

اور دوسری آیت فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ(۱۰)

ترجمہ: پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

اس آیت کے تحت مفسرین کرام بیان فرماتے ہیں کہ یعنی جب نماز پوری ہو جائے تو اب تمہارے لئے جائز ہے کہ معاش کے کاموں میں مشغول ہو جاؤ یا علم حاصل کرنے، مریض کی عیادت کرنے، جنازے میں شرکت کرنے، علماء کی زیارت کرنے اور ان جیسے دیگر کاموں میں مشغول ہو کر نیکیاں

حاصل کرو اور نماز کے علاوہ بھی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کرو تاکہ تمہیں کامیابی نصیب ہو۔

جمعہ کا دن بے شمار فضیلتوں کا حامل ہے جیسا کہ حدیث پاک میں مذکور ہے۔

وَعَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ قُبِضَ وَفِيهِ النَّفْخَةُ فأكثرا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيّ» رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ وَالدَّارِمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيرِ

اوس بن اوسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک جمعہ کا دن تمہارے ایام میں سے افضل دن ہے۔ اس روز آدمؑ کی تخلیق ہوئی، اسی میں ان کی روح قبض کی گئی، پہلی بار صور پھونکا جانا دوسری بار صور پھونکا جانا ہو گا، اس روز مجھ پر کثرت سے درود پڑھو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔“

حضرات!! جمعہ کے دن کو اللہ رب العزت نے مسلمانوں کے لیے خاص کیا۔ دوسری قوموں کو اس مبارک دن سے دور رکھا یوں تو ہر قوم نے اپنی عبادت کے لیے دن متعیّن کیے جیسے کہ حدیث پاک میں ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَضَلَّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْ الْجُمُعَةِ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا فَكَانَ لِلْيَهُودِ يَوْمُ السَّبْتِ وَكَانَ لِلنَّصَارَى يَوْمُ الْأَحَدِ فَجَاءَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِنَا فَهَدَانَا لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ فَجَعَلَ الْجُمُعَةَ وَالسَّبْتَ وَالْأَحَدَ وَكَذَلِكَ هُمْ لَنَا تَبَعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَنَحْنُ الْآخِرُونَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا وَالْأَوَّلُونَ يَوْمَ

الْقِيَامَةِ الْمَقْضِيُّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلی امتوں (یہود و نصاریٰ) کو جمعے کا دن اختیار کرنے سے دور رکھا۔ یہودیوں کے لیے ہفتے کا دن مقرر ہوا اور عیسائیوں کے لیے اتوار کا دن۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا تو اس نے ہمیں جمعے کا دن اختیار کرنے کی توفیق دی۔ اور عبادت کے لیے جمعہ، ہفتہ اور اتوار مقرر کر دیے (اس لحاظ سے وہ ہم سے پیچھے ہیں) اسی طرح قیامت کے دن بھی وہ (یہود و نصاریٰ) ہم سے پیچھے ہوں گے۔

ہم دنیا میں آنے کے لحاظ سے تو سب سے بعد میں ہیں لیکن قیامت کے دن سب سے آگے اور پہلے ہوں گے۔ تمام لوگوں سے پہلے ہمارے لیے (جنت میں جانے کا) فیصلہ کیا جائے گا۔''

اللہ پاک نے ہر مسلمان عاقل بالغ مقیم پر جمعہ کو فرض کیا سرکار فرماتے ہیں رَوَاحُ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ جمعہ کے لیے جانا ہر بالغ مسلمان پر فرض ہے۔'' جمعہ کا دن پاکی کا دن ہے بہت سی احادیث میں اس دن غسل کرنے کا بھی حکم ہوا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو آدمی جمعے کے دن غسل کرے اور اپنے جسم وغیرہ کو اچھی طرح دھوئے اور اول وقت جائے، خطبہ شروع سے سنے، پیدل جائے، سوار نہ ہو، امام کے قریب بیٹھے، خاموش رہے اور فضول بات نہ کرے، تو اسے ہر قدم کے عوض ایک سال کے عمل (یام وقیام) کا ثواب ملے گا۔'' حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر جمعہ کو آیا اور (خطبہ) سنا اور چپ رہا ،اس کے لیے ان گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی جو اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان ہوئے ہیں اور (ان کے علاوہ) مزید تین دن (کے گناہ بخش دیئے جائیں گے) اور جس نے کنکری چھوئی اس نے لَغْوْ کیا۔ یعنی خطبہ سننے کی حالت میں اتنا کام بھی لَغْوْ میں داخل ہے کہ کنکری پڑی ہوا سے ہٹا دے۔

اور جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے حدیث شریف میں ہے کہ حضرت ابولبابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیدالاضحی اور عید الفطر سے بڑا ہے،

اس میں پانچ خصلتیں ہیں: (1) اللہ تعالیٰ نے اسی میں حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو پیدا کیا۔ (2) اسی میں انہیں زمین پر اُتارا۔ (3) اسی میں انہیں وفات دی۔ (4) اور اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ بندہ اس وقت جس چیز کا سوال کرے اللہ تعالیٰ اسے دے گا، جب تک حرام کا سوال نہ کرے۔ (5) اور اسی دن میں قیامت قائم ہوگی۔

جمعہ کے دن مرنے والے کے لیے ایک خاص فضیلت ہے کہ قبر میں حساب وکتاب نہیں ہوتا

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''جو جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرے گا، اسے عذابِ قبر سے بچا لیا جائے گا اور قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس پر شہیدوں کی مُہر ہوگی۔ (حلیۃ الاولیاء)

جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی ہے جس میں اللہ تعالیٰ خاص طور پر دعا قبول فرماتا ہے تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے جمعہ کے دن کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ''اس میں ایک ساعت ہے، جو مسلمان بندہ اسے پائے اور وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھ رہا ہو تو اللہ تعالیٰ سے جو چیز مانگے گا وہی عطا فرمادی جائے گی، اور ہاتھ کے اشارے سے بتایا کہ وہ وقت بہت تھوڑا ہے۔

(بخاری، کتاب الجمعۃ، باب الساعۃ التی فی یوم الجمعۃ)

اس بارے میں روایتیں بہت ہیں، ان میں سے دو قوی ہیں: (1) وہ وقت امام کے خطبہ کے لیے بیٹھنے سے نماز ختم تک ہے۔ (2) وہ جمعہ کی آخری ساعت ہے۔ (بہار شریعت، حصہ چہارم، جمعہ کا بیان، جہاں جمعہ کی بے شمار فضیلتیں ہیں وہیں اس کے چھوڑنے پر بھی وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔

حضرت اسامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا "جس نے کسی عذر کے بغیر تین جمعے چھوڑے وہ منافقین میں لکھ دیا گیا۔ (معجم الکبیر)

اور بھی بہت سی وعیدیں ہیں جن کا مطالعہ آپ کر سکتے ہیں

تعزیت نامہ

شہزادہ حضور احسن العلماء، برادر حضور امین ملت حضرت سید افضل میاں قادری برکاتی صاحب اپنے مالک حقیقی سے جا ملے, آپ کی رحلت پر جماعت اہل سنت سوگوار ہے.

إنا لله وإنا إليه راجعون ،إن لله ما أخذ وله ما أعطى وكل شيء عنده بأجل مسمى.

اللہ پاک حضرت کے درجات بلند فرمائے اور اہل خاندان و لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے, حضور امین ملت اور آپکے برادران کی صحت و قوت و عمر میں برکتیں عطا فرمائے, خاندانِ برکات کے ہر چشم و چراغ کو سلامت رکھے, اور مارہرہ مقدسہ کے فیضان کو ہم سب پر تادمِ حیات و بعد الممات جاری و ساری رکھے.

شریک غم: فہیم جیلانی مصباحی معصوم پور مرادآباد

شادی ترقی کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں!!

شادی، بیاہ، نکاح، بیوی، شوہر، سسرال، میکا جیسے الفاظ جب سامنے آتے ہیں تو اچانک بہت سے لوگ اپنے آپ میں گھبرا کر ایک ہی تصور کرتے ہیں کہ شادی ایک بندھن ہے۔ اور شوہر بیوی کے سامنے بھیگی چوہیا بن کر اس کی ہر بات میں ہامی بھرنے کے سوا کچھ نہیں کر پاتا، اور عورت یہ سوچتی ہے کہ مجھے ایک طرح سے قیدی بنا کر غلامی کے بندھن میں جکڑا جا رہا ہے،

بہت بار ایسا بھی سوچا جاتا ہے کہ شادی سے پہلے ہی انسان جو چاہے کر سکتا ہے بعد میں نہیں۔ شادی سے ترقی کی راہیں مسدود ہو جاتی ہیں۔ شادی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ مختلف قسم کے لوگ مختلف

سوچ۔ بہت سے لوگ صرف شادی اس لیے نہیں کرتے کہ اگر اب شادی کر لی تو بعد میں کچھ نہیں کر پائیں گے۔ ایسی سوچ رکھنے والے آپ کو ممکن ہے کہ آپ کے آس پڑوس میں بھی مل جائیں۔

اسی طرح کا ایک واقعہ کہ

دس سال پہلے میری نگاہوں نے ایک ایسا انسان بھی دیکھا (جس کی عمر تقریباً ستائیس سال تھی) کہ جب اس سے کہا گیا کہ شادی کب کر رہے ہوں؟ تو اس نے جواب دیا کہ ابھی تو مجھے بہت کچھ کرنا ہے، ابھی میں نے دیکھا ہی کیا ہے۔ مجھے ترقی کرنی ہے۔ اس کے بعد ہی شادی کروں گا ورنہ بیوی بچوں میں الجھ کر رہ جاؤں گا۔ خیر جب سے لے کر اب تک دس سال مکمل ہوئے۔ لیکن نہ اسے ترقی ملی اور نہ ہی اس نے شادی کی۔

آخر اس طرح ترقی کرنے کی سوچ ہمارے ذہنوں میں ڈالی کس نے؟ وہ کونسی ترقی ہے جو شادی کے بعد حاصل نہیں ہو سکتی؟؟

ترقی حاصل کرنا بہت اچھی بات ہے، شادی سے پہلے ترقی کروں۔ لیکن یہ سوچنا کہ شادی کے بعد ہم کچھ نہیں کر سکتے، بیوی بچوں میں الجھ کر رہ جائیں گے۔ یہ کیسی بات ہوئی؟

جب کہ ایسی سوچ لے کر بہت سے نوجوانوں نے اپنی عمریں گوا دی۔ اور انہیں کچھ بھی حاصل نہ ہوا۔

کاش!!! ایسی سوچ رکھنے والے یہ بھی جان لیتے کہ

شادی بہت سی ترقی کی راہوں کو ہموار کرتی ہے۔ تو وہ اس طرح اپنی زندگی کو تباہ و برباد نہ کرتے۔

قارئین!! ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے بھی بارہا اپنے فرامین کے ذریعے نکاح و شادی کی ترغیب و اہمیّت کو بیان فرمایا۔

چنانچہ ارشاد فرمایا: جو شخص میری فِطرت (یعنی اسلام) سے محبت کرتا ہے اُسے میری سنّت اختیار کرنی چاہئے اور نکاح بھی میری سنّت ہے۔ اور ارشاد فرمایا: نکاح میری سنّت ہے تو جس نے میری سنّت پر عمل نہ کیا وہ مجھ سے نہیں۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ جس نے نکاح کیا بے شک اس نے اپنا آدھا دین بچا لیا اب باقی آدھے میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے ڈرے۔

شادی میں کامیابی کے بہت سے راز پوشیدہ ہیں انہی میں سے ایک یہ کہ نکاح نگاہ کو جُھکانے والا اور شرم گاہ کا محافظ ہے۔

ابھی گذشتہ دنوں شادی شدہ زندگی کو لے کر ایک بڑا خلاصہ ہوا کہ شادی کرنا مرد اور خواتین دونوں میں ہارٹ اٹیک کا خطرہ کم کر دیتا ہے۔ ہم بتادیں یہ دعویٰ فن لینڈ میں ہونے والی ایک طبی تحقیق میں سامنے آیا۔ تحقیق کے مطابق شادی شدہ خواتین میں ہارٹ اٹیک کا خطرہ 65 فیصد تک جبکہ مردوں میں 66 فیصد تک کم ہوجاتا ہے۔ فن لینڈ کی ٹیور کو یونیورسٹی کی اس تحقیق میں مزید بتایا گیا کہ شادی سے ہر عمر کے مرد اور خواتین میں خون کی شریانوں کے مسائل سے موت کا خطرہ کم ہوتا ہے اور اس کی وجہ شادی شدہ افراد کی صحت مند زندگی گزارانا، زیادہ دوست اور سوشل سپورٹ حاصل ہونا ہوتا ہے۔

جریدے امریکن اسٹروک ایسوسی ایشن میں شائع ایک تحقیق کے مطابق یہ بات بھی سامنے آئی کہ شریک حیات سے اچھا تعلق فالج سے بچاؤ کے امکانات پر اثرانداز ہوتا ہے،

شادی سے انسان کا اکیلاپن دور ہوتا ہے۔

شادی شدہ انسان اپنی صلاحیتوں کے مطابق مختلف شعبہ ہائے زندگی میں کامیابی کے جھنڈے گاڑ سکتا ہے۔

جب کہ شادی کا لفظی مطلب ہی خوشی ہے۔

شادی سے نہ صرف دنیا میں ترقی ملتی بلکہ آخرت میں بھی اس کا اجر ملتا ہے۔ تم نیک نیت کے ساتھ اپنے اہلِ وعیال کے لیے جو بھی کماتے ہو اس پر بھی تمہیں اجر ملتا ہے

اگر شادی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہوتی تو اللہ قرآن مجید میں اپنے محبوب کو اس کا حکم نہ دیتا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

ترجمہ:۔ ہم آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور ہم نے ان سب کو بیوی بچوں والا بنایا تھا۔

اور اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں انسان کو چار شادی کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

اور خود نبی ﷺ نے اس کو اپنی سنت بتایا

اور نبی ﷺ کی ہر سنت پر عمل کامیابی ہی کی تو دلیل ہے۔

اسی طرح اور بھی بے شمار شادی کی فضیلتیں ہے۔

جب شادی اتنی فضیلتوں کی حامل اور بے شمار دنیاوی ترقی اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے تو آخر تم کون سی ترقی چاہتے ہو؟؟؟

میں آخر میں یہی کہوں گا کہ شادی ترقی کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں!

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(قسط اول)

کفر و شرک اور فسق و فجور کا دور تھا، عرب کی اکثریت کفر و شرک میں گلے تک دھنسی ہوئی تھی۔ اس وقت ایک باپ اپنے بچے کو جس کی عمر چار سال تھی اپنے ساتھ بت خانہ لے گیا۔ اور وہاں پر نصب ایک بڑے بت کی طرف اشارہ کر کے بچے کو حکم دیا کہ:

"یہ ہے تمہارا بلند و بالا خدا اس کو سجدہ کرو۔"

ننھے بچے نے بت کو مخاطب بنا کر کہا:

"میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے، میں ننگا ہوں مجھے کپڑے دے، میں پتھر مارتا ہوں اگر تو خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا۔"

بھلا وہ پتھر کیا جواب دیتا بچے نے اس کو ایک پتھر اس زور سے مارا کہ وہ گر پڑا۔ والد یہ دیکھ کر غضبناک ہو

گیا۔ اور ننھے بچے کو رخسار پر تھپڑ مارا اور وہاں سے گھسیٹتے ہوئے اس کی ماں کے پاس لایا۔ ماں نے ننھے بچے کو گلے لگا لیا اور بچے کے والد سے کہا:

"اسے اس کے حال پر چھوڑ دو جب یہ پیدا ہوا تھا تو مجھے اس کے بارے میں غیب سے کئی اچھی باتیں بتائی گئی تھیں۔"

قارئین!! ہم بات کر رہے ہیں افضل البشر بعد الانبیا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی۔

آپ کا نام عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن تیم بن مرہ بن کعب ہے۔

مرہ بن کعب پر جا کر آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب حضور ﷺ کے نسب سے جا ملتا ہے۔

آپ کی کنیت ابوبکر ہے۔

ابوبکر کنیت ہونے کی وجہ "مراۃ المناجیح" میں مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی بیان فرماتے ہیں کہ؛

عربی زبان میں ابو کا معنی ہے "والا" اور "بکر" کے معنی "اولیت" کے ہیں۔ پس ابوبکر کے معنی "اولیت والا" ہے۔ چونکہ آپ رضی اللہ عنہ اسلام لانے، مال خرچ کرنے، جان لٹانے، الغرض امتِ محمدیہ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہر معاملے میں اولیت رکھتے ہیں اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کو ابوبکر (یعنی اولیت والا) کہا گیا۔

ایک اور اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوبکر اس لئے ہے کہ آپ شروع ہی سے خصائل حمیدہ رکھتے تھے"۔ جیسا کہ روایت میں ہے کُنِیَ بِاَبِی بَکْرٍ لِابْتِکَارِہِ الْخِصَالِ الْحَمِیْدَۃِ"۔

اور صدیق آپ کو اس لیے کہا جاتا ہے

کہ روایت میں ہے کہ جب معراج میں آپ کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو آپ نے جبرائیل سے کہا کہ میری اس سیر کو کوئی تسلیم نہیں کرے گا۔ جبرائیل نے عرض کیا آپ کی تصدیق ابوبکر کریں گے کیوں کہ وہ صدیق ہیں۔

اور خود مصطفی جان رحمت ﷺ نے آپ کو صدیق کہا جیسا کہ مروی ہے کہ آپ ﷺ جبل احد پر گئے

اور آپ ﷺ کے ہمراہ ابوبکر، عمر اور عثمان بھی تھے۔ احد پہاڑ پر زلزلہ آگیا۔ آپ ﷺ نے اپنے پیر کی ٹھوکر لگائی اور فرمایا اے احد! ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں

اور بھی بہت سی وجوہات ہیں جنہیں طوالت کے خوف سے ذکر نہیں کیا جا رہا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عام الفیل کے دو برس اور چھ ماہ بعد سنہ 573ء میں مکہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کفر و شرک، شراب نوشی، بت پرستی اور دیگر حرام اشیاء سے بچپن ہی سے دور رہے۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق نے دور جاہلیت سے ہی اپنے اوپر شراب کو حرام قرار دیا تھا اور آپ نے کبھی شراب کو ہاتھ نہیں لگایا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عرب میں ایک مال دار اور لوگوں پر مال خرچ کرنے والی شخصیت اور تعلیم یافتہ تھے در حالانکہ عرب کے لوگوں کی اکثر و بیشتر تعداد ان پڑھ ہی تھی۔ جب آپ نے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تو جیسا کہ قریش کا دستور تھا کہ وہ سب تجارت کو پسند فرماتے اور اسی کو اپنے لیے ذریعہ معاش بھی بناتے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی تجارت کو اپنایا اور کپڑے کی تجارت شروع کی۔ ایک شریف تجربہ کار ہونے کے سبب آپ کا بہت جلد ہی مکہ کے کامیاب تاجروں میں شمار ہونے لگا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی معیت میں کئی سفر تجارت کیے۔

مردوں میں سب سے پہلے اسلام ابوبکر صدیق نے ہی قبول کیا، آپ کے ایمان لانے کے بارے میں بہت سی روایات منقول ہیں انہیں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ابوبکر صدیق ایک مرتبہ بغرض تجارت ملک شام گئے، وہاں ایک عجیب خواب دیکھا۔ خواب میں دیکھا کہ ایک چاند مکہ پر نازل ہو کر کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا اور اس کا ایک ایک ٹکڑا ایک ایک گھر میں داخل ہوا پھر یہ ٹکڑے باہم مل گئے اور مکمل چاند آپ کی گود میں آگیا۔

اس کی تعبیر دریافت کرنے کے لیے وہاں کے ایک مشہور راہب بحیرا راہب کے پاس گئے۔ بحیرا نے

خواب سن کر کہا تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ آپ نے جواب دیا مکہ۔ بحیرا نے پوچھا کس خاندان سے ہو؟ آپ نے فرمایا قریش سے۔ بحیرا نے پوچھا کیا کام کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا تاجر ہوں۔ بحیرا نے کہا: "تو پھر سنو تمہارا خواب سچا ہے۔ تمہاری قوم میں ایک عظیم الشان رسول مبعوث ہوں گے تم ان کی زندگی میں ان کے وزیر اور وفات کے بعد ان کے خلیفہ ہو گے۔" اس واقعہ کے بعد ابوبکر صدیق فرماتے ہیں کہ میں خواب کو پوشیدہ رکھتا تھا یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے واقعی پیغمبر کو خلق کی خدمت کے لیے بھیجا۔ اس وقت میں تجارت کی غرض سے سفر میں تھا بعد ازاں مکہ میں واپس آ گیا۔ جب میں اپنے گھر میں آیا تو عتبہ بن ابی مغیظ و شیبہ اور ابوالبختری اور چند اور قریشی آئے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کوئی نئی چیز آپ کے ہاں پیدا ہوئی ہے۔ انھوں نے کہا اس سے زیادہ کیا عجیب بات کیا ہو گی کہ ابوطالب کے یتیم نے اٹھ کر پیغمبری کا دعوی کر دیا ہے اور ہمیں کہتا ہے کہ تم باطل ہو اور تمھارے آبا و اجداد بھی باطل پر تھے اگر آپ کی امداد و اعانت اسے نہ ہوتی تو تو ہم اسے امن نہ دیتے۔ اب جب کہ آپ خود تشریف لے آئے ہیں خود ہی اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے کیونکہ وہ آپ کا دوست ہے۔

جب میں نے ان سے یہ بات سنی تو ان کو معذرت کر کے واپس کر دیا۔ میں نے پوچھا محمد کہاں ہیں؟ انھوں نے بتایا خدیجہ بنت خویلد کے گھر میں ہیں۔ میں جا کر دروازہ پر بیٹھا رہا جب مصطفٰی باہر نکلے تو میں نے کہا یا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم! یہ کیا ہے جو آپ کی طرف سے باتیں بیان کی جاتی ہیں؟ پیغمبر نے فرمایا اے ابوبکر! میں خدا تعالی کا رسول ہوں آپ مجھ پر دوسرے لوگوں کے ساتھ ایمان لے آئیے تاکہ خدا تعالی کی خوشنودی حاصل کر سکیں اور دوزخ سے ہمیشہ کے لیے چھوٹ جائیں۔

آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی، میں نے عرض کہ ہر پیغمبر کی نبوت پر دلیل ہوتی تھی آپ کی کیا ہے؟ نبی کریم نے فرمایا کہ میری نبوت کی دلیل وہ خواب ہے جو تم نے دیکھا تھا اور یہودی عالم نے کہا تھا اس کا کوئی اعتبار نہیں، بحیرا راہب نے اس کی اس طرح تعبیر کی تھی۔ میں نے پوچھا آپ کو اس کی کس نے خبر دی ہے؟ آپ نے فرمایا مجھے جبرائیل نے اطلاع دی ہے۔ میں نے کہا اس سے زیادہ میں آپ سے کوئی

دلیل و برہان نہیں پوچھتا اور آپ نے کلمہ شہادت پڑھ لیا۔

جس روز آپ ایمان لائے آپ گھر آئے اور سب کو اسلام کی دعوت دی۔ اور آپ کی دعوت پر لبیک کہتے گھر والوں نے اسلام قبول کیا۔ اور نہ صرف گھر والے بلکہ جب آپ اپنے پرانے دوستوں سے ملتے تو ان کو ہدایت کا راستہ اختار کرنے کی ترغیب دیتے۔ اور دلائل کے ساتھ پیغمبر کی نبوت کی صداقت کو ان کے سامنے پیش کرتے، اکابر قریش اور عرب کے سرداروں کی ایک جماعت آپ ہی کی برکت سے گمراہی کی دلدل سے ہدایت پر پہنچی۔

عثمان بن عفان، زبیر بن عوام، طلحہ بن عبید اللہ، سعد بن ابی وقاص اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنھم اجمین آپ کی راہنمائی اور ترغیب سے دولت اسلام سے سرفراز ہوئے۔ اور یہ پانچوں عشرہ مبشرہ میں بھی شامل ہیں۔

اور آپ نے بہت سے غلام اور لونڈیوں کو بھی خرید کر راہ خدا میں آزاد کیا۔ خاص کر وہ غلام اور لونڈیاں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور ان کے بے رحم آقاؤں نے ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھائے۔ انہیں میں حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل ہیں۔ جب اسلام کا ابتدائی دور تھا اس وقت آپ نے اظہار اسلام کے خاطر کفار مکہ کے ظلم و ستم کا بھی سامنا کیا۔

جب قریش کے ظلم و ستم کا بازار گرم ہوا تو صحابہ کرام نے سرکار کی بارگاہ میں شکایت کی آپ ﷺ خاموش رہے۔

پھر ایک مرتبہ حضرت ابوبکر نے عرض کیا

یارسول اللہ! اگر آپ حاطب بن عمیر بن عبد شمس پر ظلم و ستم کو دیکھتے تو ضرور مہربانی فرماتے۔

نبی کریم نے ہجرت کی اجازت فرمادی، صدیق نے عرض کی:

"یارسول اللہ! آپ کس طرف ہجرت کا حکم فرماتے ہیں؟"

نبی کریم نے حبشہ کی جانب راہنمائی فرمائی کیونکہ صحابہ کرام مسافت کم ہونے اور وہاں کی آب و ہوا مکہ کے

مناسب ہونے کی وجہ سے اس طرف ہجرت کرنا مناسب سمجھتے تھے۔

جب مسلمانوں پر اہل مکہ کے ظلم وستم حد سے بڑھ گئے تو بعث نبوت کے پانچویں اور چھٹے سال بہت سے مسلمانوں نے حبش کی طرف ہجرت کی تاکہ وہاں آرام وسکون سے اپنے مذہب پر عمل کیا جا سکے۔ ابوبکر نے بھی حبشہ کی طرف ہجرت کی مگر جب آپ مقام "برک الغماد" میں پہنچے تو قبیلہ قارہ کا سردار مالک بن دغنہ راستے میں ملا اور دریافت کیا کہ کیوں؟ اے ابوبکر! کہاں چلے؟ آپ نے اہل مکہ کے مظالم کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا میں اب اپنے وطن مکہ کی زمین کو چھوڑ کر خدا کی لمبی چوڑی زمین میں پھرتا رہوں گا اور خدا کی عبادت کرتا رہوں گا۔ ابن دغنہ نے کہا کہ اے ابوبکر! آپ جیسا آدمی نہ شہر سے نکل سکتا ہے نہ نکالا جا سکتا ہے۔ آپ دوسروں کا بار اٹھاتے ہیں، مہماناں حرم کی مہمان نوازی کرتے ہیں، خود کما کر مفلسوں اور محتاجوں کی مالی امداد کرتے ہیں، حق کے کاموں میں سب کی مدد و اعانت کرتے ہیں۔ آپ میرے ساتھ مکہ واپس چل لیے میں آپ کی پناہ لیتا ہوں۔ ابن دغنہ آپ کو زبردستی مکہ واپس لائے اور تمام کفار سے کہہ دیا کہ میں نے ابوبکر کو اپنی پناہ میں لے لیا ہے۔ لہذا خبردار! کوئی ان کو نہ ستائے۔ کفار نے کہا کہ ہم کو اس شرط پر منظور ہے کہ ابوبکر اپنے گھر میں چھپ کر قرآن پڑھیں تاکہ ہماری عورتوں اور بچوں کے کان میں قرآن کی آواز نہ پہنچے۔ ابن دغنہ نے کفار کی شرط کو منظور کر لیا۔ ابو بکر صدیق نے چند دنوں تک اپنے گھر کے اندر قرآن پڑھتے رہے مگر آپ کے جذبہ اسلامی اور جوش ایمانی نے یہ گوارا نہیں کیا کہ معبودان باطل لات وعزی کی عبادت تو علی الاعلان ہو اور معبود برحق اللہ تعالی کی عبادت چھپ کر گھر کے اندر کی جائے۔ چنانچہ آپ نے گھر کے باہر اپنے صحن میں ایک مسجد بنالی اور اس مسجد میں علی الاعلان نمازوں میں بلند آواز سے قرآن پڑھنے لگے اور کفار مکہ کی عورتیں اور بچے بھیڑ لگا کر قرآن پاک سننے لگے۔ یہ منظر دیکھ کر کفار مکہ نے ابن دغنہ کو مکہ بلایا اور شکایت کی کہ ابوبکر گھر کے باہر قرآن پڑھتے ہیں۔ جس کو سننے کے لیے ان کے گھر کے گرد ہماری عورتوں اور بچوں کا میلہ لگ جاتا ہے۔ اس سے ہم کو بڑی تکلیف ہوتی ہے لہذا تم ان سے کہے دو کہ یا تو وہ گھر میں قرآن پڑھیں ورنہ

تم اپنی پناہ کی ذمہ داری سے دست بردار ہو جاؤ۔ چنانچہ ابن دغنہ نے ابو بکر سے کہا کہ اے ابو بکر! آپ گھر کے اندر چھپ کر قرآن پڑھیں ورنہ میں اپنی پناہ سے کنارہ کش ہو جاؤ گا اس کے بعد کفار مکہ آپ کو ستائیں گے تو میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں گا۔ یہ سن کر ابو بکر نے فرمایا کہ اے ابن دغنہ! تم اپنی پناہ کی ذمہ داری سے الگ ہو جاؤ مجھے اللہ تعالی کی پناہ کافی ہے اور میں اس کی مرضی پر راضی برضا ہوں۔ (تواریخ حبیب الہ) آپ دلیر، بہادر اس قدر تھے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد حرام میں قدم رکھا تو مشرکین قریش نے آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور کہنے لگے:

"تم ہی ہمارے بتوں کی عیب گیری کرتے ہو اور ہمارے مذہب کو برا کہتے ہو۔"

آپ نے فرمایا: ہاں میں ہی کہتا ہوں۔ اتنے میں ایک شخص نے آپ کی روائے مبارک کو گریبان کے پاس سے مٹھی میں لے لیا۔ یہ دیکھ کر ابو بکر صدیق روتے ہوئے آگے بڑھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ ہم میں سے کسی کو مشرکین کے مقابلہ کی ہمت نہ پڑی لیکن ابو بکر صدیق (مردانہ وار) آگے بڑھے، مشرکین کو مارتے پیٹتے گراتے اور ہٹاتے رسول اللہ تک جا پہنچے اور آپ کو ان ظالموں کے نرغے سے نکال لیا،

پھر مشرکوں نے ابو بکر صدیق کو پکڑ لیا اور آپ کے سر اور داڑھی کے بہت سے بال نوچ ڈالے اور بری طرح مجروح کر دیا۔

حضرت ابو بکر صدیق کی ذات ہے کہ جس نے سب سے پہلے واقعہ معراج کی تصدیق کی۔ آپ کی بیٹی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سرکار کی زوجیت میں آئیں۔

جب کفار نبی کریم کے قتل پر اتفاق کیا اور وہ اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے تو جبرائیل رب العالمین کا حکم لے کر نازل ہو گئے کہ اے محبوب! آج رات کو اپنے بستر پر نہ سوئیں اور ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے جائے۔ چنانچہ عین دوپہر کے وقت حضور اقدس ابو بکر کے گھر تشریف لے گئے اور ابو بکر صدیق سے فرمایا کہ سب گھر والوں کو ہٹا دو کچھ مشورہ کرنا ہے۔ ابو بکر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ پر

میرے ماں باپ قربان یہاں آپ کی اہلیہ اور اس کی بہن کے سوا کوئی نہیں ہے۔ حضور نے فرمایا اے ابو بکر! اللہ تعالی نے مجھے ہجرت کی اجازت فرما دی ہے۔ ابو بکر نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے بھی ہمراہی کا شرف عطا فرمائے۔ آپ نے ان کی درخواست منظور کر لی۔ ابو بکر صدیق نے چار ماہ سے دو اونٹنیوں کو ببول کی پتی کھلا کھلا کر تیار کی تھیں کہ ہجرت کے وقت یہ سواری کے کام آئیں گی۔ عرض کی یا رسول اللہ! ان میں سے ایک اونٹنی آپ قبول فرمالیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ قبول ہے مگر میں اس کی قیمت دو گا۔ ابو بکر نے بادل ناخواستہ فرمان رسالت سے مجبور ہو کر اس کو قبول کیا۔ عائشہ بنت ابی بکر تو اس وقت کم عمر تھیں لیکن آپ کی بڑی بہن اسماء بنت ابی بکر نے سامان سفر درست کیا اور توشہ دان میں کھانا رکھ کر اپنی کمر کے پٹکے کو پھاڑ کر دو ٹکڑے کیے۔ ایک سے توشہ دان کو باندھا اور دوسرے سے مشک کا منہ باندھا۔ یہی وہ قابل فخر شرف ہے جس کی بنا پر آپ کو "ذات العطاقین" (دو پٹکے والی) کے معزز لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق نے نبی ﷺ کے ساتھ ہجرت فرمائی۔ اور نبی ﷺ نے مولائے کائنات کو لوگوں کی امانتیں ادا کرنے کے لیے مکہ میں رہنے کا حکم فرمایا۔ جب آپ ﷺ ہجرت کی تو راستے میں غار ثور سے گزر ہوا آپ ﷺ نے غار ثور میں جلوہ گر ہونا چاہا تو صدیق اکبر نے تمام غار کو اچھی طرح صاف کر لیا تو سید عالم ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ حضور اندر تشریف لے آئیں۔ چنانچہ آپ غار میں تشریف لے گئے۔ حق سبحانہ تعالی نے فی الفور غار کے منہ پر جھاڑیاں اگا دی، عنکبوت نے غار کے منہ پر پردہ کر دیا، جنگلی کبوتروں کے ایک جوڑے نے حکم خداوندی سے غار میں گھونسلا بنایا اور اسی رات انڈا دے دیا۔ یہ تمام پردہ داری کے انتظامات آن ﷺ کی خاطر تھے تاکہ آپ دشمنوں کے شر سے محفوظ رہیں۔ جب نبی کریم ﷺ غار میں داخل ہوئے تو ابو بکر صدیق کی گود میں اپنا سر مبارک رکھ کر سو گئے۔ ابو بکر نے جس سوراخ پر ایڑی رکھی ہوئی تھی اس سوراخ میں سے ایک سانپ نے بار بار یار غار کے پاؤں میں کاٹا مگر صدیق نے اس خیال سے پاؤں نہیں ہٹایا کہ رحمت عالم ﷺ کے خواب راحت میں خلل نہ پڑ

جائے مگر درد کی شدت سے یار غار کے آنسوؤں کی دھار کے چند قطرات سرور کائنات کے رخسار پر نثار ہو گئے۔ جس سے رحمت عالم بیدار ہو گئے اور اپنے یار غار کو روتا دیکھ کر بے قرار ہو گئے پوچھا ابو بکر کیا ہوا؟ عرض کیا یا رسول اللہ مجھے سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ یہ سن کر حضور نے زخم پر اپنا لعاب دہن لگا دیا جس سے فوراً سارا درد جاتا رہا۔

جب کفار مکہ پیچھا کرتے ہوئے غار ثور کے دہانے پر پہونچے۔ مشرکین نے جب کبوتر کا انڈا اور تار عنکبوت (مکڑی) غار کے دھانے پر دیکھا تو کھوجی کو کہا تیری عقل جاتی رہی ہے محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی پیدائش سے پہلے عنکبوت نے یہاں جالا تنا ہو گا۔ نقل ہے کہ مشرکین اس قدر نزدیک پہنچ گئے تھے کہ آن اور ان کے درمیان میں چالیس گز سے زیادہ نہیں تھا۔ ابو بکر نے ان کی باتیں سنیں تو غمگین ہوئے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ آپ نے پوچھا: ابو بکر! رونے کا کیا سبب ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کی ذات اقدس کو تکلیف پہنچنے سے ڈرتا ہوں کہ دین اسلام نہ مٹ جائے۔ سید عالم نے فرمایا اے میرے پیارے دوست "اور مت گھبراؤ! خدا ہمارے ساتھ ہے۔" ابو بکر نے عرض کی یا رسول اللہ اگر وہ اپنے قدموں کی طرف نگاہ ڈالیں تو ہمیں دیکھ لیں گے۔ آپ نے فرمایا ابو بکر! ان دو شخصوں کے متعلق تیرا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا خدا تعالی ہے۔ ابو بکر صدیق نے آنسو پونچھ ڈالے اور اپنے آپ کو قدرت کردگار کے حوالے کر دیا۔

بالاخر آٹھ روز کے سفر کے بعد آن ﷺ آٹھ ربیع الاول سنہ 14 نبوی کو دوپہر کے وقت قبا کے قریب پہنچے۔ جمعہ کے دن نبی کریم ﷺ قبا اور بنی عمرو بن عوف یعنی قبا والوں سے رخصت ہو کر شہر مدینہ میں قیام کے ارادے سے چلے۔

لڑکیوں کی شادی کی عمر اور اس سے متعلق حکومت کا فیصلہ، اور ہمارے اپنے رویے!!

بھارت میں اس وقت لڑکیوں کی شادی کی قانونی عمر کم از کم 18 برس ہے جب کہ لڑکوں کے لیے شادی کی قانونی عمر 21 برس مقرر ہے۔

بھارت میں مرکزی کابینہ نے لڑکیوں کی شادی کی قانونی عمر کم از کم 18 برس سے بڑھا کر 21 برس کرنے کی تجویز کی منظوری دے دی ہے۔

حکومت کی جانب سے یہ فیصلہ بدھ کو کابینہ کے ایک اجلاس کے دوران لیا گیا ہے۔ کابینہ نے چائلڈ میرج ایکٹ 2006، اسپیشل میرج ایکٹ اور ہندو میرج ایکٹ 1955 میں ترمیم کی منظوری دی ہے۔

جب کہ اسلام میں نکاح کے لیے بلوغت کی شرط رکھی گئی ہے۔ بچے کو جب احتلام ہو یا بچی کو جب حیض کا خون آنا شروع ہو جائے تو وہ بلوغت کی نشانی ہے۔

یہ تو خیر حکومت اب قانون بنا رہی ہے۔

لیکن اب تک کیا لوگ واقعی ۱۸ سال کی عمر میں لڑکیوں کی شادی کر رہے تھے؟؟

نہیں! بلکہ ہم سب جانتے ہیں کہ اگر جلدی بھی کوئی لڑکی کی شادی کرتا ہے تو فطرت کو پس پشت ڈال کر ۲۰/۲۱ سال ہی کی عمر میں کرتا ہے ورنہ تو نہ پچیس کا پتا اور نہ تیس کا۔

اگر لوگ اس بات پر پہلے ہی سے عمل کرتے کہ فطرت کیا ہے تو یہ سب انجام نہ ہوتا۔

الحاد کا سبب بھی یہی بنا جا رہا ہے کہ لڑکی جلد ہی بالغ ہو جاتی ہیں والدین اپنی حالات کی وجہ سے یا تعلیم کے چلتے شادی میں تاخیر کرتے ہیں اور لڑکیاں وہ سب کر گزر جاتی ہے جس کی قطعی امید نہ تھی۔

یہ بات بھی واضح ہے کہ ۲۱ کی عمر والی لڑکی میں جاذبیت کی کوئی شی باقی نہیں رہتی۔

اس معاملے میں اصل چیز لڑکے یا لڑکی کا عاقل اور بالغ ہونا ہے۔

اس تعلق سے حدیث شریف میں آیا ہے کہ

وعن أبي سعيد وابن عباس قالا: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «من ولد له ولد فليحسن اسمه وأدبه فإذا بلغ فليزوّجه، فإن بلغ ولم يزوّجه فأصاب إثماً فإنما إثمه على أبيه»"۔ (مشكاة المصابيح (۲/۹۳۹)

ترجمہ: جس کے ہاں بچہ پیدا ہو اس کی ذمہ داری ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے، بالغ ہونے پر اس کی شادی کرے، اگر شادی نہیں کی اور اولاد نے کوئی گناہ کر لیا تو باپ اس جرم میں شریک ہوگا اور گناہ گار ہوگا۔

ایک اور حدیث پاک

"وعن عمر بن الخطاب وأنس بن مالك رضى الله عنهما عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: " فى التوراة مكتوب: من بلغت ابنته اثنتى عشرة سنةً ولم يزوّجها فأصابت إثماً فإثم ذلك عليه. رواهما البيهقى فى شعب الإيمان"۔ (مشكاة المصابيح (۲/۹۳۹)

ترجمہ: تورات میں درج ہے کہ جس کی بیٹی بارہ سال کی ہوجائے اور وہ اس کا نکاح نہ کرے، پھر لڑکی سے کوئی گناہ ہوجائے تو باپ بھی گناہ گار ہوگا۔

لیکن ہم! ہمارا کیا کہ ہم تو شریعت کی پرواہ کئے بغیر اپنی مرضی سے ہی معاملات کو طے کرتے ہیں جس کی وجہ سے بعض اوقات دوسرے بھی ہمارے معاملات میں مداخلت کرنے لگتے ہیں۔

اب جب کہ حکومت نے بھی تمہارے رویوں اور تمہاری معمولات زندگی کو دیکھ کر شادی کی عمر ۱۸ سے بڑھا کر ۲۱ کر دی تو کیوں شور مچاتے ہو؟ ہمیں پہلے خود کو بدلنا ہوگا تب کسی سے شکوہ شکایت کرنے کی گنجائش ہے ورنہ خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔ (مجھے کوئی غلط نہ سمجھے جو حقیقت ہے اس کو بیاں کر دیا، بس)

منقبت صدیق اکبر

جہاں میں پیکرِ صدق و صفا صدیق اکبر ہیں
نہایت ہی رحم دل خوش ادا صدیق اکبر ہیں

ہوئے افضل بشر، بعد رسل صدیق اکبر ہی
کیا حق نے جنہیں سب کچھ عطا صدیق اکبر ہیں

سبھی اپنا خدا کی راہ میں قرباں کیا جس نے
نبی کے در کی وہ پیاری سخا صدیق اکبر ہیں

شب ہجرت ہو، غار ثور یا ہو اور کوئی موقع
نبی پر جان تھی جن کی فدا، صدیق اکبر ہیں

خدا نے ان کو بخشی ہے جہاں کی نعمتیں ساری
کہ قرآں میں بیانِ "اذھما" صدیق اکبر ہیں

سفر ہو یا حضر، ہر وقت صحبت ان کی پائی ہے
قتیلِ خاکِ پاے مصطفیٰ، صدیق اکبر ہیں

پریشانی بھلا آے گی کیسے ہم غلاموں پر
کہ ہم سب کے امیر قافلہ صدیق اکبر ہیں

نہ بھولے ہیں، نہ بھولیں گے، کریں گے یاد ہم احسن
ہمارے دل میں یوں رہتے سدا صدیق اکبر ہیں

حضرت خواجہ غریب نواز تاریخ کے آئینہ میں

حضرت سید خواجہ غیاث الدین حسین امیر تاجر، اور با اثر صاحب ثروت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عابد و زاہد شخص تھے۔ آپ نسلی اعتبار سے نجیب الطرفین صحیح النسب سید ہیں۔ آپ کا شجرہ عالیہ گیارہ رہ واسطوں سے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جاملتا ہے۔

آپ کی بیوی محترمہ سیدہ ماہ نور بھی ایک عبادت گزار صالحہ خاتون تھی۔

آپ کے مکان پر 14 رجب المرجب 536ھ بمطابق 1141 عیسوی بروز پیر 14 رجب 530ھ مطابق 1135ء کو

تاج اولیاء، حجۃ الاولیاء، سراج الاولیاء، فخر الکاملین، قطب العارفین، ہند الولی، عطاء رسول، سلطان الہند، معین الحق، وارث النبی فی الہند، خواجہء خواجگان، خواجہ غریب نواز، سید معین الدین حسن چشتی اجمیری بن سید غیاث الدین بن سید سراج الدین بن سید عبداللہ بن سید کریم بن سید عبدالرحمن بن سید اکبر بن سید محمد بن سید علی بن سید جعفر بن سید باقر پیدا ہوئے۔

آپ کا پیدائشی نام حسن رکھا گیا اور آپ کی والدہ ماجدہ بیان کرتی ہیں: ”جب معین الدین میرے شکم میں تھے تو میں اچھے خواب دیکھا کرتی تھی گھر میں خیر و برکت تھی، دشمن دوست بن گئے تھے۔ ولادت کے وقت سارا مکان انوارِ الٰہی سے روشن تھا۔“ (مرأۃ الاسرار)

آپ کی پرورش اور تعلیم و تربیت خراسان میں ہوئی، ابتدائی تعلیم والدِ گرامی کے زیرِ سایا ہوئی حضرت سید غیاث الدین حسین خواجہ بہت بڑے عالم دین تھے۔ آپ نے نو برس کی عمر میں قرآن شریف حفظ کر لیا پھر ایک مدرسہ میں داخل ہو کر تفسیر و حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ گیارہ برس کی عمر تک نہایت ناز و نعم اور لاڈ پیار میں پروان چڑھتے رہے۔ ابھی آپ کی عمر پندرہ برس کی بھی نہ ہوئی تھی کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ والد حضرت سید غیاث الدین حسین خواجہ کے وصال سے آپ کو ایک گہرا صدمہ لگا۔ ایسے موقع پر والدہ نے اپنے آپ کو

سنبھالتے ہوے بیٹے کو تسلی بخش نصیحت آمیز گفتگو سے حوصلہ افزائی کی

اور کہا کہ بیٹا! زندگی کے سفر میں ہر مسافر کو تنہائی کی اذیتوں سے گزرنا پڑتا ہے اگر تم ابھی سے اپنی تکلیفوں کا ماتم کرنے بیٹھ گئے تو زندگی کے دشوار گزار راستے کیسے طے کرو گے۔ تمہارے والد کا ایک ہی خواب تھا کہ ان کا بیٹا علم و فضل میں کمال حاصل کرے۔ چنانچہ تمہیں اپنی تمام تر صلاحیتیں تعلیم کے حصول کے لیے ہی صرف کر دینی چاہئیں"۔ بیٹے نے آخر اپنے آپ کو بمشکل سنبھالا۔

سفر زندگی کو آگے بڑھانا چاہا ہی تھا کہ ٹھیک ایک سال بعد والدہ ماجدہ سیدہ بی بی ماہ نور بھی اس دنیا سے چل بسیں۔ "انا للہ وانا الیہ رجعون"

والد بزرگوار کی وفات پر آپ کو اس وقت ایک باغ اور ایک آٹا پیسنے والی چکی ورثے میں ملی تھی۔

اب والدین کی جدائی کے بعد آپ نے باغبانی کا پیشہ اختیار کیا۔ جس کی وجہ سے آپ کا تعلیمی سلسلہ بھی موقوف ہو گیا۔ آپ تعلیم کے موقوف ہونے کی وجہ سے رنجیدہ اور بڑی تکلیف کا احساس کرتے لیکن آپ کرتے بھی کیا کہ گھریلو ذمہ داری جو آپ کے کاندھوں پر آن پڑی۔ اللہ اکبر

اب آپ بآسانی اپنے ذمہ داری کو سنبھالنے کے عادی ہو چکے تھے۔ لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو انسانوں کی تعلیم و تربیت اور کائنات کی اصلاح کے لیے منتخب فرمالیا تھا۔

ایک وقت وہ بھی آیا کہ جب آپ نے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لی

پھر ایک وقت وہ بھی آیا کہ جب خواجہ معین الدین چشتی اپنے وراثت میں ملے ہوئے باغ میں درختوں کو پانی دے رہے تھے کہ ادھر سے مشہور بزرگ مجذوبِ وقت ابراہیم قندوزی کا گزر ہوا۔ آپ نے بزرگ کو دیکھا تو دوڑتے ہوئے پاس گئے اور ابراہیم قندوزی کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ ابراہیم قندوزی ایک نوجوان کے اس جوش عقیدت سے بہت متاثر ہوئے۔ انہوں نے شفقت سے آپ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور چند دعائیہ کلمات کہہ کر آگے جانے لگے تو آپ نے ابراہیم قندوزی کا دامن تھام لیا۔ حضرت ابراہیم نے محبت بھرے لہجے میں پوچھا:

اے نوجوان! "آپ کیا چاہتے ہیں؟"

خواجہ معین الدین چشتی نے عرض کی کہ

"آپ چند لمحے اور میرے باغ میں قیام فرمائیے۔ کون جانتا ہے کہ یہ سعادت مجھے دوبارہ نصیب ہوگی کہ نہیں"۔

آپ کا لہجہ اس قدر میٹھا اور عقیدت مندانہ تھا کہ ابراہیم قندوزی سے انکار نہ ہو سکا اور آپ باغ میں بیٹھ گئے۔ پھر چند لمحوں بعد انگوروں سے بھرے ہوئے دو طباق معین الدین چشتی نے ابراہیم قندوزی کے سامنے رکھ دیے اور خود دست بستہ کھڑے ہو گئے۔ ابراہیم قندوزی نے اپنے پیرہن میں ہاتھ ڈال کر جیب سے روٹی کا ایک خشک ٹکڑا نکال کر معین الدین کی طرف بڑھایا اور فرمایا

"وہ تیری مہمان نوازی تھی یہ فقیر کی دعوت ہے"۔ اس ٹکڑے کا حلق سے نیچے اترنا ہی تھا کہ معین الدین چشتی کی دنیا ہی بدل گئی۔ پھر تو آپ کو کائنات کی ہر شے بے معنی لگنے لگی۔

اور آپ نے اپنا تمام مال راہ خدا میں لٹا کر خراسان کو خیر آباد کہتے ہوئے سمرقند کی طرف چلے گئے

اور وہاں جا کر آپ نے علوم ظاہری میں مہارت تامہ حاصل کی۔

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ علوم باطنی کے حصول کے لیے نیشاپور کے قصبۂ ہارون میں

حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ کی دن رات خدمات کی حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیعت کے واقعہ کو اس طرح بیان کیا ہے: "ایسی صحبت میں جس میں بڑے بڑے معظم و محترم مشائخِ کبار جمع تھے میں ادب سے حاضر ہوا اور روے نیاز زمین پر رکھ دیا، حضرت مرشد نے فرمایا: دو رکعت نماز ادا کر، میں نے فوراً تکمیل کی۔ رو بہ قبلہ بیٹھ، میں ادب سے قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا، پھر ارشاد ہوا سورۂ بقرہ پڑھ، میں نے خلوص و عقیدت سے پوری سورت پڑھی، تب فرمایا: ساٹھ بار کلمۂ سبحان اللہ کہو، میں نے اس کی بھی تعمیل کی، ان مدارج کے بعد حضرت مرشد قبلہ خود کھڑے ہوئے اور میرا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں لیا آسمان کی طرف نظر اٹھا کے دیکھا اور فرمایا

میں نے تجھے خدا تک پہنچا دیا ان جملہ امور کے بعد حضرت مرشد قبلہ نے ایک خاص وضع کی ترکی ٹوپی جو کلاہِ چار ترکی کہلاتی ہے میرے سر پر رکھی، اپنی خاص کملی مجھے اوڑھائی اور فرمایا بیٹھ میں فوراً بیٹھ گیا، اب ارشاد ہوا ہزار بار سورہ اخلاص پڑھ میں اس کو بھی ختم کر چکا تو فرمایا ہمارے مشائخ کے طبقات میں بس یہی ایک شب و روز کا مجاہدہ ہے لہٰذا جا اور کامل ایک شب و روز کا مجاہدہ کر، اس حکم کے بہ موجب میں نے پورا دن اور رات عبادتِ الٰہی اور نماز و طاعت میں بسر کی دوسرے دن حاضر ہو کے، روے نیاز زمین پر رکھا تو ارشاد ہوا بیٹھ جا، میں بیٹھ گیا، پھر ارشاد ہوا اوپر دیکھ میں نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی تو دریافت فرمایا کہاں تک دیکھتا ہے، عرض کیا عرشِ معلا تک، تب ارشاد ہوا نیچے دیکھ میں نے آنکھیں زمین کی طرف پھیری تو پھر وہی سوال کیا کہاں تک دیکھتا ہے عرض کیا تحت الثریٰ تک حکم ہوا پھر ہزار بار سورہ اخلاص پڑھ اور جب اس حکم کی بھی تعمیل ہو چکی تو ارشاد ہوا کہ آسمان کی طرف دیکھ اور بتا کہاں تک دیکھتا ہے میں نے دیکھ کر عرض کیا حجابِ عظمت تک، اب فرمایا آنکھیں بند کر، میں نے بند کر لی، ارشاد فرمایا اب کھول دے میں نے کھل دی تب حضرت نے اپنی دونوں انگلیاں میری نظر کے سامنے کی اور پوچھا کیا دیکھتا ہے؟ عرض کیا اٹھارہ ہزار عالم دیکھ رہا ہوں، جب میری زبان سے یہ کلمہ سنا تو ارشاد فرمایا بس تیرا کام پورا ہو گیا پھر ایک اینٹ کی طرف دیکھ کر فرمایا اسے اٹھا میں نے اٹھایا تو اس کے نیچے سے کچھ دینار نکلے، فرمایا انھیں لے جا کے درویشوں میں خیرات کر۔ چناں چہ میں نے ایسا ہی کیا۔"

(انیس الارواح)

یہاں تک کہ وہ وقت بھی آیا کہ جب

آپ روضۂ رسول ﷺ پر حاضری کے لیے حاضر ہوئے۔ تو خواب میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی تشریف لائے اور آپ کو حکم دیا۔

"معین الدین! آقائے کائنات کے حضور سلام پیش کرو۔

خواجہ معین الدین چشتی نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

''السلام علیکم یا سید المرسلین۔'' وہاں موجود تمام لوگوں نے سنا۔ روضہ رسول سے جواب آیا۔ ''وعلیکم السلام یا سلطان الھند''۔

ایک اور روایت اسی طرح کی ملتی ہے کہ ایک دن بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو ہندوستان کی ولایت و قطبیت کی بشارت اس طرح حاصل ہوئی کہ: ''اے معین الدین تو میرے دین کا معین ہے میں نے تجھے ہندوستان کی ولایت عطا کی وہاں کفر کی ظلمت پھیلی ہوئی ہے تو اجمیر جا تیرے وجود سے کفر کا اندھیرا دور ہوگا اور اسلام کا نور ہر سو پھیلے گا۔'' (سیر الاقطاب ص ۱۲۴)

جب حضرت خواجہ نے یہ ایمان افروز بشارت سنی تو آپ پر وجد و سرور طاری ہوگیا۔ آپ کی خوشی و مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے جب مقبولیت اور ہندوستان کی خوش خبری حاصل کرلی تو تھوڑا حیران ہوئے کہ اجمیر کہاں ہے؟ یہی سوچتے ہوئے آپ کو نیند آگئی، خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہوئے ہیں۔ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خواب کی حالت میں ایک ہی نظر میں مشرق سے مغرب تک سارے عالم کو دکھا دیا، دنیا کے تمام شہر اور قصبے آپ کی نظروں میں تھے یہاں تک کہ آپ نے اجمیر، اجمیر کا قلعہ اور پہاڑیاں بھی دیکھ لیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خواجہ کو ایک انار عطا کرکے ارشاد فرمایا کہ ہم تجھ کو خدا کے سپرد کرتے ہیں۔ (مونس الارواح ص ۳۰) نیند سے بیدار ہونے کے بعد آپ نے چالیس اولیا کے ہمراہ بھارت (اجمیر) کا قصد کیا۔

اور یہاں آنے کے بعد آپ ہی کے ذریعے سلسلہ چشتیہ بھارت میں پھیلا

(سلسلہ چشتیہ پانچویں صدی ہجری میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت نے اس سلسلہ کے پرچم تلے دعوتِ حق کا جو کام انجام دیا اور آپ کی شہرت و مقبولیت کی وجہ سے لفظ ''چشتی'' دنیا بھر میں بے پناہ مشہور و مقبول ہوا۔ طریقت کے دیگر سلاسل کی طرح یہ سلسلہ بھی حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ملتا ہے)

بھارت میں آپ کے قدموں کی برکتوں سے نوے لاکھ آدمی آپ کے ہاتھ پر اسلام لائے۔
در حالانکہ آپ نے یہاں بہت سے ظالم بادشاہوں کے ظلم وستم کو برداشت کیا۔ آپ پر پانی بند کر دیا گیا، جادوگروں نے آپ پر جادو کرنا چاہا اس کے باوجود آپ نے ہمت نہیں ہاری اور پھر وہ وقت بھی آیا کہ جب دنیا نے دیکھا کہ آپ کی دعوت و تبلیغ کے جلوے پوری دنیا میں عیاں ہوتے ہوئے نظر آئے۔
دعوت و تبلیغ کے ساتھ ساتھ آپ کے قلم سے درجنوں کتابیں معرضِ وجود میں آئی ان میں سے کچھ کتابوں کا نام یہ ہے:

انیس الارواح

گنج اسرار،

دلیل العارفین،

بحر الحقائق،

اسرار الواصلین،

رسالہ وجودیہ

کلمات خواجہ معین الدین چشتی

دیوان مُعین الدین چشتي،

آپ کے اہل وطن پر جو انعام واحسان ہیں اسے دنیا بھلا نہیں سکتی۔ اگر اسلام کو نواسہ رسول حضرت امام حسین نے اپنی شہادت کے زریعے بچایا ہے تو حضرت حسن خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے اسے پھیلایا ہے۔
بالاخر آپ ۹۷ سال یا ۱۰۳ سال کی عمر پاکر اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف کوچ کر گیے۔
اور آپ کا مزار مبارک اجمیر شریف میں موجود ہے جو آج بھی مرجع خلائق بنا ہوا ہے

"میں آپ کا مقروض ہوں"

معاشرہ میں دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں ایک تو

وہ ہیں جو قرض لیتے ہیں اور لے کر بھول جاتے ہیں اور نہ صرف بھولتے بلکہ قرض دینے والوں کو واپسی کے مطالبے پر ذلیل و رسوا بھی کرتے ہیں اور نہایت ہی سخت مزاجی سے پیش آتے ہیں یہاں تک کہ وہ قرض کے بوجھ کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔

اور دوسرے وہ لوگ ہوتے ہیں جو قرض لے تو لیتے ہیں اور وہ ادا کرنا بھی چاہتے ہیں پر اپنی تنگدستی کی وجہ سے ادا نہیں کر پاتے۔

اور اسی فکر میں مبتلا رہتے ہیں کہ کہیں لوگوں کے سامنے شرمندگی اٹھانی نہ پڑ جائے۔

تو اس دوسرے قسم کے لوگوں کی حالت پر رحم کھا کر کبھی کبھار آپ قرض بھی معاف کر دیا کریں۔

یقین جانیں یہ آپ کے لیے سب بڑی خوشی ثابت ہوگی۔

میں یہاں ایک حکایت نقل کرتا ہوں کہ حضرت سیِّدُنا شفیق بلخی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اور حضرت سیِّدُنا امامِ اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ایک ساتھ جا رہے تھے کہ ایک شخص حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھ کر چُھپ گیا اور دوسرا راستہ اختیار کیا۔ جب آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے اسے پُکارا، وہ آیا تو پوچھا کہ تم نے راستہ کیوں بدل دیا؟ اور کیوں چھپ گئے؟ اس نے عرض کی: میں آپ کا مقروض ہوں، میں نے آپ کو دس ہزار درہم دینے ہیں جس کو کافی عرصہ گزر چکا ہے اور میں تنگدست ہوں، آپ سے شرماتا ہوں۔ امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: میری وجہ سے تمہاری یہ حالت ہے، جاؤ! میں نے سارا قرض تمہیں معاف کر دیا۔

(الخیرات الحسان، ص57)

"لوگوں کی جیتے جی قدر کریں"

جو لوگ کام کر رہے ہیں ان کی وقتاً فوقتاً حوصلہ افزائی ہوتی رہنا چاہیے۔

کسی بھی شخصیت کے گزر جانے کے بعد ہی لوگ اس شخصیت کے قصیدے پڑھتے ہیں جب کہ اس شخصیت کے جیتے جی اس کو اس کے کام پر بھی کوئی داد و تحسین دینے والا نہیں ہوتا۔

اپنے ہی لوگ اس شخصیت کو نظر انداز کرتے رہتے ہیں، خیریت تک نہیں پوچھتے لیکن جب انتقال ہو جاتا ہے تب ہر کوئی اپنی عقیدت و محبت ظاہر کرتے ہوئے مرحوم کی خوبیاں شمار کرانے لگتا ہے بعد ازاں عوام یہی کہنے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ کاش! اس شخصیت کے جیتے جی ہم اس کو پہچان پاتے اور اس سے فیض یاب ہوتے، اور ان کی کسی طرح سے ہم بھی کچھ خدمت کر پاتے۔

لیکن جیتے جی کسی نے تعارف تک نہ کرایا تو غریب عوام کس طرح سے اس شخصیت کے علمی مقام و مرتبہ کو سمجھ پاتی۔

دور حاضر میں یہی تو ہو رہا ہے کہ بڑے بڑے جید علمائے کرام کہ ان کے جیتے جی ان کے نام کو کوئی نہیں جانتا ہے اور نہ ان کے کارناموں کی کسی کو خبر ہوتی ہے۔

پھر ایک دن انتقال ہوتا ہے اور اب وہی لوگ جو مرحوم کی تمام خوبیاں چھپائے ہوتے ہیں انتقال سے لے کر جنازہ تک سب خوبیوں کو عوام کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔

راتوں رات بڑے بڑے مضامین چھپ جاتے ہیں ہر ایک انہیں کے متعلق بات کرتا ہے کہ مرنے والا ہمارا دادا استاد تھا، ہمارے بڑے ہی اچھے دوست تھے، بڑے باکمال انسان تھے۔ ان کے جانے سے اس شعبہ میں ان کی کمی محسوس ہوگی وغیرہ وغیرہ۔ لیکن پھر کیا ہوتا ہے؟ جانے والا تو چلا ہی جاتا ہے۔

اس لیے لوگوں کی جیتے جی قدر کریں اور جس طرح سے ہو سکے ان کا تعاون کریں اگر تعاون نہ بھی کر سکتے تو کم از کم ان کے جیتے جی

ان کی حوصلہ افزائی ہی کرتے رہیں کہ حوصلہ افزائی سے کام کرنے میں مدد ملتی ہے۔

مجدد اعظم امام احمد رضا خان اور اخوت و برادری

اللہ رب العزت کی نعمتوں میں سے ایک نعمت بھائی بھی ہے انسانی زندگی میں بھائی کی بہت ہی زیادہ اہمیت ہے، اس لیے کہ ایک اچھا اور دردمند بھائی جہاں دنیاوی اور مادی امور میں معاون و مددگار ثابت ہوتا ہے ساتھ ہی ساتھ اپنے اچھے اخلاق، اعمال و کردار اور نیک مشوروں سے اپنے بھائی کے دینی اور اخروی امور کو بھی بہتر سے بہتر بنانے کی بھرپور کوشش کرتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ ایک بھائی دوسرے بھائی کی مضبوط پناہ گاہ ہوتا ہے، وہ عزت ہوتا ہے کہ جس کے اوپر اعتماد کیا جائے وہ قوت بازو ہوتا ہے جس کے ذریعہ مقصود تک رسائی حاصل کی جائے"۔ امام اہل سنت کی زندگی کا ایک گوشہ اخوت و برادری کا بھی ہے جس کو ہم ذکر کرنا بے حد ضروری سمجھتے ہیں۔ تو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ آپ تین بھائی تھے، آپ اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے تھے اور آپ کے منجھلے بھائی استاد زمن علامہ حسن رضا خاں صاحب اور چھوٹے مولانا محمد رضا خان صاحب۔ آپ کی ابتدا میں تین بہنیں تھی جن میں سب سے چھوٹی بہن کا جوانی ہی میں انتقال ہو گیا۔

آپ دو بہنوں سے چھوٹے تھے لیکن اللہ رب العزت نے آپ کو عزت و وقار میں سب سے بڑا کر دیا تھا۔ امام اہلِ سنت حدیث رسول ﷺ کے مطابق اپنے بڑوں کی عزت اور ہر چھوٹے سے شفقت کا برتاؤ کرتے، اور آپ کی عزت بھی ہر چھوٹا بڑا ایکساں کرتا تھا۔ آپ علیہ الرحمہ کے والد ماجد آپ کے ابتداء شباب میں ہی رحلت فرما گئے۔ والد ماجد کے انتقال کے بعد بھائیوں میں بڑا ہونے کی حیثیت سے علاقہ کا سارا کام آپ کے سپرد ہو گیا۔ تحصیل مواضعات کا کام ایک مختار عام کی مدد سے ایک دو فصل یا ایک دو سال کر اپنی والدہ صاحبہ کی منظوری سے سارا علاقہ اپنے منجھلے بھائی مولانا حسن رضا خان صاحب کے سپرد کر دیا۔ علاقہ ان کے سپرد فرما کر ایسے سبکدوش ہوئے کہ پھر ادھر کبھی رخ بھی نہ کیا۔

قارئین! قابل غور بات یہ ہے کہ آج دو حقیقی بھائیوں کے درمیان چند مادی چیزوں کے لئے اختلاف ہو جاتا ہے، خاص طور پر زمین، جائیداد، گھر اور دولت و ثروت کی وجہ سے لیکن امام اہلِ سنت نے ان تمام

چیزوں کو اپنے بھائی کو سپرد کر خود دین کے کام میں لگ گئے اور دوسری جانب آپ کے بھائی علامہ حسن رضا خان صاحب نے کس طرح سے بھائی چارگی کو نبھایا کہ خود امام اہل سنت ایک موقع پر مسرت سے آبدیدہ ہو کر فرماتے ہیں "حسن میاں تم نے مجھے دنیا سے بالکل بے نیاز کر دیا ہے۔ حسن میاں جو کچھ میں دین کی خدمت کر رہا ہوں اس کے اجر میں باذن اللہ حصہ دار تم بھی ہو۔

اس واسطے کہ تمہیں نے مجھے دینی خدمات کے لیے دنیا سے آزاد کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ اس پر مولانا حسن رضا خان رو پڑے۔

مولانا حسن رضا خان صاحب نے علاقہ کے کام کے ساتھ ساتھ اعلی حضرت قدس سرہٗ کی ایسی خدمات انجام دیں کہ آج جنکی مثال ملنا مشکل ہے۔ آپ علاقہ کی تحصیل کرتے اور اعلی حضرت قدس سرہٗ کے گھر کی تمام ضروریات فراہم کرتے۔ ایک وقت وہ بھی آیا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ فتاویٰ کے جوابات اور تصانیف میں منہمک رہنے لگے یہاں تک کہ کسی بھی علالت میں یہ کام بند نہ ہوا علالت میں بھی مرض سے اگر ذرا سہولت ملتی تو اپنا کام کرنے لگتے اور آپ کو گھر کی طرف نگاہ کرنے کی ضرورت بھی نہ پڑتی۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے ذمہ قدرت نے دین ہی کی خدمت سپرد کی تھی،

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی دو بیٹیوں کی شادی ہونے والی تھی، دونوں کے نکاح حسب دستور خاندان پہلے ہی سے ہو چکے تھے، جب رخصتی کا تقاضا ہوا تو مولانا حسن رضا خاں اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ بھائی جان سمدھی حاجی احمد اللہ خاں صاحب کا رخصتی کے لیے تقاضا آیا ہے، وہ آپ سے بیاہ کی تاریخ مانگتے ہیں، اور میری یہ رائے بھی ہے کہ کیوں نہ ہم دونوں بیٹیوں کی شادی ایک ساتھ کر دیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ایک بیٹی کی شادی کوئی آسان کام نہیں نہ کہ ایک ساتھ دو کی۔ بیٹی کی شادی میں لوگ بڑے ساز و سامان کرتے ہیں تم نے کچھ ضروری سامان بھی کر لیا ہے یا مجھ سے تاریخ مقرر کرانے آ گئے؟

مولانا حسن رضا خاں نے عرض کیا کہ سامان کی تیاری کے متعلق آپ بھابی جان سے دریافت فرما لیجئے۔ اعلیٰ حضرت نے ان سے فرمایا کہ بیٹیوں کی شادی کے لیے کیا کیا سامان تیار ہو گیا اور کیا کمی رہ گئی ہے۔ بی بی صاحبہ نے عرض کیا کہ ہمارے پاس تو مسالے بھی پسے تیار رکھے ہیں۔ دونوں کے جہیز مکمل ہو گئے ہیں۔ برات میں کھانے والوں کا کل سامان مہیا ہو چکا ہے۔ صرف تاریخ کی دیر ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے جب بی بی صاحبہ سے یہ الفاظ سنے تو مسرت سے آبدیدہ ہو کر فرمایا "کہ حسن میاں تم نے مجھے دنیا سے بالکل بے نیاز کر دیا ہے۔ میری بیٹیوں کی شادیاں ہیں۔ تم نے مجھے یہ سوچنے کی بھی زحمت نہ دی کہ جہیز میں کیا کیا دیا جائے گا۔ اور وہ کہاں کہاں سے فراہم ہو گا۔ یا یہ کہ برات میں کیا کیا کھانے دیئے جائیں گے۔ آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ حسن میاں جو کچھ میں دین کی خدمت کر رہا ہوں اس کے اجر میں باذن اللہ حصہ دار تم بھی ہو۔ اس واسطے کہ تمہیں نے مجھے دینی خدمات کے لیے دنیا سے آزاد کر دیا اس پر مولانا حسن رضا خاں صاحب رو پڑے۔

قدرے سکون کے بعد تاریخ مقرر فرما دی۔ لیکن آپ دیکھیں آج کا انسان جیسے جیسے مادی امور کی طرف آگے بڑھ رہا ہے اسکے اندر سے اخوت، بھائی چارگی، دوستی اور مہر و محبت کے جذبات بھی آہستہ آہستہ ختم ہوتے جا رہے ہیں۔ اور مولانا حسن رضا خاں صاحب کا یہ عمل بھی مدتوں جاری رہا کہ ہفتہ عشرہ میں اپنے یہاں سے دو قلم بنا کے لے جاتے اور اعلیٰ حضرت کے قلمدان میں رکھ آتے اور ان کے گھسے ہوئے قلم خود لے آتے۔ انہیں اتنی فرصت کہاں تھی کہ لکھنا چھوڑ کر قلم بنائیں۔ اگر لکھتے لکھتے قلم ایک طرف کی گھس جاتی تو دوسری نوک سے لکھنے لگتے۔ مضمون کی آمد میں خلل نہ آنے دیتے۔ مولانا حسن رضا خاں صاحب جب تحصیل وصول کے لیے گاؤں جاتے تو پہلے اپنی بڑی بھاوج کے وہاں آتے جہاں گھی تیل ایندھن اور غلوں کے وزن وغیرہ معلوم کرتے، چارپائیاں تخت چوکی وغیرہ کے متعلق دریافت کرتے کہ گھر میں اگر ان چیزوں کی کمی ہو تو یہ سامان بھی گاؤں سے بن کر غلہ ایندھن وغیرہ کی گاڑیوں میں آجائے۔ اور اس قدر ہمدردی کہ ایک بزاز مقرر کر رکھا تھا جو ہر فصل پر فصلی ضرورت کے کپڑوں کے

تھان لاتا، وہ کپڑا اپنی بھاوج صاحبہ سے پسند کراتے اور سارے گھر کا کپڑا خرید کر دیتے۔ اور رہا گھر کے لیے روزانہ کی ترکاری گوشت تو وہی ایسا تھا کہ جس کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا دیوڑھی بان لایا کرتا تھا۔

مولانا حسن رضا خاں صاحب جب تک زندہ رہے اپنے بھائی کا بازو بنے رہے آپ کو کسی طرح کی ضرورت محسوس ہوتی اس پہلے اس ضرورت کو پورا کرتے رہے۔ مولانا حسن رضا خاں صاحب کے انتقال کے بعد آپ کے چھوٹے بھائی مولانا محمد رضا خاں صاحب ان کی جگہ آئے۔ انہوں نے بھی بہت کچھ خدمت کی۔ ان کو بھی مولانا حسن رضا خاں صاحب جیسے ہی خدمت کا موقع ملا۔ مولانا محمد رضا خاں صاحب نے اپنے انتظام سے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے ایک بیٹے اور دو بیٹیوں کی شادیاں کیں۔ اور مولانا حسن رضا خاں صاحب نے اعلیٰ حضرت کے ایک بیٹے اور تین بیٹیوں کی شادیاں اپنے اہتمام سے کی تھیں۔ مطلب یہ کہ آپ کے بھائیوں نے آپ کو دنیا کی چپقلش میں نہ پڑنے دیا۔

یہ بات بھی یاد رہے کہ برادرِ اعلیٰ حضرت، شہنشاہ سخن، اُستاذِ زَمن حضرت علامہ مولانا حسن رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن اپنے عہد کے ممتاز عالم دین، صاحب طرز اَدیب اور قادِرُ الکلام شاعر تھے۔ آپ کا نعتیہ دیوان اگر ایک طرف فن شاعری اور فصاحت وبلاغت کا اعلیٰ شاہکار ہے تو دوسری طرف سراسر عظمت رسول کا امین اور شریعت وطریقت کا پاسدار ہے اور کیوں نہ ہو کہ آپ کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا امام احمد رضا رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن جیسی باکمال ہستی کے سایہ عاطفت میں رہ کر اکتسابِ فیض اور نعت گوئی سیکھنے کا شرف جو حاصل ہے، خود اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ”حسن میاں مرحوم کا کلام اوّل سے آخر تک شریعت کے دائرے میں ہے، اُن کو میں نے نعت گوئی کے اُصول بتادیئے تھے، اُن کی طبیعت میں ان کا ایسا رنگ رَچا کہ ہمیشہ کلام اسی معیارِ اعتدال پر صادِر ہوتا، جہاں شبہ ہوتا مجھ سے دریافت کر لیتے۔“ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت)

اور بہن سے متعلق:

جب آپ کے پاس اسی طرح بہن سے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ بہن ذی رحم محرم ہے، اس

قطع رحمی کرنا جائز نہیں۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی بارگاہ میں کیے گئے سوال کا خُلاصہ یہ ہے کہ کیا فرماتے ہیں، عُلمائے دِین اِس مسئلے میں کہ زید کے ایک تایا اور ایک بہن ہے، زید اپنے تایا اور بہن دونوں سے ملتا ہے، لیکن اب زید کی بہن اور تایا کے درمیان سخت اَن بَن ہوگئی ہے اور زید کی بہن اپنے سگے بھائی زید سے یہ کہتی ہے کہ تم اگر اپنے تایا سے ملوگے تو میں تم سے نہیں ملوں گی۔ اِتفاقاً زید کی شادی کا وَقْت قریب آگیا اور زید کی بہن کا کہنا ہے: اگر تایا کو شادی میں بُلایا تو میں اس میں شرکت نہیں کروں گی، اس صُورت میں تایا کی دل آزاری کا اندیشہ ہے اور اگر تایا کو بُلائے تو بہن کو صَدمہ پہنچے گا۔ ایسی حالت میں زید کو کیا کرنا چاہئے؟ کیا زید اپنی بہن کا کہنا مان کر تایا کو شادی میں نہ بُلائے یا اپنی بہن کو چھوڑ کر اپنے تایا کو بُلائے؟

سرکارِ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس کا جواب دیتے ہوئے اِرْشاد فرماتے ہیں: بہن اور چچا دونوں ذِی رِحم مَحْرَم ہیں، کسی سے قَطعِ رِحم کرنا جائز نہیں۔ زید کو چاہیے کہ اپنی بہن کو جس طرح ممکن ہو راضی کرے، اگرچہ یُوں کہ پوشیدہ طور پر اپنے چچا کو شادی میں شریک ہونے کی دعوت دے اور اپنی بہن سے کہہ دے کہ مجھے ہر طرح تیری مَرضی منظور ہے، نہ اُن کو بُلاؤں گا نہ شریک کروں گا، البتہ اِتنا تجھ سے چاہتا ہوں کہ وہ اگر اپنے آپ آجائیں تو اِس پر مجھ سے ناراض نہ ہونا، کیونکہ وہ تیرے اور میرے دونوں کے باپ کی جگہ ہیں، اجنبی آدمی (بھی کسی تقریب میں) بے بُلائے آجائیں تو اُن کو نکالنا بد تمیزی ہے نہ کہ باپ کو (کہ تایا باپ ہی کے قائم مقام ہوتا ہے)، غَرض جھوٹے سچے فقرے بتا کر دونوں کو راضی کرے کہ اِس پر بھی ثواب پائے گا۔ زید اپنی بہن کو یہ کلمہ "میں اُن کو نہ بُلاؤں گا" کہنے سے مُراد یہ رکھے کہ میں خُود اُن کو بُلانے نہ جاؤں گا، اگرچہ آدمی یا خط بھیج دوں گا، (اور تایا کے) "آپ چلے آنے" سے یہ مُراد لے کہ وہ اپنے پاؤں سے چلے آئیں نہ یہ کہ میں اُٹھا کر لاؤں، دو رُخی بات کہے۔ جھوٹے سچے "فقرے" سے مُراد جس کا ظاہر جھوٹ اور مُرادی معنٰی سچ (جسے عربی میں "توریہ" کہتے ہیں)۔ حدیث میں فرمایا: یعنی بیشک اِشاروں میں گُفتگو کرنے میں جُھوٹ سے آزادی ہے۔

(السنن الکبریٰ، کتاب الشہادات)

اور بھائی کی ضرورت اور اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اولو العزم پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی ضرورت محسوس ہوئی تو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی: میرے لیے میرے گھر والوں میں سے ایک وزیر کر دے جو میرا معاون اور مُعتمد ہو اور وہ میرا بھائی ہارون ہو، اس کے ذریعے میری کمر مضبوط فرما اور اسے رسالت کی تبلیغ اور نبوت کے کام میں میرا شریک کر دے تاکہ ہم بکثرت تیری پاکی بیان کریں اور نمازوں میں اور نمازوں کے علاوہ بھی بکثرت تیرا ذکر کریں بیشک تو ہمیں دیکھ رہا ہے اور ہمارے اَحوال کو جانتا ہے۔ (مدارک، طہ)

تو اللہ رب العزت نے حضرت ہارون کے ذریعہ حضرت موسیٰ کو قوت دی اور ان کی مدد فرمائی۔

اللہ فرماتا ہے کہ "ہم تیرے بھائی کے ذریعے تمہیں قوت دیں گے اور تمہاری مدد کریں گے"۔

گویا کہ اللہ پاک نے ایک بھائی کو دوسرے بھائی کا بازو بنا دیا

بہر حال کسی بھی کام میں ایک بھائی کی کتنی اہمیت ہے اور اپنی زندگی کی مشکلات کو برطرف کرنے میں ایک انسان کو بھائی کی کتنی ضرورت محسوس ہوتی ہے، حتیٰ کہ دنیا کا کوئی بھی انسان ایک بھائی کی ضرورت سے انکار نہیں کر سکتا۔

تحریک جنگ آزادی میں باشندگانِ مرادآباد کا اہم کردار!!

آج ہم بڑی دھوم دھام سے یوم آزادی پر گلیوں کو سنوارتے سجاتے ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ مل کر آزادی کا جشن مناتے ہیں، گل پوشی کرتے ہیں، ہر طرف آزادی کے نغمے گائے جاتے ہیں، لیکن کیا آپ جانتے ہیں کہ اس آزادی کو حاصل کرنے میں کتنی خوشیاں قربان کرنی پڑی۔ کتنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا گیا۔ کتنی جگہوں سے ہمیں بے دخل کیا گیا۔ اور کس قدر بغاوت کے بد نما داغ لگائے گئے۔ اور نا

جانے کتنی پردہ نشین خواتین گھر سے نکل کھڑی ہوئیں،

اور اس آزادی میں کتنی عفت وعصمت کو تار تار کیا گیا، اور کتنی ہی شام کی سہاگن عورتیں صبح کو بیوہ بن گئیں، اور نا جانے کتنی ہی مائیں بے اولاد ہوئیں،

اور کتنے ہی آباد شہر چٹیل میدان اور بے آب وگیاہ جنگل میں تبدیل ہو کر رہ گئے ؟؟جس کی مختصر کہانی یہ ہے کہ تب جا کر کہیں یہ آزادی ملی، یوں تو بہت سے لوگوں نے اس تحریک آزادی میں حصہ لیا لیکن قوم مسلم نے اس تحریک آزادی میں اس قدر بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کہ ۱۸۵۷ء میں پانچ لاکھ مسلمانوں کو پھانسیاں دی گئیں۔ جو بھی مسلمان انگریزوں کے ہاتھ لگا اس کو ہاتھی پر بٹھا کر درخت کے نیچے لے گئے۔ پھندا اس کی گردن میں ڈال کر ہاتھی کو آگے بڑھایا گیا، لاشیں پھندے میں جھول گئیں، آنکھیں اُبل پڑی، زبان منہ سے باہر نکل آئی۔"

اور علمائے کرام تو انہوں نے اس تحریک میں نا صرف جہاد باللسان، بالقلم کے ذریعے حصہ لیا بلکہ جہاد بالسیف بھی کیا۔

اور اس آزادی میں ایک یا دو عالمِ دین کو پھانسی پر نہیں لٹکایا گیا، بلکہ تقریبًا بائیس ہزار علما کو پھانسی دی گئی۔ ایک دن میں اسّی اسّی علمائے کرام کو پھانسی دی جاتی تھی، اور نا جانے کتنے علمائے کرام کو کالا پانی کی سزا کاٹنی پڑی۔ اللہ اکبر!

بالاخر اللہ کے فضل سے ظالم انگریز حکمرانوں کو شکست ہوئی اور باشندگانِ ہند کو جیت ملی۔

یہ آزادی علمائے کرام اور مسلمانوں کی قربانیوں کی بدولت ہمیں ملی ہے۔

اس تحریک آزادی میں بھارت کے ہر ہر صوبہ، شہر، قصبہ، گاؤں سے لوگوں نے شرکت کی لیکن آج ہم باشندگانِ مرادآباد کی تحریک جنگ آزادی میں جو قربانیاں پیش کی گئی ہیں ان کو ذکر کریں گے، اور اس میں بھی پہلے ہم گمنام مجاہدین جنگ آزادی کے ناموں کو بیان کریں گے، اس کے بعد معروف شخصیات کا ذکر کریں گے۔

مرادآباد (Moradabad) بھارتی ریاست اتر پردیش کا ایک تاریخی اور صنعت و حرفت کے نقطہ نظر سے اہم شہر ہے۔ مغل شہنشاہ شاہجہان کے عہد حکومت میں گورنر رستم خان نے اس شہر کا نام شہنشاہ کے سب سے چھوٹے بیٹے شہزادہ مراد بخش کے نام پر مرادآباد رکھا تھا۔)

اس فہرست میں پہلا نام ہے:

(۱) مولوی ایوب خاں کیفی مرادآبادی: آپ کے والد کا نام انور خاں، مولوی صاحب مرادآباد کے رہنے والے تھے اور مجو خاں مرادآبادی کے یہ بہت ہی قریبی ساتھیوں میں سے ہیں۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں مولوی صاحب نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور انگریزوں سے ڈٹ کر مقابلہ کیا یہاں تک کہ جنگ آزادی کے بعد آپ کو کالے پانی کی سزا بھی ہوئی، اور آخری عمر تک آپ وہیں رہے اور ستر سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی، لیکن یہ مرد مجاہد ہماری سرد مہری اور خود فراموشی کی وجہ سے گمنامی کا شکار ہو کر رہ گیا۔

(۲) امان اللہ صدیقی: ان کا تعلق بھی ضلع مرادآباد ہی سے ہے۔ یہ خیر اللہ صدیقی کے صاحبزادے تھے۔ محلہ قریش امروہہ میں ان کا گھر ہوا کرتا تھا، امان خاں بھی جنگ آزادی شادی ۱۸۵۷ میں بڑھ چڑھ کر حصہ۔ آغاز جنگ کے وقت تو چھٹی پر تھے لیکن اپنے علاقے میں انھوں نے سرگرمیاں شروع کر دی تھیں۔ اور اتنا ہی نہیں بلکہ انقلابیوں کی جدوجہد میں برابر شریک رہے، اور کئی ایسی جنگوں میں بھی مقابلہ کے لیے خود نفس نفیس شریک ہوئے۔ انگریزوں کی زبردست مزاحمت کی اور ہمیشہ شجاعت و بہادری کا مظاہرہ کیا اور جنگ کے بعد ان کو بھی کالا پانی کی سزا دی گئی۔ یہاں تک کہ ۹/فروری ۱۸۶۱ء کو ان کو رہا کر دیا گیا تھا۔

(۳) تہور خان: ان کے والد کا نام نیاز محمد تھا تھا ان کا تعلق مرادآباد سے تھا تہور خان کا نام بھی ۱۸۵۷ء کے گمنام مجاہدین کی فہرست ہی میں آتا ہے، انقلابیوں کی جدوجہد میں یہ نہ صرف شریک رہے بلکہ ہر قسم کا تعاون بھی کیا۔ اور بہت سی جنگوں میں انگریزوں سے مقابلہ آرائی بھی کی۔ بالآخر وہی ہوا جو

کہ اکثر تحریک جنگ آزادی کے مجاہدین کے ساتھ ہوا یعنی ان کو بھی کالا پانی کی سزا دی گئی

(۴) خدا بخش: خدا بخش نامی چھ شخصیت گزریں جن میں دو کا تعلق امروہہ مرادآباد سے رہا۔ اور ایک جھانسی کی رانی لکشمی بائی کے توپچی اور معتمد خاص تھے جبکہ باقی دو خدا بخش نامی شخص یہ شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ سبھی حضرات نے جنگ آزادی میں شرکت تو ضرور کی لیکن ان میں سے کسی کو بھی کالا پانی کی سزا نہیں دی گئی تھی، اور ایک اور خدا بخش نامی جن کے والد کا نام رمضان علی ہے اور ان کا تعلق کھٹگودیا لکھنؤ کے رہنے والے تھے۔ انھوں نے بھی جنگ آزادی میں شرکت کی تھی، اور یہ جنگ آزادی کے سرگرم کارکن رہے، ان کی گرفتاری کر فرنگیوں نے ان پر بغاوت کا مقدمہ درج کیا تھا، اور پھر مقدمہ کا فیصلہ ۲۸/جولائی ۱۸۵۸ء کو ہوا جس میں ان کو کالے پانی بھیج دیا گیا۔ پھر طویل عرصہ کے بعد انہیں رہائی ملی اور پھر یہ اپنے وطن واپس آ گئے۔

(یہ تفصیل "شخصیات ۱۸۷۵ء" نامی کتاب میں موجود ہے)

(۵) درویش علی خاں: امروہہ ضلع مرادآباد یوپی کے رہنے والے تھے۔ اور جنگ آزادی ۱۸۵۷ کہ جانباز سپاہی تھے۔ یہ بھی اپنے رفیق شیخ محمد افضل کی طرح مقامی انقلابیوں کے رہنما تھے۔ ۱۹/مئی ۱۸۵۷ کو انقلابیوں نے انکی اور شیخ محمد افضل کی قیادت میں امروہہ پر مکمل قبضہ کر لیا اور انگریزوں کو وہاں سے بے دخل کر دیا۔ اس شکست کی وجہ سے مسٹر بی ولسن کو فوری طور پر مرادآباد کا کمشنر مقرر کیا گیا اور وہ چار لیتے ہی امروہہ وہاں پر حملہ آور ہوا۔ انقلابیوں کو شکست ہوئی اور درویش علی خان کے ساتھ تمام دیگر مجاہدین بھی گرفتار ہوئے۔ اور ان کے خلاف مقدمہ قائم ہوا اور عدالت نے انھیں موت کی سزا کا حکم دیا اور ضبطی جائداد کا بھی، لیکن بعد میں پھانسی کی سزا کو کالے پانی میں تا عمر قید کی سزا میں تبدیل کر دیا گیا اور انھیں انڈمان بھیج دیا گیا جہاں انھیں قید سے تو رہائی نہ مل سکی لیکن زندگی سے نجات ضرور حاصل ہوئی، تاریخ دانوں نے لکھا ہے کہ پتا نہیں چلا کہ گور و کفن بھی نصیب ہوا یا نہیں

بہادر شاہ ظفر کا ایک شعر جو اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے:

نہ دبایا زیر زمین انھیں نہ دیا کسی نے کفن انھیں
نہ ہوا نصیب وطن انھیں، نہ کہیں نشان مزار ہے

(۶) سید شبیر علی خاں: امروہہ ضلع مرادآباد کے رہنے والے تھے اور ۱۸۵۷ کی ہنگامہ آرائیوں میں ان کے ہم جان اور ہم قالب سید گلزار علی خاں جیسے بے جگر سورما تھے۔ جنگ آزادی میں ان دونوں نے بے حد نمایاں حصہ لیا تھا اور انگریزوں کو ناکوں چنے چنوا دیئے تھے، اور اطراف مرادآباد میں ان کی طوطی بولتی تھی۔ مرادآباد میں جنگ آزادی کا آغاز ۱۹/مئی ۱۸۵۷ کو میرٹھ کی خبر پہنچتے ہی ہو گیا تھا۔ انقلابیوں نے مرادآباد جیل کا دروازہ توڑ ڈالا اور سارے قیدیوں کو رہا کر دیا۔ اس طرح کانپور میں غدر ہونے سے پہلے ہی مرد آباد میں شروعات ہوگی جہاں مسلم آبادی زیادہ تھی۔ گلزار علی خان مرادآباد میں مختاری کا پیشہ کرتے تھے۔ انہوں نے پیشہ کو ترک کر دیا اور بغاوت کے لیے شیر علی خان کے ساتھ کمر بستہ ہوگئے۔ یہ دونوں حضرات دیگر انقلابیوں کو لے کر امروہہ کے لئے نکل پڑے۔ جہاں انہیں بغاوت کے لئے زمین ہموار ملی۔ دونوں حضرات نے امروہہ میں شیخ رمضان علی خاں کے مکان پر رات کو پنچایت منعقد کی اور ۲۰/مئی کی صبح کو امروہہ کے تھانے پر حملہ بول دیا۔ اس حملے میں ہزاروں کی تعداد میں مقامی لوگ بھی شامل تھے۔ باغیوں نے تھانے کے عملے کو قتل کر کے تھانے کی عمارت کو آگ لگا دی۔ اس کے بعد تحصیل کا رخ کیا جہاں خزانے کو لوٹ لیا گیا اور تحصیل کے دفتر کو جلا دیا گیا اس طرح عمر وہاں پر بھی انقلابیوں کا قبضہ ہو گیا۔ گلزار علی خان کو امروہہ کا گورنر قرار دیا گیا۔ انگریزوں نے صورتحال پر قابو پانے کی بہت کوشش کی لیکن ناکام رہے۔ جب جنرل ولسن اپنی فوج لے کر امروہہ پہنچا تو گلزار علی خان وہاں سے فرار ہوگئے۔ لیکن ولسن نے گلزار علی خاں کے گھر کو تباہ و برباد کر دیا اور ۲۶/مئی کو مرادآباد واپس چلا گیا، ولسن کے چلے جانے کے بعد باغیوں نے پھر اپنی سرگرمیاں شروع کر دی جس کے نتیجے میں امروہہ سے انگریزوں کی حکومت کی چند ماہ کے لیے معطل ہوگئی۔ امروہہ میں بغاوت کا جھنڈا بلند کرنے والے دراصل سید شیر علی خاں ہی تھے۔ یہی وہاں کے رہنما تھے سرکار انگلشیہ سب سے زیادہ

انہیں سے ناراض تھی۔ انگریزوں کی توپوں اور دیگر ہتھیاروں کے سامنے بھلا لاٹھیوں، بلموں یا تلوار کی کیا بساط ہو سکتی تھی۔ لہذا انقلابیوں کو شکست ہوئی اور انگریزوں نے جلد ہی پھر قبضہ کر لیا
بنوں کے علاقے کے دیگر نواب اور راجے غیرہ بھی انگریزوں کی مدد کر رہے تھے۔ ۱۸۵۷ کہ شروعات میں بہت سے باغیوں کو گرفتار کیا گیا۔ رسمی مقدمات چلائے گئے اور پھر پھانسیاں دے دی گئیں۔ سید گلزار علی خان ایسے فرار ہوئے کہ ان کا پتہ ہی نہ چلا لیکن شبیر علی خان گرفتار کر لیے گئے تھے اور انھیں حبس دوام سزائے بہ عبور دریائے شور دی گئی تھی۔ انڈمان ہی میں یہ مرد مجاہد اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔ تاریخ وفات کا علم نہ ہو سکا۔ تدفین کہاں اور کیسے ہوئی یہ بھی پتہ نہیں گویا کہ گمنام و بے نام و نشاں ہو گئے
۔

(۷) سید شبیر علی: اس لسٹ میں ایک نام اور سید شبیر علی موجود ہے۔ سید صاحب کا تعلق شہر مرادآباد ہی سے تھا۔ یہ امروہہ کے رہنے والے تھے بہادر شاہ ظفر کو انہوں نے مشورہ دیا تھا کہ جب تک امن نہ قائم ہو جائے دہلی نہ آئیں۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ میں یہ عملی طور پر شریک رہے۔ انقلابیوں کی جدوجہد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ کئی جنگوں میں خود مقابلوں میں شریک رہے۔ انگریزوں کی ہر جگہ زبردست مزاحمت کی اور بہادری و شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ جنگ کے بعد ان کی بھی جائیداد ضبط کر لی گئی اور کالے پانی کی سزا دی گئی۔ جزائر انڈمان ہیں میں تقریبا ۱۸۹۵ میں ان کا انتقال ہوا۔ آنکھوں میں آزادی کا صدمہ لئے ہوئے جلاوطنی کے عالم میں ابدی نیند سو گئے اور انڈمان ہی میں پیوند خاک کر دیا گیا۔

(۸) شیخ محمد افضل: شیخ محمد افضل امروہہ ضلع مرادآباد صوبہ یوپی کے رہنے والے تھے اور جنگ آزادی ۱۸۵۷ کے ایک سرگرم کارکن ہی نہیں تھے بلکہ وہ مقامی انقلابیوں کے رہنما تھے اور انگریزوں کے جانی دشمن۔ ۱۹/ مئی ۱۸۵۷ کو شیخ محمد افضل کی قیادت میں انقلابیوں نے امروہہ پر قبضہ کر لیا جس کے نتیجے میں انگریزوں کو ۲۲/ مئی ۱۸۵۷ کو مسٹر بین۔ ولسن کو مرادآباد کا کمشنر مقرر کرنا پڑا اور انہوں نے عہدہ سنبھالتے ہی امروہہ پر حملہ کر دیا اور انقلابیوں کو شکست دے کر بہتوں کو قید بھی کر لیا جس میں شیخ

محمد افضل بھی شامل تھے۔ ان کے خلاف مقدمہ دائر ہوا اور بغاوت و غداری جیسے سنگین الزامات کے تحت ان کی جائیداد وغیرہ ضبط کر لی گئی، اور سزائے دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی گئی۔ اور انہیں انڈمان بھیج دیا گیا پھر ان کی باقی زندگی وہی گزری۔ انہوں نے وطن کے اور آزادی وطن کے خواب تو ضرور دیکھے لیکن وطن واپس نہ آسکے۔

(۹) عباس علی خان: یہ ابن اسد علی خان ابن سیف اللہ خان ابن محبت اللہ خاں ابن دوندے خاں ہیں۔ عباس علی خان نے جنگ مرادآباد میں بڑا ہی زبردست لیا تھا۔ جنرل بخت خان کی مرادآباد آمد پر دونوں میں ملاقات بھی ہوئی تھی۔ عباس علی خان اور ان کے والد اسد علی خان دونوں ہی مرادآباد کی جنگی معرکوں میں سرگرم رہے تھے۔ عباس علی خان جنرل بخت کے ساتھ دہلی چلے گئے تھے اور وہاں کی انقلابی کارروائیوں میں بھی شریک رہے تھے۔

جنرل بخت خان نے بہادر شاہ ظفر سے ان کے والد اسد علی خان کی بہت تعریف کی تھی اور انقلاب سے ان کی پر خلوص وابستگی کا ذکر کرتے ہوئے ان کے والد کو مرادآباد کی نظامت دینے کی سفارش کی تھی، جس کے نتیجے میں بہادر شاہ ظفر نے اسد علی خاں کے نام مرداباد کی نظامت کی سند جاری کر دی تھی۔ عباس علی خان سند لے کر مرادآباد آگئے اور اسد علی خان ناظم مرادآباد ہو گئے۔ لیکن مجو خان سے اس سلسلے میں ان کا تنازعہ ہو گیا جس کے نتیجے میں اسد علی خاں کو نظامت سے دستبردار ہونا پڑا۔ اس کے بعد بھی وہ اور عباس علی خان دونوں ہی جنگ آزادی میں سرگرم رہے اور مرادآباد کی ہر جنگ میں شریک رہے، اور انقلابیوں کی ہر صورت سے مدد کی۔ جنگی کے خاتمہ پر عباس علی خان پر مقدمہ چلا اور کالے پانی کی سزا ہوئی۔ لہذا ۱۸۵۷ ہی میں انھیں جزائر انڈمان بھیج دیا گیا اور وہیں پر انھوں نے وفات پائی۔

(۱۰) علی بہادر خاں: ولد امیر خان ان کا تعلق مرادآباد یوپی سے تھا۔ انہوں نے جنگ آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور بہادری کے جوہر دکھائے تھے۔ انقلابیوں کی عملی جدوجہد میں بھی برابر کے شریک رہے۔ کئی جنگوں میں خود بھی انگریزوں کا مقابلہ کیا ہر مزاحمت میں شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ جنگ

کے بعد ان کو کالے پانی کی سزا دی گئی

(۱۱) غلام بھولن سیوہاروی (شیخ بولن شاہ): یہ مرادآباد کے رہنے والے تھے۔ ان کو شاہ صاحبی اور پیری مریدی سے بھی شغل تھا۔ ان کے مریدوں کی تعداد کافی تھی اور یہ اکثر لوگوں کے لیے لنگر کا انتظام کیا کرتے تھے۔ انہوں نے جنگ ۱۸۵۷ میں بھی یہی خدمت انجام دی شادی اور انقلابیوں کو خوراک اور کھانا وغیرہ فراہم کرتے رہے۔ ان کے اپنے ایک چغل خور مرید نے مخبری کر دی۔ انگریزوں نے انہیں گرفتار کر لیا اور کالے پانی کی سزا دی اور وہی انڈمان میں ان کا انتقال ہوا اور وہیں دفن کیے گئے۔

(۱۲) کلو خاں: کلو خان کا تعلق مرادآباد سے تھا۔ انھوں نے جنگ آزادی ۱۸۵۷ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ انقلابیوں کی عملی جدوجہد میں برابر کے شریک رہے۔ اور کی جنگوں میں جنہوں نے مقابلہ بھی کیا اور بل آخر کو گرفتار کر لیا گیا اور کالا پانی کی سزا کاٹنے کے لیے بھیج دے گیا۔

(۱۳) نواب مجد الدین خان عرف مجو خاں

آپ کا شمار حاکم و رئیس مرادآباد میں ہوتا تھا۔ اور آپ کی مہمان نوازی اس قدر مشہور تھی کہ آپ کے یہاں سبھی کی مہمان نوازی کی جاتی بلکہ ایک موقع پر مرزا غالب آپ کے مہمان رہے۔

نواب مجد الدین عرف مجو خاں کی سرکردگی میں جب مرادآباد میں آزاد حکومت قائم ہوئی تو علامہ کافی کو مرادآباد کا صدر الشریعہ بنایا گیا اور آپ شرعی احکام کے مطابق مقدمات کے فیصلے کیا کرتے تھے۔

اس وقت انگریزوں نے غداروں کو ایک لالچ دے رکھا تھا کہ جو شخص کسی بھی مجاہد کو گرفتار کرائے گا اور پھانسی دلوائے گا اس کی جائیداد کا بڑا حصہ اس غدار کو دیا جائے گا اس لالچ کا نتیجہ یہ نکلا کہ کوئی مجاہد ایسا نہیں بچا جس کو غداروں نے گرفتار کروا کر پھانسی نہ دلوائی ہو جتنے بھی ساہو صاحبان ہیں یہ اسی غداروں کی پیداوار ہیں، لہذا ان حضرات کی بھی مخبری ایک کمینہ صفت انسان نے اس شرط پر کر دی کی گرفتار کے بعد انعام میں میں ان کی تمام جائداد اسکو دے دی جائے

26 اپریل 1858ء کو جنرل مونس گورہ فوج لے کر مرادآباد پر حملہ آور ہوا۔ مجاہدین جاں نثاری سے

لڑے۔ نواب مجو خاں آخری وقت تک ایک مکان کی چھت پر بندوق چلاتے نظر آئے۔ آخر کار جامِ شہادت نوش کیا۔ سقوطِ مرادآباد کے ساتھ ہی تمام انقلابی رہنما منتشر ہو گئے۔ جو انگریز حکومت کے ہاتھ آئے وہ تختۂ دار پر چڑھا دیے گئے یا حبسِ دوام بہ عبور دریاے شور [کالا پانی] کی سزا سے ہم کنار ہوئے۔

(۱۴) مولانا وہاج الدین عرف مولوی منو مرادآبادی خلف مولوی جمیل الدین بن مولوی وجیہ الدین بن مفتی شیر محمد شہر مرادآباد کے بڑے عالم اور رئیس تھے۔ گاؤں بلند اخلاق اور ہمدرد و غمگسار تھے دینی جذبہ قوم پروری میں بے مثال تھے اوکاڑہ شہر آپ کو عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے تھے عوام و خواص میں آپ یکساں مقبول تھے عربی و فارسی و اردو کے علاوہ انگریزی زبان پر بھی آپ کو قدرت تھی۔ آپ حریت پسند اور قائدینِ جہادِ آزادی 1857ء میں تھے، آپ نے مرداباد میں نمایاں کردار ادا کیا، 19 مئی 1857 کو مرادآباد جیل خانہ پر ایک ہجوم کے ساتھ حملہ کیا۔ اور قیدیوں کو آزاد کروا لیا۔ مسٹر ولسن یہ خبر سنتے ہی روپوش ہو گیا تھا۔ آپ اور مولانا کافیؔ نے مل جُل کر مرادآباد میں ماحول سازی کی اور لوگوں کو جہاد کے لیے آمادہ کیا۔ انگریزی مظالم کے خلاف آواز بلند کی اور راے عامہ ہم وار کی۔ آنولہ ضلع بریلی میں حکیم سعید اللہ قادری کے یہاں قیام پذیر رہ کر اطراف میں حریت کی صدا بلند کرتے رہے۔ یہاں سے بریلی گئے اور خان بہادر خاں نبیرہ حافظ الملک حافظ رحمت خاں روہیلہ سے ملاقات کی، ان سے جہاد کے عنوان پر تبادلۂ خیال کیا۔

مولوی وہاج الدین مرادآبادی نے انقلابیوں کی رہنمائی کی۔ جب نواب رام کی فوج مجاہدین کی سرکوبی کے لئے مرادآباد پہنچی تو آپ نے نواب رام پور کی فوج سے بھی مقابلہ کیا۔

بلآخر انقلاب کی ناکامی کے بعد ایک مخبر کی غداری سے مولانا وہاج الدین کے گھر پر رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں عصر و مغرب کے درمیان انگریزوں نے ۱۸۵۸ میں زوردار دھاوا بول دیا اور گھر کے اندر ہی گولیاں مار کر شہید کر دیا گیا۔

(۱۵) جلالۃ العلم حافظ ملت علامہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی:

حافظ ملت ۱۸۹۴ء کو ضلع مرادآباد کے گاؤں بھوج پور کے غریب خاندان میں پیدا ہوئے آپ کے والدین اور جد نیک اور سچے محب وطن مسلمان رہے۔

۱۹۳۲ء میں آپ کی تعلیم تکمیل کے مراحل تک پہنچی اور ۱۹۳۳ء میں آپ سند فراغت سے نوازے گئے۔ اس دوران آزادی کے لیے برادرانِ وطن کی جدوجہد اور ان پر انتہا پسند انگریزوں کے ظلم وستم کا بغور مشاہدہ فرمایا اور آپ کو یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ کس طرح انگریزوں کے چنگل سے وطن عزیز کے باشندوں کو کو آزاد کرایا جائے،

اور وہ کون سے اسباب ہیں جن کی وجہ سے آزادی نہیں مل پا رہی ہے۔ تو آپ نے پایا کہ ہندو مسلم میں انتشار اور دوری پیدا ہو چکی ہے اور یہی انتشار ہے جس کی وجہ سے انگریز یہاں اپنے قدم جمائے بیٹھے ہیں، آپ نے اس انتشار کو ختم کرنے کا منصوبہ بنایا چونکہ آپ پہلے ہی اپنے استاذ حضرت صدر الشریعہ کے حکم پر مرادآباد سے اعظم گڑھ آ چکے تھے، یہاں آکر آپ اپنے اس مشن کو پورا کرنے میں لگ گئے اور لوگوں کے درمیان جاکر تقریر کے ذریعہ آزادی کی اہمیت اور اختلاف و انتشار کے نقصانات سمجھاتے کہ: "آزادی کی ایک دن کی زندگی غلامی کے ہزار دن سے بہتر ہے"

اور "اتحاد زندگی ہے اختلاف موت"

اور آپ کبھی پیدل کبھی سائیکل کے ذریعہ آس پاس کے گاؤں کا دورہ کرتے اور لوگوں کو یکجہتی کا درس دیتے، اور آپ مسلسل کئے سالوں تک پوری تندہی کے ساتھ اپنے مشن میں لگے رہے حالانکہ اس دوران آپ کی مخالفت بھی ہوئی اور نتیجتاً آپ نے لوگوں کو آزادی کے لیے آمادہ کر ہی لیا۔ اور لوگ آپسی اختلاف وانتشار کو بھول کر آزادی کے متوالے ہو گئے اور تحریک آزادی میں ہر قسم کی قربانی کے لیے تیار ہو گئے۔

یہی وجہ رہی کے ۱۹۴۲ء میں "انگریزو بھارت چھوڑو" تحریک میں مبارک پور و اطراف کے باشندوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

اور بالآخر ۱۵/اگست ۱۹۴۷ء کو وطن عزیز ظالم انگریزوں کے پنجوں سے مکمل طور آزاد ہو گیا۔

(۱۶) حضرت مولانا سید کفایت علی کافی مرادآبادی:

(مرادآباد کے صدر شریعت و قائد و شہید انقلاب) علم و فضل اور طب و شاعری میں یگانہ روزگار تھے۔ حضرت مفتی ظہور اللہ فرنگی محلی لکھنوی سے بعض علوم و فنون کی مولانا کافی نے تحصیل کی تھی۔ اور حضرت مولانا محمد عبدالشکور اور اور حکیم شیر علی صدیقی الہ آبادی سے علم طب اور شیخ مہدی علی خاں ذکی مرادآبادی سے فن شاعری سیکھ کر طب و شاعری میں کمال حاصل کیا۔ اور حضرت شاہ ذکی القدر، ابو سعید، مجددی، رام پوری (مصطفیٰ باد) جو کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے شاگرد ہیں ان سے علامہ کافی نے علم حدیث کا درس لیا اور باقاعدہ اس پر آپ نے کام بھی کیا۔ اور آپ سچے عاشق رسول اتباع سنت رہے،

مولانا کافی کی تصانیف جن سے آج عوام و خواص استفادہ کرتے ہیں وہ یہ ہیں: ترجمہ شمائل ترمذی (منظوم) مجموعہ چہل حدیث (منظوم) مع تشریح خیابانِ فردوس، بہار خلد، نسیم جنت، مولود بہار، جذبہ عشق، تحمل دربار رحمت بار، دیوان کافی وغیرہ وغیرہ

مولانا سید کفایت علی کافی مرادآبادی انقلاب ۱۸۷۵ میں انگریزوں کے خلاف سینہ سپر تھے اور مرادآباد میں چلنے والی تحریک حریت کے قائدین میں پیش پیش تھے۔ نواب مجد الدین عرف مجو خاں کی سرکردگی میں جب مرادآباد میں آزاد حکومت قائم ہوئی تو آپ کو مرادآباد کا صدر الشریعہ بنایا گیا اور آپ شرعی احکام کے مطابق مقدمات کے فیصلے کیا کرتے تھے۔ مرادآباد میں مولانا کافی نے انگریزوں کے خلاف فتوائے جہاد جاری کیا۔ اور اس کی نقلیں دوسرے مقامات پر بھجوائیں اور بعض جگہوں پر آپ خود تشریف لے گئے۔

مولانا کافی نے مل جُل کر مرادآباد میں ماحول سازی کی اور لوگوں کو جہاد کے لیے آمادہ کیا۔ انگریزی مظالم کے خلاف آواز بلند کی اور رائے عامہ ہم وار کی۔ آنولہ ضلع بریلی میں حکیم سعید اللہ قادری کے یہاں قیام

پزیر رہ کر اطراف میں حریت کی صدا بلند کرتے رہے۔ یہاں سے بریلی گئے اور خان بہادر خاں نبیرۂ حافظ الملک حافظ رحمت خاں روہیلہ سے ملاقات کی، ان سے جہاد کے عنوان پر تبادلۂ خیال کیا۔ واضح ہو کہ روہیلہ پٹھانوں کا یہ قبیلہ بڑا جری و بہادر تھا، مولانا کافیؔ بریلی سے مرادآباد آئے اور تگ و دو میں لگے رہے۔

26 اپریل 1858ء کو جنرل مونس گورہ فوج لے کر مرادآباد پر حملہ آور ہوا۔ مجاہدین جاں نثاری سے لڑے۔ مولانا کفایت علی کافیؔ کو فخرالدین کلال کی مخبری سے انگریزوں نے گرفتار کر لیا۔ سزاؤں کا اذیت ناک مرحلہ شروع ہوا۔ جسم پر گرم گرم استری پھیری گئی۔ زخموں پر نمک مرچ چھڑکی گئی۔ اسلام سے برگشتہ کرنے کے لیے انگریزوں نے ہر حربہ استعمال کیا۔ جب اس مردِ مجاہد سے انگریز مایوس ہو چکے تو برسرِ عام چوک مرادآباد میں اس عاشقِ رسول کو تختۂ دار پر لٹکا دیا۔ 4 مئی 1858ء کو مقدمہ کی پیشی ہوئی اور 6 مئی کو حکم دے دیا گیا۔

(مقدمہ کی پوری کارروائی صرف دو دن میں پوری کر دی گئی)

اور اسی وقت پھانسی دے دی گئی۔ جب پھانسی کا حکم سنایا گیا مولانا کافیؔ مسرور و وارفتہ تھے۔ قتل گاہ کو جاتے ہوئے زبان پر یہ اشعار جاری تھے۔

کوئی گل باقی رہے گا نَے چمن رہ جائے گا

پر رسول اللہ کا دینِ حَسَنؔ رہ جائے گا
نامِ شاہانِ جہاں مٹ جائیں گے لیکن یہاں
حشر تک نام و نشانِ پنجتن رہ جائے گا
ہم صفیرو! باغ میں ہے کوئی دَم کا چہچہا
بلبلیں اُڑ جائیں گی، سؤنا چمن رہ جائے گا
اطلس و کمخواب کی پوشاک پر نازاں نہ ہو

اس تنِ بے جان پر خاکی کفن رہ جائے گا
جو پڑھے گا صاحبِ لولاک کے اوپر درود
آگ سے محفوظ اس کا، تن بدن رہ جائے گا
سب فنا ہو جائیں گے کافیؔ ولیکن حشر تک
نعتِ حضرت کا زبانوں پر سخن رہ جائے گا

مولانا سید کفایت علی کافیؔ مرادآبادی اتنے بڑے عاشقِ رسول تھے کہ تختۂ دار بھی آتشِ عشق سرد نہ کرسکا۔ مذکورہ اشعار آپ کی رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے والہانہ محبت و عقیدت کی نشان دہی کر رہے ہیں۔ مردِ حق آگاہ مولانا کافیؔ نے گویا بزبانِ حال یہ پیغام دیا کہ زندگی وہی ہے جو رسول مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و تعظیم میں گزرے۔ مولانا سید کفایت علی کافیؔ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی نے اپنے اشعار میں ''سلطانِ نعت گویاں'' فرمایا ہے۔

مہکا ہے مِری بوئے دہن سے عالم
یاں نغمۂ شیریں نہیں تلخی سے بہم
کافیؔ سلطان نعت گویاں ہیں رضاؔ
اِن شاء اللہ میں وزیر اعظم

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ آپ سے بہت متاثر تھے۔ ملفوظات میں کئی مقامات پر عمدہ الفاظ میں ذکر فرمایا ہے۔ اس محبت و تعلقِ روحانی کی اصل وجہ عشق رسالت میں مماثلت و انگریز مخالفت ہی ہوسکتی ہے۔ لیکن یہ بات بھی یاد رہے کہ بھارت میں ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی شکست خوردہ ضرور ہوئی لیکن اس المیہ کے وقت یہ فیصلہ نہیں ہو پایا تھا کہ فرنگی تسلط کے باوجود فاتحہ کون تھا اور مفتوح کون؟ یہ تو اس شکست کے ۹۰ سال بعد ثابت ہوا کہ شکست ہی دراصل فتح کی بنیاد ہوا کرتی ہے۔ ۱۵/اگست ۱۹۴۷ کی جب صبح نمودار ہوئی تو یہ حقیقت ثابت ہوگئی لیکن ہم یہ قطعی بھول گئے کہ وہ شکست خوردہ کون لوگ

تھے۔ وہ شکست میں فتح کی بنیاد رکھنے والے فاتح تھے یا اپنے مادر وطن اور اس کی آزادی کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دینے والے شکست خوردہ مفتوح۔ یہ بہر حال ایک قابل بحث موضوع ہے اور مذاکرہ و مناظرہ طلب بھی ہے۔ ہم اس پہلو پر پھر کبھی بات کریں گے۔۔۔۔۔ جاری

(شہر امروہہ پہلے ضلع مراد آباد میں آتا تھا، بعد ازاں ۲۰۰۸ میں اس کو بھی ایک مستقل ضلع بنا دیا گیا)

اینٹ کا جواب پتھر سے دینا سیکھیں!!!

اگر کوئی تمہارے معاملات میں مداخلت کرے تو تم بھی اس کے معاملات میں اسی طرح مداخلت کر جاؤ!! ہر مرتبہ خود ہی نشانہ نہ بنو! بلکہ اگر کوئی تمہیں نشانہ بناتا ہے تو اس کو بھی نشانہ بنانے کی کوشش کرو۔ تاکہ اگلی بار کوئی تمہیں نشانہ نہ بنا سکے یا معاملات میں مداخلت نہ کر سکے۔

اس لیے کے آئے دن تمہارے ہی معاملہ میں لوگ مداخلت کرتے رہتے ہیں، اور تم اپنے بچاؤ کے سوا کچھ نہیں کر پاتے، اور اس میں بھی اکثر ناکام ہو جاتے ہو۔ اب دیکھیں جیسے اسکول میں ہماری بچیوں کے حجاب کو نشانہ بنایا گیا تو ہم نے بچاؤ کی کوشش کی۔ اچھی بات ہے۔ لیکن خود سے ان پر اس طرح کا کوئی وار نہیں کیا جیسے کہ انہوں نے کیا۔ بس بیٹھ کر بچاؤ کی تدبیریں نکالنے کی کوشش کرتے رہے۔ ہم کو نہ بچاؤ میں کامیابی ملی اور نہ ہی ان پر وار کیا۔ اب وہ لوگ اس میں کامیاب ہو کر اگلی بار پھر ہمیں کسی معاملہ میں نشانہ بنانے کی کوشش میں لگ گئے ہوں گے۔ لیکن وقت رہتے اگر ہم نے بھی کوئی داو کھیل دیا ہوتا تو چاہے فیصلہ جو بھی ہوتا پر وہ کچھ وقت کے لیے الجھ تو ضرور جاتے۔ اور اپنے فاسد ارادوں سے کچھ وقت کے لیے باز آجاتے۔

لیکن اب اسکول، کالج میں حجاب پر پابندی جیسے فیصلہ کے بعد ہم لوگوں کا بھی حق بنتا ہے کہ ہم بھی اب یہ مسئلہ اٹھائیں کہ ہم اپنے بچوں کو ان اسکول اور کالج میں نہیں بھیجیں گے جن میں مورتی رکھی ہوئی ہیں یا جن میں پوجا ہوتی ہو، یا جہاں ٹیچرز ماتھے پر تلک لگاتے ہوں، یا سندھور اور منگلستر پہن کر آتے ہوں۔

اس کو روکنے کے لیے کورٹ کا دروازہ بھی کھٹکھٹانا پڑے تو کھٹکھٹائیں۔ اور سرکار سے مطالبہ کریں کہ ان تمام چیزوں کو بند کرائیں تاکہ سب اسکول میں ایک سامان دکھیں۔ اور باقاعدہ اس کو اسی طرح سے روکنے کا مطالبہ کریں جیسے کہ دوسرے لوگوں نے پردہ کو روکنے کا مطالبہ کیا۔ اگر ہم اس طرح سے کرتے ہیں تو یہ اینٹ کا جواب پتھر سے دینا ہوگا۔ ورنہ تو ہر بار ہم کو نشانہ بنا کر ہمارے طور طریقہ کو بدلوایا جاتا رہے گا۔

شادی

ہمارے معاشرے میں شادی کو اتنا سخت بنا دیا گیا کہ لڑکے والوں کی طرف سے جہیز کے نام پر لڑکی والوں کو لوٹا جاتا ہے اور لڑکے کی عزت و غیرت کا سودا کیا جاتا ہے۔

وہیں دوسری جانب لڑکا تلاشتے وقت زمین جائیداد، لڑکا اچھی نوکری کرتا ہے کہ نہیں، مہر کی رقم کیا رہے گی اس طرح کے معاملات میں لڑکی والے بھی کسی قسم کی رعایت برتنے کو تیار نہیں ہوتے۔ مطلب یہ کہ دونوں فریق ہی اس طرح کے معاملہ میں برابر کے شریک نظر آتے ہیں۔ جب کہ اس وقت بڑے بڑے امیر مالدار لوگ بھی کم خرچ میں شادی کر رہے ہیں۔ رنویر کپور اور عالیہ بھٹ کی شادی کی خبریں دنیا بھر میں وائرل ہو رہی ہیں جن میں یہ بھی خلاصہ ہوا ہے کہ رنویر کپور اور عالیہ بھٹ کی شادی میں صرف 50 مہمان موجود تھے، وہ بھی خاندان کے قریبی لوگ۔ اور شادی کسی **Five Star Hotel** میں نہیں ہوئی بلکہ گھر پر ہی ہوئی"

اور ہمارے یہاں تو میڈل کلاس کے لوگ بھی اگر شادی کرتے ہیں تو ان کو ۱۰۰ مہمانوں کی موجودگی میں بھی شادی کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ شادیوں میں لاکھوں لاکھ روپے خرچ کر آتے ہیں، اتنا ہی نہیں بلکہ لوگ اس کے لئے سُود تک لینے سے بھی نہیں شرماتے، لاکھوں لاکھ روپے قرض لے کر شادی کی جا رہی ہے۔ قرض لے کر شادی تو ہو جاتی ہے مگر دولہا دولہن کے گھر والے پھر سالہا سال قرض ہی اُتارنے میں لگے رہتے ہیں۔ اور اس طرح سے ہر طرف بے برکتی بے برکتی سی نظر آتی ہے۔

جب کہ سب سے بہتر شادی وہ ہے جس میں فریقین کا خرچ کم کرایا جائے، مہر بھی معمولی ہو، جہیز بھاری نہ ہو، کوئی جانب مقروض نہ ہوجائے، کسی طرف سے شرط سخت نہ ہو، خود آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایسے نکاح کو برکت والا فرمایا چنانچہ فرمان مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہے: "بڑی برکت والا وہ نکاح ہے جس میں بوجھ کم ہو۔

(مسند احمد، ج9، ص365، حدیث: 24583)

ماحصل یہ کہ اگر نکاح شریعت کے دائرے میں رہ کر کیا جائے تو یہ ہمارے لیے شرم وحیا کے حُصُول کے ساتھ ساتھ فراخ دستی اور خوشحالی کا ذریعہ بھی ہوگا۔

مشہور سائنس داں ،،البرٹ ایف پوٹا،، کی پیشن گوئی اور امام احمد رضا کی تردیدی اصلاح

امام احمد رضا خان فاضل بریلوی عَلَیْہِ الرحمۃ والرضوان نہ صرف بہترین عالم، مفتی، محدث اور فقیہ رہے ہیں بلکہ ایک بڑے سائنسداں بھی ہیں۔

آپ کی تحقیق ایک انوکھی ہی تحقیق ہوا کرتی ہے جس کو پڑھ کر بڑے بڑے علامہ فہامہ آج بھی دانتوں تلے انگلیاں دبانے پر مجبور ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ نے قرآن وحدیث اور دیگر علوم سمیت سائنس وفلسفہ کے ذریعے بھی اسلام پر ہونے والے حملوں کا بھرپور جواب دیا،

تحقیق کے مطابق آپ نے

علوم دینیہ کے علاوہ صرف سائنسی علوم وفنون کے متعلق جو کتابیں تصنیف کیں ان کی تعداد 150 تک ہوتی ہے۔

آپ نے ردِ فلسفۂ جدیدہ میں ایک مبسوط کتاب مسمیٰ بہ نام تاریخی "فوز مبین" (1338ھ 1919ء) لکھی جس میں ایک سو پانچ دلائل سے حرکتِ زمین باطل کی اور جاذبیت و نافریت وغیرھا مزعومات فلسفۂ جدیدہ پر وہ روشن رد کئے جن کے مطالعے سے ہر ذی انصاف پر بحمدہ تعالیٰ آفتاب سے زیادہ روشن ہوجائے کہ فلسفۂ جدیدہ کو اصلاً عقل سے مس نہیں۔ (الکلمۃ الملہمہ)

امام احمد رضا خان فاضل بریلوی نے ان تمام مضامین پر جو کہ آج کی یونیورسٹیوں میں رائج ہیں اس طرح سے کام کیا کہ محققین کی عقلیں دنگ ہو جائیں۔ اور ساتھ ہی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے کئی درجن سائنسدانوں کے نظریات کا ردّ اور ان کا تعاقب کیا ہے۔ان میں ایک نام البرٹ ایف پوٹا کا بھی آتا ہے، آپ نے علم سائنس میں ''معین مبین بہر دور شمس و سکون زمین'' نام سے ایک رسالہ لکھا جس میں آپ نے مشہور سائنس داں،، البرٹ ایف پوٹا،، کی پیشن گوئی پر جو تردیدی اصلاح کی ہے واقعی قابلِ دید ہے۔

جس کی تفصیل یہ ہے ۱۸ اکتوبر ۱۹۱۹ء کو انگریزی اخبار "ایکسپریس" کے دوسرے ورق کے پہلے کالم پر امریکا کے منجم پروفیسر البرٹ ایف پوٹا کی ہولناک پیش گوئی تھی۔ اس کالم کو تراش کر ملک العلما مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو بغرضِ ملاحظہ و استصواب حاضر کیا جس کا خلاصہ کچھ اس طرح سے تھا

"۱۷ دسمبر کو عطارد، مریخ، زہرہ، مشتری، زحل، نیپچون، یہ چھ سیارے جن کی طاقت سب سے زائد ہے، آفتاب کے ایک طرف ۲۶ درجے کے تنگ فاصلہ میں جمع ہو کر اسے بقوت کھینچیں گے۔ اور ان کے ٹھیک مقابلہ میں ہوگا اور مقابلہ میں آتا جائے گا۔ ایک بڑا کوکب یورینس سیاروں کا ایسا اجتماع تاریخ ہیئات میں کبھی نہ جانا گیا۔

یورینس اور ان چھ میں مقناطیسی لہر آفتاب میں بڑے بھالے کی طرح سوراخ کرے گی۔ ان چھ بڑے سیاروں کے اجتماع سے چوبیس صدیوں سے نہ دیکھا گیا تھا۔ ممالک متحدہ کو دسمبر میں بڑے خوفناک طوفان آب سے صاف کر دیا جائے گا۔ یہ داغ شمس ۱۷ دسمبر کو ظاہر ہوگا جو بغیر آلات کے آنکھ سے دیکھا جائے گا۔ ایسا داغ کہ بغیر آلات کے دیکھا جائے آج تک ظاہر نہ ہوا اور ایک وسیع زخم آفتاب کے ایک جانب میں ہوگا۔ یہ داغ شمس کرہ ہوا میں تزلزل ڈالے گا۔ بجلیاں اور سخت مینہ اور بڑے بڑے زلزلے ہوں گے زمین ہفتوں میں اعتدال پر آئے گی۔"

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اولاً تو ان سب باتوں کو اوہام باطلہ اور ہوسات عاطلہ قرار دیا اور بعد ازاں اس پر فرمادیا کہ "یہ سب اوہام باطلہ ہوسات عاطلہ ہیں مسلمانوں کو ان کی طرف اصلا التفات جائز نہیں۔ "پھر اس کے بعد آپ علیہ الرحمہ صراحتاً ہر ایک بات کو فرداً فرداً رد کرتے گئے

ملاحظہ فرمائیں؛ "(ا) منجم نے ان کی بنا کواکب کے طول وسطی پر رکھی جسے ہیأت جدیدہ میں طول بفرض مرکزیت شمس کہتے ہیں، اس میں وہ چھ کواکب باہم ۲۶ درجے ۲۳ دقیقے کے فصل میں ہوں گے مگر یہ فرض خود فرض باطل و مطرود اور قرآن عظیم کے ارشادات سے مردود ہے۔" آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اولاً تو شمس مرکز نہیں، اور دوسری بات یہ ماننا کہ کواکب شمس کے ارد گرد متحرک ہیں یہ بھی درست نہیں۔ آپ نے شمس کی مرکزیت کو رد کر فرمایا کی زمین کا مرکز ثقل مرکز عالم ہے، اور سب کواکب اور خود شمس بھی اس کے گرد دائر ہیں۔ اس پر فاضل بریلوی نے قرآن پاک سے چھ آیتیں پیش کیں۔ ان میں پانچ آیتوں سے کواکب اور شمس کے زمین کے گرد دائر ہونے پر دلیل پکڑی۔ اور چھٹی آیت سے ان کے اس اختراع کو رد کیا۔ قرآنی آیات:

(ا) اَلشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝ (۵)

ترجمہ: سورج اور چاند حساب سے ہیں۔

(۲) وَ الشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ؕ (۳۸)

ترجمہ: اور سورج چلتا ہے اپنے ایک ٹھہراؤ کے لیے یہ حکم ہے زبردست علم والے کا

(۳) كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ (۳۳)

ترجمہ: سب ایک گھیرے میں تیر رہے ہیں۔

(۴) وَ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ دَآىٕبَیْنِ ۚ-

ترجمہ: اور تمہارے لیے سورج اور چاند کو کام پر لگا دیا جو برابر چل رہے ہیں۔

(۵) وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ؕ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ-

ترجمہ: اللہ نے مسخر فرمائے چاند

سورج۔ ہر ایک مقررہ میعاد تک چل رہا ہے۔

اور چھٹی آیت اس پر جو جاہلانہ اختراع پیش کرے۔

اَلَا یَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ - وَ هُوَ اللَّطِیۡفُ الۡخَبِیۡرُ ۝ (۱۴)

ترجمہ: کیا وہ نہ جانے جس نے پیدا کیا اور وہی ہے ہر باریکی جانتا خبر دار۔

اس کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ اس پیش گوئی کا سرے سے ہی مبنیٰ باطل ہے۔

اور منجم جسے طول بفرض مرکزیت شمس کہتا ہے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ "وہ حقیقتاً کواکب کے اوساط معدلہ بتعدیل اول ہیں" اور یہ بات واقف علم زیجات پر ظاہر ہے۔ اور اوساط کواکب کے حقیقی مقامات نہیں ہوتے بلکہ فرضی، اور اعتبار جو ہوتا ہے وہ حقیقی کا۔ پھر اس کے بعد آپ علیہ الرحمہ نے ۱۷ دسمبر کو کواکب کے حقیقی مقام کیا ہوں گے وہ بھی بتائے۔

اور منجم نے پیش گوئی کرتے ہوئے یہ جو کہا تھا کہ

"وہ چھ سیارے جن کی طاقت سب سے زائد ہے، آفتاب کے ایک طرف ۲۶ درجے کے تنگ فاصلہ میں جمع ہو کر اسے بقوت کھینچیں گے"

اس پر رد کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

"ظاہر ہے کہ ان چھ کا باہمی فاصلہ نہ ۲۶ درجے میں محدود بلکہ ۱۱۲ تک محدود،

یعنی ایسا نہیں کہ وہ صرف چھبیس ہی میں محدود ہو کر رہ جائے جیسا کہ منجم نے کہا بلکہ وہ ۱۱۲ تک محدود ہوتا ہے۔

پھر آپ اسلامی اصول پر کلام کرنے کے بعد کلام عقلی پر آتے ہیں۔

اور منجم کا یہ کہنا کہ

(۳) "دو ہزار برس سے ایسا اجتماع نہ دیکھا گیا بلکہ جب سے کواکب کی تاریخ شروع ہوئی ہے نہ جانا گیا"

آپ فرماتے ہیں کہ یہ محض جزاف (اٹکل) ہے،

اور مزید فرماتے ہیں کہ اگر وہ اس پر دلیل رکھتا ہے تو پیش کرے ورنہ روز اول کواکب در کنار دو ہزار برس کے تمام زیجات بالاستیعاب اس نے مطالعہ کئے اور ایسا اجتماع نہ پایا، یہ بھی یقیناً نہیں، تو دعویٰ بے دلیل باطل و ذلیل۔

اور آپ فرماتے ہیں کہ یورینس اور نیپچون تو اب ظاہر ہوئے۔ اگلے زیجات میں ان کا پتا کہاں مگر یہ کہ اوساط موجودہ بطریق تفریق ان کے ہزاروں برس کے اوساط نکالنے ہوں یہ بھی ظاہر النفی اور دعوے محض ادعاء۔

(۴) پھر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سوالیہ انداز میں رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "کیا سب کواکب (چھ کے چھ) آپس میں صلح کر کے آزار آفتاب پر ایکا کر لیا ہے؟ (آفتاب کو کھینچنے میں ایکا کر لیا)

تو یہ بات محض باطل ہے، پھر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اس کو اسی کی بات پھنساتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"مسئلہ جاذبیت اگر صحیح ہے تو اس کا اثر سب پر ہے اور قریب تر پر قوی تر اور ضعیف تر پر شدید تر"

(اگر یہ چھ سیارے شمس کو بقوت کھینچیں گے تو پھر تو یہ آپس میں ایک دوسرے کے مقابلے کبیر اور صغیر بھی ہیں) اور ظاہر ہے کہ آفتاب ان (چھ سیاروں) سے ہزار درجے بڑا ہے۔ تو جب اتنے بڑے آفتاب پر ۶ کی کھینچ تان اس کا منہ زخمی کرنے میں کامیاب ہوگی تو اب زحل جو کہ آفتاب سے نہایت صغیر و حقیر ہے، تو پھر تو ان پانچ کی کشاکش اور ادھر سے یورینس کی مارا مار یقیناً زحل کو فنا کر دینے کے لیے کافی ہوگی، اور ساتھ ہی اس کے اعتبار سے ان کا فاصلہ بھی اب تنگ ہو جائے گا اور وہ بھی صرف ۲۵ درجے۔

(۵) اور رہا ان میں مریخ تو اس کا حال تو یہ ہے کہ وہ زحل سے بھی بہت چھوٹا ہے۔ تو اب فاصلہ اس کے اعتبار سے اور بھی کم، فقط ۱/۲-۲۴ درجے

تو پھر تو یہ پانچ سیارے ہی مریخ کو پاش پاش کر دیں گے۔

(٦) عطارد تو سب میں چھوٹا اور اس کے حساب سے باقی ۱۳ ہی درجے کے فاصلہ میں ہیں اور ظاہر ہے کہ ۱۳ تو ۲٦ کا آدھا ہے تو یہ تین (زہرہ، مشتری، نیپچون) عظیم ہاتھی مع یورینس اس چھوٹی سی چڑیا (عطارد) کے ریزہ ریزہ کر دینے کو بہت ہیں۔ اور ساتھ ہی منجم نے اسی مضمون میں کہا کہ "دو سیارے ملے ہوئے کافی ہیں ایک چھوٹا داغ شمس میں پیدا کرنے اور ایک چھوٹا طوفان برپا کرنے میں اور تین ان میں سے بڑا طوفان اور بڑا داغ اور چار فی الحقیقۃ ایک بہت بڑا طوفان اور بہت بڑا داغ جب آفتاب میں تین اور چار کا یہ عمل ہے تو بیچارے عطارد و مریخ چار اور پانچ کے آگے کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ اور رہا زحل تو اس پر اکٹھے چھ جمع ہیں تو جو نسبت ان کو آفتاب سے ہے اسی نسبت سے ان پر اثر زیادہ ہونا لازم واجب تھا کہ کھینچنے والوں سے چمٹ جائیں لیکن ان میں نافریت بھی رکھی ہے وہ انہیں تمرد پر لائے گی جس کا صاف نتیجہ ان کا ریزہ ریزہ ہو کر جواذب میں گم جانا۔

اور آپ فرماتے ہیں کہ یہ بات بھی مشہود ہے کہ کمزور چیز نہایت ہی قوی قوت سے کھینچی جائے۔ اگر دوسری طرف اس کا تعلق ضعیف ہے کھینچ آئے گی ورنہ تو ٹکڑے ہو جائے گی۔

یہ سب اگر نہ ہو گا تو کیوں؟ حالانکہ آفتاب پر ضرب شدید کا مقتضی یہی ہے اور ہو گا تو غنیمت ہے کہ آفتاب کی جان چھوٹی اور سیارے آپس میں مرکٹ کر فنا ہوں گے، نتیجہ یہ نکلے گا کہ نہ آفتاب کے اس طرف چھو رہیں گے نہ اس کے زخم آئے گا۔ بالجملہ پیش گوئی محض باطل و پادر ہوا ہے۔

اور رہا معاملہ حقیقت کیا ہے تو غیب کا علم اللہ رب العزت کو ہے، پھر اس کی عطا سے نبی ﷺ کو ہے۔ اور اللہ پاک اپنے خلق میں جو چاہے کرے۔

آگے فاضل بریلوی لکھتے ہیں کہ اگر اتفاقاً بمشیت الٰہی معاذ اللہ ان میں سے بعض یا فرض کر لیں کہ سب باتیں واقع ہو جائیں تب بھی پیش گوئی قطعاً یقینی جھوٹی ہے۔ اس لیے کہ وہ جن اوضاع کواکب پر مبنی ہیں وہ اوضاع ہی فرضی ہیں، اور اگر بفرض غلط یہ معاملہ واقع بھی ہو جائے تو نتائج جن اصول پر مبنی ہیں وہ اصول ہی محض بے اصل اور من گھڑت ہیں، اور ان کا مہمل اور بے اثر ہونا خود اسی اجتماع کے

ذریعہ ظاہر ہوچکا،

اور ہاں اگر جاذبیت صحیح ہے تو یہ اجتماع نہ چاہیے اور اگر یہ اجتماع قائم ہے تو جاذبیت کا اثر ہی غلط ہے، بہر پیشگوئی تو باطل ہی ہے۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

ایک اور سوال کرتے ہوئے فاضل بریلوی لکھتے ہیں کہ:

(۷) جاذبیت پر ایک سہل سوال اوج وحضیض شمس سے ہوتا ہے جس کا ہر سال مشاہدہ ہے نقطہ اوج پر کہ اس کا وقت تقریبًا سوم جولائی ہے، اور رہا آفتاب تو زمین سے غایت بعد پر ہوتا ہے اور نقطہ حضیض پر تقریبًا سوم جنوری ہے غایت قرب پر یہ تفاوت اکتیس لاکھ میل سے زائد ہے کہ تفتیش جدید میں بعد اوسط نو کروڑ انتیس لاکھ میل بتا گیا ہے اور ہم نے حساب کیا مابین المرکزین دو درجے پینتالیس ثانیے یعنی ۲۱۲۵-ء ۲ ہے۔

تو بعد ابعد ۹۴۴۵۸۰۲۶ میل ہوا اور بعد اقرب ۹، ۱۳، ۴۱، ۹۷۴ میل تفاوت ۱۳، ۱۶، ۰۵۲ میل اگر زمین آفتاب کے گرد اپنے مدار بیضی پر گھومتی ہے جس کے مرکز اسفل میں آفتاب ہے جیسا کہ ہیأت جدیدہ کا زعم ہے۔ یہاں اس بات کو سمجھیں کہ اول تو نافریت ارض کو جاذبیت شمس سے کیا نسبت کہ آفتاب بیان اصول علم الہیأت کے مطابق ہیأت جدیدہ میں بارہ لاکھ پینتالیس ہزار ایک سو تیس زمینوں کے برابر ہے اور ہم نے بربنائے مقررات تازہ اصل کروی پر حساب کیا تو اس بھی زائد آیا یعنی آفتاب تیرہ لاکھ تیرہ ہزار دو سو چھپن زمینوں کے برابر ہے بعض کتب جدیدہ میں ۱۴ لاکھ ہے وہ جرم کہ اس کے بارہ تیرہ لاکھ کے حصوں میں سے ایک کے بھی برابر نہیں اس کی مقاومت کر سکتا ہے تو کرو دورہ کرنا نہ تھا بلکہ پہلے ہی دن کھینچ کر اس میں مل جانا، کیا بارہ تیرہ لاکھ آدمی مل کر ایک کو کھینچیں تو وہ کھنچ نہ سکے گا بلکہ ان کے گرد گھومے گا۔

جب کہ نصف دورے میں جاذبیت شمس غالب آکر اکتیس لاکھ میل سے زائد زمین کو قریب کھینچ لائی تو نصف دوم میں اسے کس نے ضعیف کر دیا کہ زمین پھر اکتیس لاکھ میل سے زیادہ دور بھاگ گئی۔ حالانکہ

قرب موجب قوت اثر جذب ہے تو حضیض پر لا کر جاذبیت شمس کا اثر اور قوی تر ہونا اور زمین کا وقتاً فوقتاً قریب تر ہوتا جانا لازم تھا نہ کہ نہایت قرب پر اس کی قوت سست پڑ کر اور اس کے نیچے سے چھوٹ کر پھر اتنی دور ہو جائے۔

آگے آپ علیہ الرحمہ طنز کرتے ہوئے مزاحیہ انداز میں فرماتے ہیں "شاید جولائی سے جنوری تک آفتاب کو راتب زیادہ ملتا ہے قوت تیز ہو جاتی ہے، اور جنوری سے جولائی تک بھوکا رہتا ہے کمزور پڑ جاتا ہے۔"

اور یہاں ایسا بھی نہیں کہ دو جسم برابر کے ہوں، آپ فرماتے ہیں کہ دو جسم اگر برابر کے ہوتے تو یہ کہنا ایک ظاہری لگتی ہوئی بات ہوتی کہ نصف دورے میں یہ غالب رہتا ہے اور باقی نصف میں وہ، نہ کہ جرم کہ زمین کے ۱۲ لاکھ امثال سے بڑا ہے اسے کھینچ ۱۳ لاکھ سے زیادہ قریب کر لے اور عین شواب اثر جذب کے وقت سست پڑ جائے اور ادھر ایک ادھر ۱۲ لاکھ سے زائد پر غلبہ و مغلوبیت کا دورہ پورا نصف نصف القسام پائے۔

(اس کے بعد ایک سوال اور ہے لیکن اختصار کے پیش نظر بس اسی پر اکتفاء کیا جا رہا ہے)

اور رہا جاذبیت کا قول کرنا تو اس کے بطلان پر شاہد عدل قمر بھی ہے۔

(۸) جاذبیت کے بطلان پر دوسرا شاہد عدل قمر ہے۔ ہیات جدیدہ میں قرار پا چکا ہے کہ اگرچہ زمین قمر کو قریب سے کھینچتی ہے اور آفتاب دور سے، مگر جرم شمس لاکھوں درجے جرم زمین سے بڑا ہونے کے باعث اس کی جاذبیت قمر پر زمین کی جاذبیت سے ۱/۲-۵ گنی ہے۔ یعنی زمین اگر چاند کو پانچ میل کھینچتی ہے تو آفتاب گیارہ میل۔

اور اس بات میں شک نہیں کہ یہ زیادت ہزاروں برس سے مستمر ہے تو کیا وجہ کہ چاند زمین کو چھوڑ کر اب تک آفتاب سے نہ جا ملا یا کم از کم ہر روز یا ہر مہینے اس کا فاصلہ زمین سے زیادہ آفتاب سے کم ہو جاتا مگر مشاہدہ ہے کہ ایسا نہیں تو ضرور جاذبیت باطل و مہمل خیال ہے اور یہاں یہ عذر کہ آفتاب زمین کو بھی تو

کھینچتا ہے عجب صدائے بے معنی ہے۔

(۹) اور لطف کی بات تو یہ ہے کہ اجتماع کے وقت قمر آفتاب سے قریب تر ہو جاتا ہے اور مقابلہ کے وقت دور تر حالانکہ قریب وقت اجتماع آفتاب کی جاذبیت کہ ۱۶/۱۱ ہے صرف ۸/۳ ہی عمل کرتی ہے کہ قمر شمس و ارض کے درمیان ہوتا ہے زمین اپنی طرف ۵ حصے کھینچتی ہے اور شمس اپنی طرف ۱۱ حصے تو بقدر جذب شمس ۱۶/۶ جانب شمس کھینچا اور قریب وقت مقابلہ جاذبیت کے سب سولہ حصے قمر کو جانب شمس کھینچتے ہیں کہ ارض شمس و قمر کے درمیان ہوتی ہے تو دونوں مل کر قمر کو ایک ہی طرف کھینچتے ہیں، غرض وہاں تفاضل کا عمل تھا یہاں مجموع کا کہ اس کے سہ چند کے قریب ہے، تو واجب کہ وقت مقابلہ شمس سے بہ نسبت وقت اجتماع قریب تر آجائے حالانکہ اس کا عکس ہے تو ثابت ہوا کہ جاذبیت باطل ہے۔

ایک اور دلیل آپ لکھتے ہیں کہ

(۱۰) چاند جو کہ صغیر الجثہ یعنی شمس سے چھ کروڑ سے بھی لاکھوں حصے چھوٹا ہے۔ اور رہی کھینچنے کی بات تو اس بیچارے صغیر الجثہ چاند کو نہ صرف شمس بلکہ شمس کے ساتھ ساتھ زہرہ عطارد بھی جانب شمس کھینچتے ہیں اور ایک جانب سے ارض بھی اپنی طرف سے گھسیٹتی ہے، اور خاص بات تو یہ ہے کہ ان تینوں کا ایک درجہ سے بھی کم فاصلہ میں ہزاروں بار قران ہو چکا ہے اس کے باوجود نہ ان تینوں کی مجموعی کشش جذب زمین پر غالب آتی ہے اور نہ ہی اس کشاکش میں قمر کو کوئی زخم ہی پہنچتا ہے۔ آفتاب کہ اتنا بڑا ہونے کے باوجود اس پر تصویر چار کے اجتماع سے ظلم ہوتا تھا۔ اور قمر جو کہ چھ کروڑ سے بھی لاکھوں حصے چھوٹا تو یہاں ایسا کچھ بھی نہیں۔ حالانکہ شمس کے مقابلہ میں قمر بیچارے کی کیا اوقات کہ یہ تو اس کی کھیچ تان میں پرزے پرزے ہو جاتا تھا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ یہاں ایسا معاملہ بالکل بھی نہیں تو بس منجم کے اوہام اور جاذبیت کے تخیلات سب باطل ہیں۔

کلام کو منجم کی طرف متوجہ کرتے ہوئے پھر ایک بار آپ لکھتے ہیں

(۱۱) آفتاب کا کلف جسے داغ کہا بار ہا نظر آیا۔ اب اگر ۷ دسمبر کو بھی نظر آتا ہے تو انہیں میں کا ایک ہوگا

جو بارہا گزر چکے۔

(ا) قدیم زمانے میں شیز نامی ایک عیسائی راہب نے اپنے رئیس سے کہا میں نے سطح آب پر ایک داغ دیکھا تو اس نے اعتبار نہ کیا اور کہا کہ میں نے اول تا آخر ارسطو کی کتابیں پڑھیں ان میں تو کہیں داغ شمس کا ذکر نہیں

(ب) علامہ قطب الدین شیرازی نے تحفہ شاہیہ میں بعض قدماء سے نقل کرتے ہوئے لکھا کہ صفحہ شمس پر مرکز سے کچھ اوپر محور قمر کی مانند ایک سیاہ نقطہ ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ نقطہ کہ مہندس نے محض نظر سے دیکھا کتنا بڑا ہو گا۔ کم از کم اس کا قطر ۲۲۵۲۰ میل ہو گا۔

(ج) اور ابن ماجہ اندلسی نے طلوع کے وقت روئے شمس پر دو سیاہ نقطے دیکھے جن کو زہرہ و عطارد گمان کیا۔

(د) ہرشل دوم نے ایک داغ دیکھا جس کی مسافت تین ارب اٹھتر کروڑ میل بتائی۔ آپ علیہ الرحمہ اقول سے اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یعنی اگر دائرہ تھا تو اس کی مساحت پندرہ ارب انتالیس کروڑ تیس لاکھ میل۔

(۱۲) کہاں گیا ہے کہ یہ کلفت قطبین شمس کے پاس اصلا نہیں ہوتی اور اس کے خط استواء کے پاس کم، وہاں سے ۳۵، ۳۰ درجے شمال جنوب کو بکثرت ان میں بھی شمال کو زائد جنوب کو کم،

تو اگر یہ قران و مقابلہ سیارات کا اثر ہے تو یہ تخصیص کس لیے ہیں شمس کے جس حصہ کو ان سے مواجہہ ہو وہاں ہوں۔

(۱۳) ان کا حدوث آفتاب کی جانب شرقی اور زوال جانب غربی سے شروع ہوتا ہے۔ تو اثر قرانات میں یہ خصوصیت کیوں؟

اس کے بعد بھی آپ نے (۱۴) اور (۱۵) نمبر سے دو دلیلیں اور ذکر کیں جن کو ہم نے طوالت کے خوف سے چھوڑ دیا۔

یہ آپ علیہ الرحمہ کے علم کی ایک ادنیٰ سی جھلک تھی جس کو حذف واضافہ کے ساتھ ہم نے آپ تک پہنچانے کی کوشش کی۔

بالآخر جس نے بھی آپ کو پڑھا اور سمجھا تو وہ یہی کہنے پر مجبور ہوا کہ

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکہ بٹھا دیے ہیں
وادی رضا کی کوہ ہمال رضا کا ہے
جس سمت دیکھیے وہ علاقہ رضا کا ہے

اللہ رب العزت ہم سب کو فیضان اعلیٰ سے مالا مال فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

صدقۂ فطر کی ادائیگی اور اس سے متعلق اہم معلومات!!

صدقۂ فطر یہ روزہ میں واقع ہونے والی کوتاہی اور نقص و کمی کی تلافی اور غرباء کو عید الفطر کے موقع پر اپنی خوشی و مسرت میں شریک کرنے کا ذریعہ ہے۔ تاکہ اس سے ان کی خوراک کا انتظام ہو جائے اور یہ سوال سے بھی بچ جائیں۔

حدیث پاک میں ہے "فَرَضَ رَسُولُ اللہ ﷺ زَكٰوةَ الْفِطْرِ طُهْرًا لِصِيَامِ مِنَ الْلَغْوِ وَالرَّفَثِ وَ طُعْمَةً لِلْمَسَاكِيْن"

رسول اللہ ﷺ نے صدقۂ فطر مقرر فرمایا کہ لغو اور بیہودہ کلام سے روزہ کی طہارت اور مساکین کی خورش (خوراک) ہو جائے۔

(سنن أبي داود"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الفطر، الحدیث: ۱۶۰۹، ج ۲، ص ۱۵۷۔ مشکوۃ شریف باب صدقۃ الفطر ص ۱۶۰)

صدقۂ فطر ہر مسلمان مالکِ نصاب پر واجب ہے، اور مرد پر اپنی طرف سے اپنے چھوٹے بچوں کی

طرف سے بھی واجب ہے جبکہ وہ خود مالک نصاب نہ ہو۔
یعنی جن کی کفالت کسی صاحب نصاب کے ذمہ ہو تو یہ شخص ان سب لوگوں کی جانب سے صدقہ ادا کرے گا۔ باپ پر واجب ہے کہ وہ اپنے نابالغ غیر صاحب نصاب بچوں کی جانب سے صدقۂ فطر ادا کرے، اور اسی طرح سے مالک پر اپنے غلام، مدبر اور ام ولد کی طرف سے صدقہ ادا کرنا واجب۔ شوہر پر واجب نہیں کہ وہ اپنی بیوی کی طرف سے صدقہ ادا کرے۔
(الدر المختار، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج ۳، ص ۳۶۲۔ ۳۶۵۔)

صدقۂ فطر کے مصارف: وہی ہیں جو زکاۃ کے ہیں، ہاں! زکاۃ کے مصارف میں تو "عامل" شامل ہے مگر صدقۂ فطر کے مصارف میں نہیں۔

صدقۂ فطر کی مقدار: نصف صاع گیہوں، یا ایک صاع کھجور، یا منقے، یا جَو۔ جیسا کہ مروی ہے:
"رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے عید الفطر کی زکاۃ فرض کی ایک صاع کھجوریں یا جَو، مسلمانوں میں سے ہر غلام اور آزاد مرد و عورت چھوٹے بڑے پر اور یہ حکم دیا: کہ "نماز کو جانے سے پیشتر ادا کر دیں۔"
(صحیح البخاري، أبواب صدقۃ الفطر، باب فرض صدقۃ الفطر، الحدیث: ۱۵۰۳، ج ۱، ص ۵۰۷)

اور بعض حدیث میں پنیر اور کشمش کا بھی ذکر ملتا ہے۔

موجودہ اوزان: صاع یہ عہد رسالت کا ایک پیمانہ ہے جس میں ۴/کلو ۹۴/گرام گیہوں آتا ہے۔ تو اگر کوئی گیہوں سے صدقۂ فطر ادا کرے تو ۲ کلو ۴۷ گرام گیہوں یا اس کی قیمت ادا کرے، کھجور، منقے، کشمش سے ادا کرے تو کسی ماہر دکان دار سے ان اجناس کے صاع کا موجودہ وزن بھی معلوم کر لے۔

صدقۂ فطر میں گیہوں، جو، کھجور، منقی، کشمش اور پنیر اجناس مختلفہ کا ذکر آیا ہے اس لیے صدقۂ فطر کے ادا کرنے میں ہمیں تنوع پر عمل کرنا چاہیے یعنی جن کی جیسی حیثیت ہو وہ اپنی حیثیت کے اعتبار سے صدقۂ فطر ادا کریں، مثلاً جو کروڑ پتی ہیں وہ چار کلو پنیر کے حساب سے صدقۂ فطر ادا کریں، جو لکھ پتی ہیں وہ چار کلو کشمش کے حساب سے صدقۂ فطر ادا کریں، جو ہزاروں روپے کمانے والے ہیں وہ چار کلو کھجور کے

حساب سے صدقۂ فطر ادا کریں، اور جن کو سینکڑوں کی آمدنی ہے وہ دو کلو گندم کے حساب سے صدقہ فطر ادا کریں۔

آقا کریم ﷺ نے جس طرح قربانی کے جانوروں میں تنوع کو مشروع اور مسنون فرمایا (مسلمان حسبِ استطاعت بکروں، گایوں اور اونٹوں کی قربانی کرتے ہیں) اسی طرح سرکار ﷺ نے صدقۂ فطر میں بھی تنوع کو مشروع فرمایا۔ لیکن آج چاہے امیر ہو یا غریب سبھی گیہوں ہی کے اعتبار سے صدقۂ فطر ادا کرتے ہیں۔

بلکہ اس میں تو یہ چاہیے کہ اجناس مختلفہ مذکورہ میں سے اپنی حسب حیثیت اعلیٰ قسم کا انتخاب کیا جائے۔ اللہ کی بارگاہ میں اس کا اجر و ثواب ملے گا۔

(خلاصہ از نعمۃ الباری شرح صحیح البخاری، کتاب الزکوٰۃ، ص ۷۶۴)

حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے بہار شریعت میں در مختار اور فتاویٰ عالمگیری کے حوالہ سے نقل کیا ہے

"ان چار چیزوں کے علاوہ اگر کسی دوسری چیز سے فطرہ ادا کرنا چاہے، مثلاً چاول، جوار، باجرہ یا اور کوئی غلّہ یا اور کوئی چیز دینا چاہے تو قیمت کا لحاظ کرنا ہوگا یعنی وہ چیز آدھے صاع گیہوں یا ایک صاع جَو کی قیمت کی ہو، یہاں تک کہ روٹی دیں تو اس میں بھی قیمت کا لحاظ کیا جائے گا اگرچہ گیہوں یا جَو کی ہو"۔

صدقۂ فطر کے وجوب کا وقت طلوع فجر صادق ہے یعنی صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقۂ فطر واجب ہو جاتا ہے اور عید کے دن فجر کی نماز کے بعد عید گاہ جانے سے پہلے ادا کرنا مستحب ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف کی ایک حدیث ہے: "اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَمَرَ بِزَکٰوۃِ الفِطرِ قَبلَ خُرُوجِ النَّاسِ اِلَی الصَّلٰوۃ" اور عید الفطر کے دن سے پہلے بھی صدقہ فطر ادا کرنا جائز ہے۔

اور جو بچہ عید الفطر کے دن صبح صادق سے پہلے یا صبح صادق کے وقت پیدا ہوا ہے، تو اس کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے اور اگر بچہ صبح صادق کے بعد پیدا ہوا ہے، تو اس کی طرف سے صدقہ

فطر ادا کرنا واجب نہیں ہے۔

اور صدقہ فطر ادا نہ کرنے کی صورت میں بندہ کا روزہ آسمان و زمین کے درمیان معلّق رہتا ہے۔

آقا ﷺ نے فرمایا: "بندہ کا روزہ آسمان و زمین کے درمیان معلّق رہتا ہے، جب تک صدقۂ فطر ادا نہ کرے۔" (کنز العمال، باب صدقۃ الفطر ج ۴، حدیث ۴۶۴۵)

"صدقۂ فطر واجب ہے، عمر بھر اس کا وقت ہے یعنی اگر ادا نہ کیا ہو تو اب ادا کر دے۔ ادا نہ کرنے سے ساقط نہ ہوگا، نہ اب ادا کرنا قضا ہے بلکہ اب بھی ادا ہی ہے اگرچہ مسنون قبل نمازِ عید ادا کر دینا ہے۔" (بہار شریعت ج ا ص ۹۴۱)

حضرت فقیہ اسلام کے مشائخ طریقت

فقیہ اسلام الحاج حضرت علامہ مفتی عبد الحلیم اشرفی رضوی صاحب قبلہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، امت مسلمہ میں آپ کی مقبولیت اور معرفت حق کا راز یہ ہے کہ آپ نے اپنے زمانے کے خاصانِ حق، اولیا، صالحین اور مشائخ و اکابرین کی صحبت اختیار کی اور ان کے فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے، اور مرجع عوام و خواص بنے۔

یہ سب ان پاکباز ہستیوں کی صحبت کا نتیجہ رہا جو آپ کو میسر آئیں، اور یہ حقیقت بھی ہے کہ آدمی اپنی صحبت سے پہچانا جاتا ہے، مشہور انگریزی محاورہ ہے:

A man is known by the company he keeps

اور یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اگر یہ جاننا ہو کہ فلاں آدمی بھلا ہے یا برا؟ تو اس کے دوست و احباب کو دیکھ لیا جائے۔ اسی سے اس کے بھلا یا برا ہونا سمجھ آجائے گا۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ "عن المرء لا تسئل وسل عن قرینہ فکل قرین بالمقارن یقتدی"

کسی بھی آدمی کے بارے میں مت پوچھ (وہ بھلا ہے یا برا)! بلکہ اس کے دوست کے متعلق پوچھ۔ کیونکہ دوست اپنے دوستوں کے پیرو کار ہوتے ہیں۔

اور نبی کریم ﷺ نے اچھے اور برے دوست کی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا:

((مثل الجليس الصالح والجليس السوء كحامل المسك ونافخ الكير ،فحامل المسك اما أن يحذيك ،واما أن تبتاع منه ،واما أن تجد منه ريحا طيبة ،ونافخ الكير اما أن يحرق ثيابك ،واما أن تجد منه ريحا خبيثة)) [متفق عليه]

"اچھے دوست اور برے دوست کی مثال کستوری اٹھانے والے اور بھٹی جھونکنے والے کی مانند ہے، کستوری اٹھانے والا یا تو آپ کو ہدیہ میں دے دیگا یا آپ اس سے خرید لیں گے یا کم از کم اچھی خوشبو تو پائیں گے، جبکہ بھٹی جھونکنے والا آپ کے کپڑوں کو جلا دے گا یا کم از کم آپ اس سے بدبو پائیں گے۔"

یعنی جس طرح کستوری والے کے پاس بیٹھنے سے فائدہ ہی فائدہ ہے اسی طرح اچھی صحبت اختیار کرنے سے انسان خیر اور بھلائی میں رہتا ہے جبکہ بھٹی جھونکنے والے پاس بیٹھنے سے نقصان ہی نقصان ہے۔ اسی بری صحبت اختیار کرنے سے انسان خسارہ میں ہی رہتا ہے۔ مذکورہ بالا حدیث کے راوی حضرت ابو موسی اَشعری ہیں۔

اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنے ان کے ساتھ بیٹھنے اور ان سے محبت کرنے کی کتاب وسنت میں بھی بہت سی فضیلتیں وارد ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:((لا تصاحب الا مؤمنا ولا يأكل طعامك الا تقي))[ابوداؤد، ترمذی]

"صرف مومن شخص کی صحبت اختیار کر، اور تیرا کھانا صرف متقی شخص کھائے۔" اس حدیث کے راوی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ ہیں۔

اور حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:((الرجل على دين خليله فلينظر أحدكم من يخالل))

"آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، پس چاہیے کہ تم میں سے ہر شخص اپنے دوست کو دیکھے۔" یہ حدیث ابوداؤد، ترمذی میں موجود ہے۔

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((المرء مع من أحب)) "آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔"

یعنی دنیا میں جس سے محبت کرے گا آخرت میں اس کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا۔ حضرت ابوموسی اَشعری اس حدیث کے راوی ہیں۔ اور اس متعلق یہ واقعہ بھی ملاحظہ فرمائیں!!

"کشف المحجوب" میں حضرت سید علی بن عثمان المعروف بہ داتا گنج بخش رقم فرماہیں کہ ایک مرد طواف کعبہ کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ، "اللھم اصلح اخوانی" اے اللہ میرے بھائیوں کو نیک بنادے، اس سے کہا گیا اس مقام پر تو اپنے لیے دعا کیوں نہیں کرتا بلکہ تو اپنے بھائیوں کیلئے دعا کرتا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ اے بھائی! جب میں ان میں جاؤں گا اگر وہ صالح ملے تو میں بھی ان کی صالحیت یعنی نیکی سے صالح ہوجاؤں گا، اور اگر وہ فسادی رہے تو میں بھی ان کے فساد سے مفسد ہوجاؤں گا۔ جب صحبت صالحاں ہی میرا قاعدہ ہے تو میں بھی ان کی صحبت سے صالحیت اختیار کرلوں گا۔ اس لیے اپنے بھائیوں کیلئے دعا کرتا ہوں تاکہ ان کے ذریعے میرا مقصد حاصل ہوجائے۔

حاصل کلام یہ کہ انسانی زندگی پر اچھی صحبت کے اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح بری صحبت اختیار کرنے سے برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

قارئین! ہم گفتگو کر رہے ہیں حضرت مفتی عبدالحلیم صاحب قبلہ کے تعلق سے، جب آپ بے چین ہوتے تو علما و مشائخ بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ کی صحبت و معیت ہی آپ کے درد دل کا مداوا ہوتی۔ آپ کو جن بزرگ، اولیا اور مشائخ کی صحبت میسر آئی، آئیے! اس پر ایک نظر ڈالیں۔

(۱) محدثِ اعظمِ ہند: آپ کے پیر و مرشد میں محدثِ اعظمِ ہند ابوالمحامد اعلی حضرت سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی محدث و مفسر، مترجم و شارح، مفکر و مدبر، خطیب و ادیب، کا اسم گرامی بھی آتا ہے۔

یہ محدثِ اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی وہی ہیں جنہوں نے محیر العقول اور نادرِ روزگار اردو ترجمہء قرآن بنام "معارف القرآن" 28 سال کی محنت شاقہ کے بعد قومِ مسلم کو ایک بہترین تحفہ کے طور پر دیا۔

علامہ سید محمد مدنی اشرفی فرماتے ہیں کہ: قرآن کے صحیح مفہوم و مطلب سے دنیا والوں کو خبر دار کرنے کی ضرورت کو سید محمد محدث نے شدت کے ساتھ محسوس کیا اور دینی و تعلیمی مصروفیتوں کے باوجود قرآنِ کریم کے ترجمہ و تفسیر کا قصد فرمایا۔ ترجمہ فرمانے کا کیا نرالا انداز تھا، تبلیغی پروگرام میں کوئی کمی نہیں، ایک عالم اپنے ساتھ رکھے ہوئے ہیں، مستند و معتمد علیہ تفاسیر کا اچھا خاصا ذخیرہ جو ان کے ساتھ رہتا ہے، نگاہوں کے سامنے ہے، ترجمہ بولتے جاتے ہیں، وہ لکھتا جا رہا ہے۔ ویٹنگ روم میں بیٹھے ہوئے ترجمہ لکھا رہے ہیں، گاڑی میں سفر کر رہے ہیں ترجمہ بول رہے ہیں اور رمضان کے موقع پر مکان آئے ہوئے ہیں اور اس دینی کام میں مصروف ہیں۔ ۶/ذوالحجہ ۱۳۶۶ھ میں پورے قرآن کا ترجمہ ختم فرما کر تفسیر کی طرف متوجہ ہوئے۔ (ماہنامہ آستانہ: کراچی، محدثِ اعظم نمبر 1995ء)

آپ کو ایک لاکھ سے زائد احادیث مع اسناد صحیحہ یاد تھیں، اور بالاتفاق اکابرین و معاصرین نے آپکو "محدّثِ اعظم ہند،، کے لقب سے سرفراز فرمایا۔

آپ کے اساتذہ میں مولانا عبد الباری فرنگی محلی، مولانا لطف اللہ علی گڑھی، مولانا مطیع الرسول محمد عبد المقتدر بدایونی اور مولانا وصی احمد محدث سورتی جیسے جلیل القدر حضرات کا شمار ہوتا ہے۔ مجدد امام احمد رضا خان محدثِ بریلی کے حلقۂ درس میں بھی آپ نے شرکت کی اور امام احمد رضا خان فاضل بریلی علیہ الرحمہ سے فقہ اور اس کے جملہ متعلقات، افتا نویسی وغیرہ فنون میں مہارتِ تامہ حاصل کی۔

آپ کا وصال پر ملال ۱۶/رجب المرجب ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۵/دسمبر ۱۹۶۱ء کو لکھنؤ میں ہوا۔ اور تدفین کچھوچھہ، ضلع فیض آباد (اتر پردیش) میں ہوئی۔ آپ کا مزار آج بھی مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔

حضرت مفتی عبد الحلیم صاحب قبلہ کی اپنے پیر و مرشد حضرت محدثِ اعظم ہند سے پہلی بار ملاقات بریلی شریف میں ہوئی، اور استاذ الاساتذہ حضرت محدث احسان صاحب علیہ الرحمہ کے حکم پر اسی وقت بیعت ہو گئے۔

مگر مستقل طور پر پیر و مرشد کی بارگاہ میں رہنے کا موقع نہ مل سکا کیونکہ یہ آپ کا زمانہ طالب علمی تھا۔

لیکن جب محدثِ اعظم عرس رضوی میں تشریف لاتے تو آپ کی زیارت اور خدمت کا موقع مل جاتا۔ یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا۔ بالآخر پھر ایک سال محدثِ اعظم ہند علیہ الرحمہ عرس رضوی میں تشریف لائے تو آپ ہی خدمت پر مامور ہوئے۔ اس وقت آپ نے موقع غنیمت جان کر حضرت محدثِ اعظم ہند سے تجدید بیعت کی خواہش ظاہر کی۔

تو حضرت محدثِ اعظم ہند نے تجدید بیعت کے بعد اپنے دست مبارک سے شجرہ عنایت کیا، ساتھ ہی ایک وظیفہ بھی عطا فرمایا جو سلسلہ اشرفیہ کا تھا۔

اس وظیفہ کو استغفار ملائکہ کہا جاتا ہے۔

وظیفہ یہ ہے: "استغفر الله ربی من جمیع ما کرہ الله قولاً فعلا سمعا نظرا ولا حول ولا قوۃ إلا بالله العلی العظیم"

حضرت محدثِ اعظم ہند علیہ الرحمہ نے آپ کو اس کا طریقہ بتایا اور فرمایا سوا لاکھ بار پڑھو! پھر آپ نے اس کے فوائد بھی بتائے کہ اس کے پڑھنے سے اللہ تبارک و تعالیٰ گناہ کرنے کی قوت ختم کر دے گا۔

جب محدثِ اعظم ہند علیہ الرحمہ دنیا سے رخصت ہو گئے تو آپ حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے طالب ہو کر ان کی تربیت میں آ گئے۔ اور حضور مفتی اعظم کی حیات تک ان سے بھی مستفیض ہوتے رہے۔

(۲) حضور مفتی اعظم ہند:

مرجع العلماء والفقہاء سیدی حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الشاہ ابو البرکات محی الدین جیلانی آل رحمٰن

محمد مصطفی رضا صاحب قبلہ نور اللہ مرقدہ کی ولادت با سعادت 22/ذی الحجہ 1310ھ 7/جولائی 1893ء بروز جمعہ بوقتِ صبح صادق ہوئی۔ آپ کی جائے ولادت محلہ رضا نگر، سوداگران شہر بریلی شریف ،یوپی انڈیا ہے۔

قرآن پاک کی اس آیۃ سے حضور مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہ کی ولادت کا سن ہجری نکلتا ہے۔

وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِینَ اصْطَفٰی

اور سلام اس کے چُنے ہوئے بندے پر. (سورۃ النمل، آیت ۵۹)۔

آپ کا پیدائشی نام ''محمد'' عرف ''مصطفی رضا'' اور جبکہ مرشد برحق حضرت شاہ ابو الحسین نوری علیہ الرحمہ نے "آل الرحمن ابو البرکات" نام تجویز فرمایا۔ اور چھ ماہ کی عمر میں بریلی شریف تشریف لاکر جملہ سلاسل عالیہ کی اجازت و خلافت عطا فرمائی اور ساتھ ہی امام احمد رضا قدس سرہ کو یہ بشارت عظمیٰ سنائی کہ یہ بچہ دین وملت کی بڑی خدمت کرے گا اور مخلوق کو اس کی ذات سے بہت فیض پہونچے گا۔ یہ بچہ ولی ہے۔

بیعت کرتے وقت مرشد کامل نے فرمایا: یہ بچہ دین وملت کی بڑی خدمت کرے گا اور مخلوق خدا کو اس کی ذات سے بہت فیض پہنچے گا، یہ بچہ ولی ہے، اس کی نگاہوں سے لاکھوں گمراہ انسان دین حق پر قائم ہوں گے، یہ فیض کا دریا بہائے گا۔ (پندرہ روزہ رفاقت، پٹنہ، ۱۵/ دسمبر ۱۹۸۱ء، ص/ ۱۳)

آپ علیہ الرحمہ نے جملہ علوم وفنون اپنے والد ماجد سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلی قدس سرہ۔ برادر اکبر حجۃ الاسلام حضرت علامہ شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان۔ استاذ الاساتذہ علامہ شاہ رحم الٰہی منگلوری۔ شیخ العلماء علامہ شاہ سید بشیر احمد علی گڑھی۔ شمس العلماء علامہ ظہور الحسین فاروقی رامپوری سے حاصل کئے اور ۱۸ سال کی عمر میں تقریباً چالیس علوم وفنون حاصل کر کے مرکزِ اہل سنت دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف سے سند تکمیل وفراغت پائی۔

فتویٰ نویسی: اٹھارہ برس کی عمر میں ۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء میں آپ نے پہلا فتویٰ تحریر فرمایا اصل میں معاملہ

یہ ہوا کہ دارالافتاء بریلی میں امام احمد رضا قدس سرہ کی زیر نگرانی ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری اور مولانا سید عبد الرشید کام کرتے تھے۔ ایک دن اتفاقا حضرت مفتی اعظم قدس سرہ وہاں تشریف لائے۔ دیکھا کہ مولانا ظفر الدین بہاری کسی مسئلہ کی وضاحت کی لئے فتاویٰ رضویہ الماری سے نکال رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ مولانا! کیا آپ فتاویٰ رضویہ دیکھ کر جواب لکھتے ہیں۔ اس پر ملک العلماء مولانا ظفر الدین نے فرمایا۔ اچھا آپ بغیر دیکھے جواب لکھ دیں تو جانیں۔ مفتی اعظم نے فوراً استفتاء کا جواب تحریر فرما کر دے دیا یہ رضاعت کا مسئلہ تھا۔ فتویٰ اصلاح کے لئے امام احمد رضا قدس سرہ کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپ نے صحت جواب پر مسرت واطمینان کا اظہار فرمایا اور ''صح الجواب بعون اللہ العزیز الوھاب،، لکھ کر دستخط ثبت فرما دئے۔ یہی نہیں بلکہ بطور انعام ''ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل رحمٰن محمد عرف مصطفیٰ رضا'' کی مہر بنوا کر دی۔ آپ نے اپنے والد ماجد امام احمد رضا قدس سرہ کی حیات ظاہری میں ۱۳۲۸ھ سے ۱۳۴۰ھ تک تیرہ برس تک فتاویٰ لکھے۔ والد ماجد کے وصال کے بعد ۱۳۹۵ھ تک مسلسل فتوی نویسی فرمائی۔ بعد از آں بوجہ ضعف وعلالت فتوی نویسی کا کام نہ ہو سکا۔ تاہم آخری لمحات تک مفتیان دین کی علمی مشکلات کو زبانی حل فرماتے رہے۔ اس طرح ستّر/۷۰ برس کے طویل عرصہ تک بلا معاوضہ فتوی نویسی فرمائی۔ آپ کے پاس برصغیر ہند وپاک اور بنگلہ دیش کے علاوہ ممالک افریقہ، امریکہ، سری لنکا، ملیشیاء، مشرق وسطی اور یورپ تک کے علماء فتوی کے لئے رجوع فرماتے تھے۔ (محدث اعظم پاکستان، ج/۱، ص/۶۹)

آپ کے تلامذہ اور آپ سے استفادہ کرنے والوں کی لمبی قطار ہے جن میں سے بعض کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں: محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد گورداس پوری ثم لائل پوری، فقیہ عصر مولانا اعجاز ولی خان رضوی بریلوی، رئیس الاتقیاء مولانا مبین الدین امروہی، فقیہ الہند شارح بخاری مولانا مفتی شریف الحق امجدی، مولانا محمد ریحان رضا خان رضوی بریلوی، فقیہ اسلام مولانا مفتی محمد اختر رضا خان ازہری، مفتی افضل حسین مونگیری، مولانا قاضی عبد الرحیم بستوی، مولانا مفتی برہان الحق جبل

پوری علیہ الرحمہ

آپ علیہ الرحمہ نے تصنیفات و تالیفات کا ایک گراں قدر ذخیرہ چھوڑا۔ ان میں سے بعض کے اسماء یہ ہیں۔

(۱) فتاویٰ مصطفویہ اول و دوم (۲) وقعات السنان (۳) ادخال السنان (۴) الموت الاحمر (۵) ملفوظات اعلیٰحضرت (۶) الطاری الداری لھفوات عبد الباری (۷) القول العجیب فی جواب التثویب (۸) سامان بخشش (۹) تنویر الحجۃ بالتواء الحجۃ (۱۰) ہشتاد بید و بند (۱۱) طرق الھدیٰ والارشاد (۱۲) وقایہ اہل السنۃ وغیرہ

وصال: اکانوے سال اکیس دن کی عمر میں مختصر علالت کے بعد 14/محرم الحرام 1402ھ، بمطابق 12 نومبر 1981ء کو اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ (جہانِ مفتیِ اعظم)

فقیہ اہلِ سنت جن دنوں محدثِ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے تھے ان دنوں مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ بریلی شریف میں قیام پذیر نہیں تھے۔ ایک دن فقیہ اہلِ سنت مدرسہ منظر اسلام سے باہر نکلے تو ایک پر جمال اور منکسر المزاج شخصیت نظر آئی۔ نظر پڑتے ہی دل میں اتر گئے۔ آپ نے کسی سے پوچھ کہ یہ کون ہیں؟ تو جواب ملا کہ یہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے چھوٹے صاحبزادے حضور مفتی اعظم ہند مولانا الشاہ مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ ہیں۔

اتنا سننا تھا کہ آپ ان کی طرف لپکے۔ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ سے یہ آپ کی پہلی ملاقات تھی۔ اس کے بعد پھر رفتہ رفتہ آپ کو مفتی اعظم ہند کی قربت حاصل ہوئی۔ اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اپنی عطا و نوازش کا وہ مظاہرہ فرمایا کہ خود آپ کی ذات مفتی اعظم ہند کی ذات کا نمونہ بن گئی۔ اسی لیے آپ کو یادگار سلف کہا جاتا ہے۔ اور فقیہ اہلِ سنت سے مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی عقیدت و محبت کا بھی یہ عالم تھا کہ آخری عمر میں حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ پر ہمیشہ استغراقی کیفیت طاری رہتی۔ اس وقت آپ وصال یار میں سب کچھ بھول گئے، کون آیا کون گیا؟ کیا کہا، کیا سنا؟ یہاں تک حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کسی طرف توجہ تک نہ فرماتے۔ ایسی حالت میں آپ نے حضرت مفتی عبد الحلیم

صاحب قبلہ کو یاد کیا اور فرمایا کہ عبد الحلیم صاحب کو میرا اسلام کہنا۔

اور جس وقت یہ عطر بیز خبر فقیہ اہل سنت حضرت مفتی عبد الحلیم صاحب رضوی کو پہنچی تو خوشی کے مارے آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ آپ فرماتے کہ جس وقت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ حالت استغراق میں کسی کو نہیں پہچانتے ایسے وقت میں بھی بندہ کو یاد فرما رہے ہیں۔ مجھے یقین کامل ہے کہ جب مفتی اعظم نے مجھے اس حال میں فراموش نہیں کیا تو کل قیامت میں میری معصیت کے سبب مجھے جہنم کی طرف جانے کا حکم ہوگا تو اس وقت بھی حضور مفتی اعظم ہند مجھے فراموش نہیں کریں گے۔

(۳) قطب مدینہ خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ ضیاء الدین صدیقی مہاجر مدنی، مدینہ منورہ: آپ کی ولادت 1294ھ بمطابق 1877ء میں پاکستان کے شہر سیالکوٹ میں بمقام کلاس والا ہوئی۔ اور آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ہیں، آپ کے والد کا نام شیخ عبد العظیم تھا۔ ابتدائی تعلیم سیالکوٹ میں حاصل کی پھر لاہور اور دہلی میں کچھ عرصہ تحصیلِ علم کیا بالآخر پیلی بھیت (یوپی انڈیا) میں حضرت علامہ مولانا وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تقریباً چار سال رہ کر علومِ دینیہ حاصل کی اور دورہ حدیث کے بعد سندِ فراغت حاصل کی۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز نے اپنے دستِ مبارک سے سیّدی قطبِ مدینہ حضرت قبلہ ضیاء الدین مدنی قدس سرہ العزیز کی دستار بندی فرمائی۔

آپ نے امام اہلسنت احمد رضا خان سے بیعت بھی کی اور صرف 18 سال کی عمر میں ان سے سندِ خلافت بھی حاصل کی۔

آپ کا وصال 4 ذوالحجہ 1401ھ بمطابق 2 اکتوبر 1981ء کو وفات ہوئی آپ کی قبر اطہر مدینہ منورہ میں جنت البقیع میں زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

فقیہ اہلِ سنت مفتی عبد الحلیم حفظہ اللہ نے ۱۹۷۴ء میں حرمین شریفین کا پہلا سفر کیا۔ اسی موقع پر رہبر شریعت حضرت مولانا سید عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ کے توسط سے حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین مہاجر

مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی پہلی مرتبہ ملاقات ہوئی۔ خلیفہ اعلیٰ حضرت نے آپ کو بڑا نوازا اور پہلی ہی ملاقات میں خلافت سے بھی نواز دیا۔ اس غایت کرم نوازی کا سبب یہ تھا کہ فقیہ اہلِ سنت کے پیر و مرشد حضرت محدثِ اعظم ہند علیہ الرحمہ نے بہت پہلے حضرت مہاجر مدنی سے آپ کی علمی و روحانی شخصیت کا تعارف کرادیا تھا۔ یہ ملاقات بہت ہی مختصر رہی اس لیے کہ وہاں فقیہ اہلِ سنت کا چند دنوں ہی قیام رہا۔ لیکن جب آپ نے ۱۹۸۰ء میں دوبارہ سفر حج فرمایا تو مدینہ منورہ میں ۳۶ دن آپ کا قیام رہا۔ اس لمبی مدت میں آپ نے بارہا حضرت مہاجر مدنی علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضری دی اور عرب کے بہت سے علما و مشائخ سے ملاقاتیں کیں۔

۱۹۸۰ء میں فقیہ اہلِ سنت کی حضرت قطب مدینہ سے آخری ملاقات ہوئی۔

حضرت مولانا ضیاء الدین مہاجر مدنی نے آپ کو نصیحت کی: بس شریعت ہی میں سب کچھ ہے۔ شریعت کی پابندی کیجئے اور تقوی شعاری کو اپنی زندگی کا جز بنا لیجئے۔ اس کے بعد دیر تک آپ کے لیے دعا مانگی۔ پھر مفتی عبد الحلیم صاحب نے آپ کی دست بوسی کی، قدم چومے اور وہاں سے روانہ ہوئے۔

(۴) حضور مجاہد ملت مولانا شاہ حبیب الرحمن عباسی، اڑیسہ: آپ کا اسمِ گرامی حبیب الرحمٰن قادری ہے۔ اور آپ کا سلسلۂ نسب عمِ رسول ﷺ سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملتا ہے۔

تاریخِ ولادت: حضرت علامہ محمد حبیب الرحمٰن ہاشمی عباسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ 8 محرم الحرام 1322ھ بروز شنبہ بوقتِ صبحِ صادق، قصبہ دھام نگر، صوبۂ اڑیسہ انڈیا میں پیدا ہوئے۔

تعلیم: پہلے تو حضرت مجاہد ملت کو انگریزی تعلیم پڑھانا چاہا جس کو حضرت مجاہد ملت نے بادل ناخواستہ قبول کیا۔ مگر جلد ہی آپ نے انگریزی تعلیم حاصل کرنے سے انکار کردیا۔ پھر حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمہ کے والد ماجد کی خواہش کے مطابق دینی تعلیم کے لیے مامور کیا گیا۔ اور ابتدائی تعلیم کا سلسلہ گھر پر ہی جاری رہا۔ مدرسہ سبحانیہ الہ آباد میں داخلہ لیا، چند سال وہاں تعلیم حاصل کی، مدرسہ سبحانیہ کے

اساتذہ اور مہتمم مدرسہ سے علوم و فنون حاصل کیے۔ لیکن وہاں کے اساتذہ کرام مجاہد ملت کے ذہن و صلاحیت کے مطابق زیادہ بافیض ثابت نہ ہو سکے۔ اس بناء پر مجاہد ملت زیادہ دنوں تک وہاں نہ رہ کر اجمیر شریف جامعہ عثمانیہ میں مصنف بہار شریعت مفتی امجد علی اعظمی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، اساتذۂ دارالعلوم جامعہ عثمانیہ سے اکتساب کیا۔ اور یہاں سے اپنی علمی پیاس بجھا کر جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں صدر الافاضل حضرت مولانا الشاہ نعیم الدین رضوی مراد آبادی کی خدمت گرامی میں حاضری دی اور اکتسابِ علوم کیا، پھر مراد آباد سے ہی سلسلۂ تعلیم ختم کیا۔

بیعت و خلافت: مجاہد ملت علیہ الرحمہ کو شرف بیعت و اجازت حضرت شیخ مخدوم الشاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمہ سے حاصل ہوئی۔ اور شہزادۂ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔

وصال: حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کا انتقال 6 جمادی الاولیٰ 1401ھ/ بمطابق مارچ 1981ء بروز جمعہ شام بمبئی میں ہوا۔ وہاں سے نعش مبارک بذریعہ طیارہ کلکتہ لائی گئی۔ پھر وہاں سے آپ کے وطن مالوف کٹک اُڑیسہ لیجائی گئی۔ اور تیسرے دن اتوار کی شام تقریباً 5 بجے دھام نگر خانقاہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ (تذکرہ علماء اہلسنت)

فقیہ اہل سنت حضرت مفتی عبد الحلیم صاحب قبلہ رضوی کو حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمہ کی رفاقت بھی میسر ہوئی اور آپ کا مجاہدہ ملت سے بہت گہرے تعلقات تھے۔ سفر و حضر اور خاص جلسوں اور مناظروں میں آپ ان کے ہمراہ ہوتے۔

فقیہ اہلِ سنت اس کا بار بار تذکرہ کرتے کہ میرے پیر و مرشد کے وصال کے بعد دو شخصیتوں نے مجھے ان کی کمی کا احساس نہیں ہونے دیا۔ ایک مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ اور دوسرے مجاہد ملت علیہ الرحمہ۔

۱۹۷۴ء میں جب آپ پہلی مرتبہ حج کو تشریف لے گئے تو حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمہ بھی شریک سفر تھے۔ بلکہ حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمہ کی گرفتاری، احقاق حق اور ابطال باطل میں آپ کا جہاد اور

قاضی کے پاس بحث و مباحثہ، قاضی کے سوالات اور حضرت کے تشفی بخش جوابات، پھر قاضی کا "فبھت الذی کفر" کا مصداق بن جانا۔ یہ سارے واقعات آپ کے سامنے ہی پیش آئے۔ غرض یہ کہ حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمہ کو جہاں جہاں لے جایا گیا آپ بھی ساتھ ساتھ گئے۔

حضرت مفتی عبد الحلیم صاحب حضرت مجاہد ملت سے کس قدر قریب اور بے تکلف رہتے تھے اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ حاجی عبد الستار صاحب نے حضور مجاہد ملت، سید ہاشمی میاں اور حضرت مفتی عبد الحلیم صاحب کو مدعو کیا۔ جب یہ نورانی قافلہ حاجی صاحب کے یہاں پہنچا۔ سب بیٹھے ہوئے محو گفتگو ہوئے۔ یہاں تک کہ مغرب وقت ہو گیا۔ وہیں مصلیٰ بچھایا گیا۔ مفتی عبد الحلیم صاحب نے مجاہد ملت سے امامت کے لیے عرض کیا۔ تو حضرت عاجزی کی اور فرمایا میں نہیں پڑھاتا۔ اب چونکہ مفتی صاحب حضرت سے مانوس تھے۔ تو آپ نے عرض کی کہ آپ کیوں نہیں پڑھائیں گے؟ فرمایا: میں نہیں۔ اس کے بعد مفتی عبد الحلیم صاحب نے حرمین شریفین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: پھر وہاں!! (حرمین شریفین میں بنا کہے آگے بڑھ جاتے) وہاں! وہاں تو میں اس لیے آگے بڑھ جاتا تھا کہ نجدی اوفتاد جو کچھ آئے وہ میرے سر آئے۔ آپ ہر چند امامت کی گزارش کی مگر آپ راضی نہ ہوئے۔ پھر آپ نے سید ہاشمی میاں سے امامت کے لیے کہا تو وہ کہنے لگے کہ حضرت! میرا تو چوتھا نمبر ہے۔ امامت کا پہلا نمبر تو آپ ہی کا ہے۔ سید ہاشمی میاں نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے اپنا چوتھا نمبر بتایا اور مفتی صاحب کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق کی اولاد میں سے تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی نسبت کرتے ہوئے کہا کہ پہلا نمبر آپ کا ہے۔ چار و ناچار آپ ہی کو نماز پڑھانی پڑی۔

(۵) مربی اعظم، حضرت محدث احسان علی فیض پوری: حضرت محدث احسان علی صاحب کا نام بھی آپ کے شیخ طریقت اور مربی اعظم میں آتا ہے۔

اور استاذ الاساتذہ حضرت محدث احسان صاحب علیہ الرحمہ کے حکم پر ہی آپ محدث اعظم ہند علیہ

الرحمہ سے بیعت ہوئے۔ اور حضرت محدث احسان صاحب علیہ الرحمہ نے بھی آپ کو تمام سلاسل کی اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اجازت و خلافت دینے میں حضرت محدث احسان صاحب علیہ الرحمہ کے جذبہء مسرت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے بغیر کسی تحریک کے خود ہی تمام سلاسل اور اوراد و ظائف کی اجازت عطا فرمائی۔ یہ کچھ جھلکیاں تھی جن کو ہم نے بیان کرنے کی کوشش کی۔ اللہ رب العزت فقیہ اہل سنت اور ان کے مشائخ طریقت کے درجات کو بلند فرمائے۔ ان کا علمی فیضان ہم سبھوں پر جاری و ساری فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

انسان زمینی مخلوق نہیں

"Humans are not from Earth"

اس کتاب کو Dr Ellis Silver نے لکھا ہے۔ کتاب میں امریکی ڈاکٹر نے اس بات کا انکشاف کیا ہے کہ انسان زمینی مخلوق نہیں ہے بلکہ وہ زمینی Alliance ہے یعنی وہ کسی دوسرے جگہ سے آیا ہے۔

ڈاکٹر Ellis Silver نے 51 دلیلیں پیش کر اپنی بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

جب یہ کتاب لکھی گئی تو ڈاکٹر سلور کے اس نظریہ سے بہت سی theory فیل ہو گئی۔ جیسے ڈارون جو کہتا تھا کہ انسان پہلے بندر تھا پھر وہ ترقی کر انسان بنا وغیرہ وغیرہ۔

جب اس امریکی ڈاکٹر سے پوچھا گیا کہ "انسان اس زمین کا نہیں ہے" تو پھر وہ کہاں سے آیا؟

تو اس نے کہا: یہ تو نہیں معلوم لیکن انسان جہاں سے بھی اس زمین پر آیا وہ ضرور کسی سزا کو بھگتنے کے لیے آیا ہے۔

اور یہ زمین انسان کے لیے جیل ہے۔ زمین کی شکل کالا پانی کی طرح ہے یعنی اس کے چاروں طرف سمندر ہی سمندر ہے۔

اور یہاں آنے سے پہلے جہاں انسان رہتا تھا وہ جگہ بہت ہی سکون و آرام والی جگہ تھی۔

اس کتاب میں ڈاکٹر نے دلیلوں کا انبار لگا دیا جن میں سے کچھ کو یہاں ذکر کیا جاتا ہے:

(۱) انسان زیادہ دیر تک دھوپ میں بیٹھنا برداشت نہیں کر سکتا بلکہ کچھ ہی دیر بعد اس کو چکر آنے لگتے ہیں اور سن سٹروک کا شکار ہو سکتا ہے جبکہ جانوروں میں ایسا کوئی ایشو نہیں ھے مہینوں دھوپ میں رھنے کے باوجود جانور نہ تو کسی جلدی بیماری کا شکار ہوتے ہیں اور نہ ہی کسی اور طرح کے مرض میں مبتلا ہوتے ہیں جس کا تعلق سورج کی تیز شعاعوں یا دھوپ سے ہو۔

(۲) انسان اس سیارے پر پائے جانے والے دوسرے جانداروں سے بہت مختلف ہے۔ اسکا ڈی این اے DNA اور جینز کی تعداد اس سیارہ زمین پہ جانے والے دوسرے جانداروں سے بہت مختلف اور بہت زیادہ ہے۔

(۳) زمین کے اصل رہائشی (جانوروں) کو اپنی غذا حاصل کرنا اور اسے کھانا مشکل نہیں، وہ ہر غذا ڈائریکٹ کھاتے ہیں، جبکہ انسان کو اپنی غذا کے چند لقمے حاصل کرنے کیلیئے ہزاروں جتن کرنا پڑتے ہیں، پہلے چیزوں کو پکا کر نرم کرنا پڑتا ھے پھر اس کے معدہ اور جسم کے مطابق وہ غذا استعمال کے قابل ھوتی ھے، اس سے بھی ظاہر ھوتا ھے کہ انسان زمین کا رہنے والا نہیں ھے۔ جب یہ اپنے اصل سیارے پر تھا تو وہاں اسے کھانا پکانے کا جھنجٹ نہیں اٹھانا پڑتا تھا بلکہ ہر چیز کو ڈائریکٹ غذا کیلیئے استعمال کرتا تھا۔ یہاں غور تو کریں!! کہ یہ جو سائنسدان آج بتا رہا ہے کہ انسان زمینی مخلوق نہیں، وہ یہاں آزمائش کے لیے آیا ہے، کیا ایک مومن پہلے سے یہ نہیں جانتا؟؟؟

جانتا ہے بلکہ وہ اس ڈاکٹر سے کئی قدم آگے بڑھ کر یہ بھی جانتا ہے کہ انسان آیا کہاں سے، اس کی تخلیق کیسے ہوئی۔

پڑھو اللہ کا کلام " وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۠ -وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (۳۵) فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۠ -وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ -وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ (۳۶)

ترجمہ: اور ہم نے فرمایا اے آدم تو اور تیری بی بی اس جنت میں رہو اور کھاؤ اس میں سے بے روک ٹوک جہاں تمہارا جی چاہے مگر اس پیڑ کے پاس نہ جانا کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو جاؤ گے تو شیطان نے جنت سے انہیں لغزش دی اور جہاں رہتے تھے وہاں سے انہیں الگ کر دیا اور ہم نے فرمایا نیچے اترو آپس میں ایک تمہارا دوسرے کا دشمن اور تمہیں ایک وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے۔

اس آیت کریمہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ انسان جنت سے زمین پر آیا ہے۔

اور یہ دنیا کی زندگی انسان کے لیے آزمائش کی جگہ اور اس کے لیے قید خانہ ہے۔

حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی تصنیفی خدمات

غور و فکر کی جائے تو انسانی زندگی چند پل کے سوا کچھ بھی نہیں۔ بعد ازاں مادی وجود خاک میں مل جاتا ہے۔ پیچھے رہ جاتی ہے تو صرف گزاری ہوئی زندگی یعنی طرز حیات اور طرز عمل۔ اگر آپ نے اچھے اخلاق اور اعلی میعار کے ساتھ ایک بہترین طرزِ حیات و طرزِ عمل پر مبنی زندگی گزار لی تو یقین کیجیے اس دنیا سے جا کر بھی زندہ و جاوید رہیں گے۔ دنیا میں بہت کم شخصیات ایسی ہوتی ہیں جو کامل طرز حیات و طرزِ عمل رکھتی ہیں۔ جن کا رہن سہن، ملنا جلنا، اٹھنا بیٹھنا، بات چیت، لب و لہجہ، اخلاق و تمیز۔ الغرض شخصیت کا ہر زاویہ کامل اور بے مثال ہوتا ہے۔

حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقہ مُحسنِ اَہلِ سنّت، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، مُصنّفِ بہارِ شریعت حضرتِ علّامہ مولانا الحاج مفتی محمد امجد علی اعظمی رضوی علیہ الرحمۃ و الرضوان بھی ایسی ہی چنیدہ شخصیات میں سے ایک تھے۔ آپ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، آپ جس علاقہ میں پیدا ہوئے یہ علاقہ زمانۂ قدیم سے ہی مختلف علوم و فنون کا گہوارہ رہا ہے، یہاں کے اہل علم حضرات نے الگ الگ دور میں الگ الگ علوم و فنون کو پروان چڑھایا اور فقہ، حکمت و فلسفہ، فنونِ لطیفہ، تاریخ و سیاست، اور طب و ریاضیات میں ایسے ایسے کارہائے نمایاں انجام دیے، جو آج بھی لوگوں کے لیے مشعل راہ بنے ہوئے

ہیں۔

یوں تو حضرت صدر الشریعہ کی بے شمار دینی خدمات ہیں مگر حضرت صدر الشریعہ کی تصنیفی خدمات کا جائزہ لیا جائے تو (۱) بہار شریعت سترہ جلدیں (۲) فتاویٰ امجدیہ چار جلدیں (۳) حاشیہ طحاوی شریف عربی (۴) قامع الواہیات من جامع الجزئیات عربی (۵) التحقیق الکامل فی حکم قنوت النوازل (۶) اتمامہ حجت تامہ (۷) اسلامی قاعدہ جیسی مستند و معتبر کتابیں شامل ہیں۔

(۱) **بہار شریعت**: یہ کتاب فقہی مسائل پر مشتمل سترہ جلدوں میں ہے، اس میں عقائد سے لے کر معاملات تک کے ضروری مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے۔ یہ کتاب اردو زبان میں ہے جس میں مفتیٰ بہ مسائل کو نہایت ہی سلیس اور آسان انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ یعنی یہ فقہی انسائیکلوپیڈیا اسلامی نظام کی ترجمان اور زندگی کے ہر شعبہ کی رہنمائی کے لیے کافی ووافی ہے۔

مسائل ضروریہ کے استقصاء، مفتیٰ بہ صحیح اور راجح مسائل کے بیان، ترتیب مسائل، حسن اسلوب، ہر باب سے متعلق آیات و احادیث کے بیان، ماحول اور معاشرہ کے مطابق مسائل یہ کتاب ان مذکورہ اوصاف کی بیک وقت جامع ہے۔ اس کتاب کے معتبر اور مستند ہونے کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ خود امام اہل سنت مجدد اعظم الشاہ امام احمد رضا خان فاضلِ بریلی علیہ الرحمۃ والرضوان نے مہر تصدیق ثبت فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں: "فقیر غفرلہ المولی القدیر نے یہ مبارک رسالہ بہارِ شریعت حصہ سوم تصنیف لطیف اخی فی اللہ ذی المجد والجاہ والطبع السلیم والفکر القویم والفضل والعلی مولانا ابوالعلی مولوی حکیم محمد امجد علی قادری برکاتی اعظمی بالمذہب والمشرب والسکنی رزقہ اللہ تعالیٰ فی الدارین الحسنی مطالعہ کیا الحمدللہ مسائل صحیحہ رجیحہ محققہ منقحہ پر مشتمل پایا۔ آج کل ایسی کتاب کی ضرورت تھی کہ عوام بھائی سلیس اردو میں صحیح مسئلے پائیں اور گمراہی و اغلاط کے مصنوع و ملمع زیوروں کی طرف آنکھ نہ اٹھائیں مولیٰ عزوجل مصنف کی عمر و علم و فیض میں برکت دے اور ہر باب میں اس کتاب کے اور حصص کافی وشافی و وافی وصافی تالیف کرنے کی توفیق بخشے اور انھیں اہل سنت میں شائع و معمول اور دنیا و آخرت میں نافع و

مقبول فرمائے۔ آمین" (بہار شریعت حصہ سوم، ص 655، مکتبہ دعوت اسلامی)

اور صدر الشریعہ کے قول سے اس کتاب کی اہمیت کو سمجھیں! آپ فرماتے ہیں: "اگر اورنگزیب علیہ الرحمہ زندہ ہوتے اور میری یہ خدمت دیکھ پاتے تو مجھے سونے سے تولتے۔"

اس لیے کہ فتاویٰ عالمگیریہ پانچ سو منتخب اجلہ علمائے کرام نے مل کر مرتب کی پھر بھی اس میں بہت سے جزئیات میں راجح اور مفتیٰ بہ کی تعیین نہیں۔ ان علمائے کرام کی عظمت یہ تھی کہ جب وہ دربار میں آتے تو حضرت عالمگیر کھڑے ہو جاتے۔ اور یہاں تو بہار شریعت حضرت صدر الشریعہ نے تن تنہا لکھی اور مفتیٰ بہ کی تعیین کے ساتھ تمام امور کا لحاظ رکھتے ہوئے فقہ حنفی کو اردو زبان میں منتقل کیا۔ یہ کتاب بہار شریعت عوام و خواص خصوصًا ارباب افتاء کے لیے کسی بیش بہا خزانہ سے کم نہیں۔

(۲) **فتاویٰ امجدیہ:** چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں آپ علیہ الرحمہ کے ان فتاویٰ کا مجموعہ ہے جن فتاویٰ کو آپ نے 7 ربیع الاول 1340ھ سے لے کر 8 شوال 1367ھ تک لکھا۔ آپ کے یہ فتاوے دلائل و ترجیحات و فقہی قواعد و اصول، آیات قرآنیہ، احادیث کریمہ پر مشتمل ہیں۔

جب کہ زبانی طور پر بھی آپ نے بے شمار فتاویٰ دیے ان کا کوئی ریکارڈ محفوظ نہیں رکھا گیا۔ اور بذریعہ خط بھی آپ سے جو استفتے کیے گئے ان کے جوابات بھی محفوظ نہیں۔ اسی طرح امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے زمانہ میں آپ نے منصب افتاء پر رہ کر جو تحریری فتاویٰ دیئے جن میں بہت سے فتاویٰ پر اعلیٰ حضرت کے تائیدی دستخط تھے، وہ بھی محفوظ نہ رہے۔ یہ بات واضح رہے کہ فتاویٰ امجدیہ کو حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے تمام فتاویٰ کا مجموعہ نہیں کہا جا سکتا لیکن جو ہے وہ بھی ایک عظیم فقہی سرمایہ ہے۔ محدث کبیر حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفےٰ صاحب قبلہ مدظلہ العالی فتاویٰ امجدیہ کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں: "زیادہ تر حضرت صدر الشریعہ کے فرصت کے اوقات سوال و جواب اور دینی تربیت ہی میں صرف ہوتے۔ روزانہ زبانی طور پر پچاسوں مسائل آپ سے عوام و خواص معلوم کرتے تھے۔

لیکن کسی نے ان کو قلمبند کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی ورنہ ہمارے پاس دینی معلومات کا ایک شاندار ذخیرہ ہوتا۔"

لہٰذا فتاویٰ امجدیہ کے مطالعہ سے یہ بات بھی ہر شخص پر عیاں ہو جائے گی کہ یہ مجموعہ اپنی جامعیت اور ظاہری و معنوی خوبیوں کے لحاظ سے فتاویٰ رضویہ کے بعد ایک انفرادی و امتیازی مقام و مرتبہ رکھتا ہے۔ یعنی جسے دلائل و ابحاث کے لحاظ سے فتاویٰ رضویہ کا مثنیٰ اور نمونہ کہا جا سکتا ہے۔ اور یہ کیوں نہ ہو اس لیے کہ جس طرح آپ کے فتاویٰ پر مجدد اعظم امام اہلِ سنت کی نظر حیات ظاہری میں تھی۔ اسی طرح بعد وفات بھی امام اہلِ سنت کی عنایات شامل حال رہیں۔

(۳) حاشیہ طحاوی شریف عربی: شرح معانی الآثار المعروف طحاوی شریف یہ کتاب فن حدیث میں ہے۔ اور اس کو امام ابو جعفر طحاوی نے لکھا ہے۔ امام طحاوی نے اس کتاب میں احناف پر اتباع حدیث کے بجائے اتباع قیاس کا الزام لگانے والوں کو بھرپور جواب دیا ہے۔ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے اس کتاب پر محرم الحرام ۱۳۶۲ھ میں حاشیہ کا کام شروع کیا اور شعبان ۱۳۶۲ھ تک یعنی سات ماہ کی مختصر مدت میں نصف اول پر مبسوط حاشیہ لکھ دیا۔ جس کی تعداد فل اسکیپ سائز کے ساڑھے چار سو صفحات تک پہنچی۔ اس کام کے لیے جو وقت مقرر کیا وہ عشاء کے بعد ۳-۲ گھنٹے۔ اور جمعہ کو صبح سے گیارہ یا درمیان سال کی تعطیلات میں۔ اس کام میں آپ کے پانچ شاگرد آپ کے ساتھ رہے اور ان کے اصرار پر ہی حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے اس کام کو شروع کیا۔ (۱) حضرت علامہ مبین الدین محدث امروہوی (۲) مولانا سید ظہیر احمد صاحب نگینوی (۳) مولانا محمد خلیل خاں صاحب مارہروی (۴) حافظ و قاری محبوب رضا خاں بریلوی (۵) حافظ غلام ربانی صاحب ساکن داروں۔ حضرت صدر الشریعہ کی کتاب (حاشیہ طحاوی شریف) بے شمار خوبیوں پر مشتمل ہے۔ علم حدیث میں ایک بڑا علمی شاہکار ہے۔ لیکن کثرتِ کار کے سبب یہ کتاب صرف پہلی جلد تک پہنچی۔ کاش!! یہ کتاب پایۂ تکمیل کو پہنچ جاتی تو فن حدیث میں اہل علم کو ایک بہت بڑا علمی خزانہ حاصل ہو جاتا۔

یہ کتاب صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی حدیث دانی پر شاہد عدل ہے۔ اس کتاب سے پڑھنے سے قاری کو یہ بھی اندازا ہو جائے گا کہ حضرت صدر الشریعہ کو فن حدیث پر کس قدر عبور اور اسماء رجال میں مہارت تھی۔

(۴) قامع الواہیات من جامع الجزئیات:

یہ ایک رسالہ ہے جو پچپن صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کو حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے ۱۳۳۱ھ کو تحریر فرمایا۔ جس وقت کانپور کی مچھلی بازار والی مسجد کے ایک حصہ کو برٹش حکومت کے حکام نے منہدم کر ڈالا۔ اس پر اس قدر ہنگامہ برپا ہوا کہ اس میں بہت سے مسلمان شہید کئے گئے اور بہت سوں کو قید میں ڈال دیا گیا۔ انگریزی حکومت نے بعد میں مصلحت کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کرنا چاہا کہ مسجد کے منہدم شدہ حصہ کو لوگوں کی راہ گزر بنا دیا جائے۔ اور اس پر چھت ڈال کر چھت کو مسلمانوں کے قبضہ میں دے دیا جائے۔ اس فیصلہ کو مولانا عبد الباری فرنگی محلی کی بھی منظوری مل گئی۔ یہ استفتاء امام احمد رضا خاں فاضل بریلی کے پاس آیا تو آپ علیہ الرحمہ نے مولانا موصوف کی مصالحت کے رد میں " ابانۃ المتواری فی مصالحۃ عند الباری " تحریر فرمایا۔ بعد ازاں مولانا عبد الباری نے چند فقہی جزئیات پر مشتمل اپنے دعویٰ کے اثبات کے لیے چھ ورقی عربی کتابچہ لکھا۔ پھر اس کے رد میں حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے پچپن صفحات پر مشتمل ایک عربی رسالہ " قامع الواہیات من جامع الجزئیات " تحریر فرمایا۔ آپ نے اس رسالہ میں بڑی محققانہ بحث فرمائی اور مولانا عبد الباری کے بیان کردہ جزئیات کا بھرپور تجزیہ کیا۔ اس کی رو سے آپ نے یہ ثابت کر دیا مولانا عبد الباری نے مچھلی بازار والی مسجد کے متعلق جو فیصلہ کیا وہ خلافِ شرع ہے۔ مطلب یہ کہ مسجد توڑ کر راستہ بنانا جائز نہیں۔

(۵) التحقیق الکامل فی حکم قنوت النوازل: یہ ایک رسالہ ہے۔ جس کو آپ نے قنوت نازلہ کے تعلق سے ایک استفتے کے جواب میں لکھا۔ اس رسالہ میں مصنف علیہ الرحمہ نے قنوت نازلہ سے متعلق احادیث کریمہ اور اقوال فقہاء کی تحقیق و تنقیح کی ہے۔ اور قوی دلائل سے حنفی

مذہب کو ثابت کیا۔ اس کو پڑھنے کے بعد وفور علم، فہم و دانش، حدیث دانی اور فقہی بصیرت کا پہلو نمایا ہو کر سامنے آتا ہے۔

(۶) **اتمام حجت تامہ:** حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے ستر سوالات بعنوان اتمام حجت تامہ ۱۳۳۹ھ میں تحریر فرمائی۔ واقعہ یہ ہوا کہ ۱۳۳۸ھ میں جب گاندھی جی اور ابوالکلام آزاد نے "تحریک خلافت" ، "تحریک ترک موالات" اور تحریک ہندو مسلم اتحاد جیسی تحریک چلائیں اور ان تحریکوں نے اس وقت اس قدر زور پکڑا کہ اپنے آپ کو مسلمانوں کا لیڈر کہنے والے نیتا بھی ان تحریکوں سے جڑنے لگے اور نہ صرف جڑے بلکہ مسلمانوں کو بھی ان میں شمولیت کی دعوت دینے لگے۔ جن میں شوکت علی، محمد علی، مولانا عبد الباری فرنگی محلی وغیرھم۔ جب کہ امام احمد رضا خاں اور بعض علمائے کرام اور اثر و رسوخ والے مسلمانوں نے ان تحریکوں کو خلافِ شرع سمجھ کر ان میں حصہ لینے سے منع کر دیا۔ اس پر تحریک چلانے والوں نے ان حضرات کے خلاف بائیکاٹ اور قطع تعلق کا اعلان کر دیا۔ اور اسی پر بس نہیں کیا بلکہ مولانا عبد الباری فرنگی محلی نے امام احمد رضا خاں اور جو علما ان کے موافق تھے ان کے خلاف مضمون لکھ کر شائع کیا۔ تو اس کے جواب میں امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے "الطاری الداری لہفوات عبد الباری" (۱۳۳۹ھ) لکھ کر مولانا عبد الباری کے ہفوات و لغویات کا رد بلیغ فرمایا۔ اور اس وقت تحریک خلافت والوں کا عالم یہ تھا کہ انہوں نے گاندھی جی کو مذکر من اللہ، نبی بالقوہ تک کہ ڈالا تھا۔ اور تحریک خلافت والوں نے بریلی میں مولانا عبد الکلام آزاد کی صدارت میں ایک جلسہ اس ارادہ سے رکھا کہ مخالفین پر اتمام حجت قائم کی جا سکے۔ اس جلسہ میں گاندھی جی اور مولانا ابوالکلام آزاد نے حضرت علامہ مولانا سید سلمان اشرف علیہ الرحمہ پروفیسر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کو بھی مدعو کیا۔ تو آپ نے پہلے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہو کر جلسہ میں شرکت کی اجازت طلب کی تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے نہ صرف آپ کو اجازت دی بلکہ تاکید کے ساتھ فرمایا کہ ساتھ میں حضرت صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی، علامہ مولانا نعیم الدین، علامہ برہان الحق جبل پوری علیہم الرحمہ کو لے

جائیں۔ تو اسی موقع پر حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے اس موقع پر یہ ستر سوالات مرتب فرمائے۔ آپ کے مرتب کردہ ستر سوالات کا مجموعہ بشکل اشتہار اسی وقت چھپا۔ اور وفد کے جلسہ میں شرکت سے پہلے ہی یہ اشتہار اجلاس کے منتظمین کو بھیج دیا گیا تاکہ وہ سوالات کے جوابات تیار رکھیں۔ یہ ستر سوالات ابوالکلام آزاد سے کیے گئے ہر ایک سوال اپنی جگہ پر اس قدر اہم تھا کہ ابولکلام اور اس کے متبعین سے ان کا جواب نہ بن سکا۔

یہ تمام سوالات احوال و واقعات کی روشنی میں نہایت اہم تھے کہ ان کا اندازہ ابوالکلام کے اس قول سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔

"بعض باتیں حقیقت ہیں، جن سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن اب ہمیں آزادی کا جو مسئلہ حل کرنا ہے اس آگے اب تمام باتیں فی الحال زیادہ توجہ کے قابل نہیں مگر احتیاط ضروری ہے۔" (اکرام امام احمد رضا ص ۱۱۰)

حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے نام ایک مکتوب لکھا جس میں حضرت صدر الشریعہ کے مرتب کردہ سوال نامے کی اہمیت کا ذکر کرتے ہیں: "سیدی دامت برکاتہم العالیہ! سلام نیاز کے بعد گزارش حضور سے رخصت ہو کر مکان پہنچا۔ یہاں پہنچ کر اتمام حجت نامہ کا مطالعہ کیا۔ فی الواقع یہ سوالات فیصلہ ناطقہ ہے۔ اور یقیناً ان سوالات نے مخالف کو مجال گفتگو اور راہ جواب باقی نہیں چھوڑی ہے۔ ابوالکلام آزاد نے روانگی کے وقت بریلی کے اسٹیشن پر کہا۔ "ان کے جس قدر اعتراضات ہیں حقیقت میں سب درست ہیں۔ ایسی غلطیاں کیوں کی جاتی ہیں جن کا جواب نہ ہو سکے اور ان کو اس طرح گرفت کا موقع ملے۔" (مکتوب صدر الافاضل ص ۵۴، ۵۵)

(۷) **اسلامی قاعدہ:** حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے بچوں کی ابتدائی تعلیم کے لیے آسان اور سہل انداز میں غیر جاندار تصویروں کے ساتھ یہ اسلامی قاعدہ مرتب فرمایا۔ تاکہ تصویروں کی بنیاد پر بچوں کو سمجھانے میں آسانی رہے اور غیر شرعی امور سے اجتناب بھی رہے۔ اس لیے کہ حضرت صدر

الشریعہ کے عہد میں جو قاعدہ رائج تھا اس میں جاندار کی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ اور حدیث پاک میں جاندار تصویر کی حرمت اور تصویر بنانے والوں پر سخت وعیدیں وارد ہیں۔ پس یہ کتاب آپ کی جودت طبع اور فکر و نظر کی آئینہ دار ہے۔

مذکورہ بالا تصانیف حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے قلم سے معرضِ وجود میں آئیں۔ اور یہاں یہ کہنا بھی بے جا نہ ہوگا کہ اگر حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نہ ہوتے تو شاید یہ "کنزالایمان" ہمیں نہ ملتا۔ کیوں کہ اس کے ترجمہ کے اصل محرک حضرت صدر الشریعہ ہی ہیں کہ آپ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے ترجمہء قرآن کی گزارش کی۔ اور نہ صرف یہ بلکہ آپ اپنا قلم اور دوات لے کر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اعلیٰ حضرت ترجمہ املا کراتے اور آپ املا کرتے۔ بعد ازاں تفسیروں سے ملا لیتے۔

بہر حال حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے یہ وہ عظیم کارنامے ہیں جن کو رہتی دنیا تک فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

اللہ رب العزت حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے درجات بلند فرمایا اور ان کے فیوض و وبرکات سے ہم سبھوں کو مالا مال فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

آج جب میں نے اپنی لائبریری اوپن کی

آج جب میں نے اپنی لائبریری اوپن کی تو اچانک ایک کتاب میرے ہاتھ لگی

جس کو میں اپنی لائبریری میں بچپن سے ہی دیکھتے ہوئے آرہا تھا،

(میرے دادا 1991ء میں حج سے اس کتاب کو لائے تھے)

آج اس کو پڑھنے کا اتفاق ہوا۔

اس کتاب کا نام "التحقیق والایضاح لکثیر من المسائل الحج والعمرۃ والزیارۃ" ہے

اور اس کتاب کا مؤلف "شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز اور ترجمہ کرنے والا "شیخ مختار احمد ندوی جو کہ

اتر پردیش سے ہے۔

وقت حج یہ کتاب بھولے بھالے حجاج کرام کو مفت میں تھما دی جاتی ہے،

اور یہ حجاج کرام بھی ان لوگوں کے کپڑوں، داڑھیوں اور ٹوپیوں پر بھروسہ کرتے ہوئے مجبوراً مسرورا اس کو لیکر اپنے بیگ، تھیلی وغیرہ میں ڈال لاتے ہیں۔ پڑھنے کا ٹائم کس کے پاس ہوتا ہے پھر بھی ۲۰٪ مسلمان اس کے جھانسے میں آکر اپنے آپ کو تباہی میں ڈال لیتے ہیں۔ اس لیے کہ بظاہر تو یہ ایک کتاب ہے پر پڑھنے والے کے لیے کسی زہر سے کم نہیں، آقائے دو جہاں ﷺ سے جو عداوت ان لوگوں کے دلوں میں ہے اس کتاب میں صاف طور پر نظر آتی ہے۔

اس کتاب کی کچھ عبارتیں جن کو پڑھنے کے بعد آپ دانتوں تلے انگلی دبانے پر مجبور ہو جائیں گے۔

ملاحظہ فرمائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(۱) کسی کے لیے بھی جائز نہیں کہ آپ کے حجرے کی جالیوں کو چھوئے یا اس کو بوسہ دے اس لیے کہ یہ سلف صالحین سے منقول نہیں بلکہ وہ بدترین بدعت ہے۔

(۲) اور کسی کے لیے بھی جائز نہیں ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی حاجت کو پوری کرنے یا کسی مصیبت کو دور کرنے یا مریض کو شفا دینے کا سوال کرے کیونکہ یہ سب باتیں صرف اللہ ہی سے مانگی جاتی ہیں ہے ان کا مردوں سے مانگنا اللہ کے ساتھ شرک ہے اور غیر اللہ کی عبادت ہے۔

(۳) اور اسی طرح کسی کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے شفاعت مانگے اس لئے کہ یہ اللہ سبحانہ وتعالی کا حق ہے اسی سے مانگنا چاہیے۔

(۴) مردوں سے کچھ نہیں مانگنا چاہیے نہ شفاعت نہ دوسری چیز، خواہ نبی ہوں یا غیر انبیاء۔ اسی لیے ایسا کرنا مشروع نہیں ہے۔

(۵) اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی زندگی میں آپ سے شفاعت کرنا جائز تھا اور قیامت کے دن بھی جائز ہوگا کیونکہ آپ کو اس پر قدرت حاصل ہوگی، لیکن دنیا میں تو معلوم ہے کہ آپ کو اس کی طاقت

نہیں یہ صرف آپ ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ایک عام بات ہے آپ کے لیے بھی اور سب کے لئے بھی۔

(٦) آپ مردہ ہیں اور آپ کی روح آپ کے جسم سے جدا ہو چکی ہے بس صرف سلام کے وقت لٹائی جاتی ہے اور آپ کی موت کے دلائل قرآن و سنت سے بہت معروف ہیں اور اہل علم کے نزدیک متفق علیہ مسئلہ ہے۔

(٧) آپ کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر اور قبر کو سامنے کر کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا یہ بدعت ہے۔ اصحاب رسول ان کے متبعین اور سلف صالحین کے خلاف ہے۔

(٨) قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حج کے لئے نہ واجب ہے نہ شرط ہے۔

ان عبارتوں کو پڑھنے کے بعد آپ پر عیاں ہو گیا ہو گا کہ کس طرح ان لوگوں کے دلوں میں عداوت رسول ﷺ بھری ہے۔

آپ ان جیسے لوگوں کو کسی بھی طرح اپنے پاس ہرگز نہ آنے دیں۔

یہ لوگ کبھی آپ کو فری کتابیں دے کر اپنی طرف بلائیں گے تو کبھی میٹھی باتیں کر کے اور آنکھ سے کاجل چرالیں گے آپ کو احساس تک نہ ہو گا۔

اللہ پاک تمام مسلمانوں کو اپنے حفظ و امان رکھے اور ایمان کی حفاظت فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

وقت کی نزاکت عقلمندی کی دلیل

(عید پر خرید و فروخت سے پہلے ایک دردمندانہ اپیل)

(کورونا) وائرس سے صرف حکومتیں اور ادارے ہی پریشان نہیں بلکہ ایک بہت بڑا طبقہ جو اس ساری صورت حال سے متاثر ہوا ہے، کرونا وائرس (corona virus) جب سے دنیا میں آیا، بہت

سے ملک لاک ڈاؤن (Lock down) کی صورت اختیار کر چکے ہیں۔ اسی کہ چلتے ہمارے ملک بھارت میں بھی سب سے پہلے جنتا کرفیو لگایا گیا جو ۲۲، مارچ کو ملک بھر میں نافذ ہوا، پھر اس کے بعد بھارت کو بھی لاک ڈاؤن کر دیا گیا، اگر ۲۲، مارچ سے اب تک دیکھا جائے تو آج ۳۹ دن ہو چکے ہیں، اور ہمارا ملک پوری طرح سے بند ہے، نہ صرف ہمارا ملک بلکہ دنیا بھر کا جائزہ لیا جائے تو یہی حال ہے: اس کے سبب بڑی سے بڑی عبادت گاہیں، خانقاہیں، کارخانے، دفتر، مدرسے، یونیورسٹیاں، اور کالجوں میں تالے لگ چکے ہیں، ہمہ وقت کام میں مصروف رہنے والے بھی آج ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے ہیں۔ جو جہاں ہے وہ وہی ہے، اب لوگوں کے لیے ان کا گھر ہی ان کی عبادت گاہ بنا ہے، ان کا گھر ہی ان کے لیے دفتر ہے، غرض یہ کہ اب وہ تمام کام گھر بیٹھ کر ہی انجام دے رہے ہیں، آپ دیکھیں تو سال میں ایک مرتبہ آنے والی "شب براءت" کو لوگوں نے اس طرح منایا کہ وہ اپنے آباء و اجداد کی قبروں تک نہ جا سکے، مسجدوں میں پہلے کی طرح عبادت نہ کر سکے، اب رمضان کا مقدس مہینہ بھی آچکا ہے، لیکن اس بار کچھ الگ ہی ماحول ہے، بہت سی مسجدیں ایسی بھی ہیں کہ ان میں تراویح تک نہیں ہو رہی ہیں،

کچھ جگہ تراویح "الم تر کیف فعل" سے چل رہی ہیں، اس بار تراویح میں قرآن پاک بہت ہی نہ کہ برابر ہے، تمام حفاظ گھروں میں ہی ہیں۔ یہ سب کچھ کیوں ؟؟ یہ ملک کے باشندوں کی سلامتی کے لیے ہے - ڈاکٹروں اور ماہرین کی سنیں تو اس لاک ڈاؤن سے کافی حد تک لوگوں کو فائدہ پہنچا ہے۔ اور سب لوگوں نے اس کا پالن بھی کیا ہے۔ تو اب کچھ حد تک امید ہے کہ شرائط کی پابندیوں کے ساتھ تھوڑی چھوٹ مل جائے۔ اور لوگوں کو گھر سے باہر نکلے کی اجازت حکومت دے۔ پر آپ سے گزارش ہے کہ جب تک پوری طرح سے سب کچھ ٹھیک نہ ہو جائے آپ گھر سے ہرگز نہ نکلیں، عید کی شاپنگ کے لیے نکلنا بھی مناسب نہیں ہے۔ آپ اپنے پیسوں سے اپنے کھانے پینے کے سامان کے علاوہ کچھ نہ خریدیں۔ اس وقت ہمارا اپنے گھروں میں رہنا یہ ہمارے حق میں بہتر ہوگا۔ اس لیے کہ جب آپ

مارکیٹوں میں جائیں گے تو بھیڑ بھاڑ ہوگی اور اس بھیڑ میں اپنے اور پرائے بھی ہونگے، جو آپ سے سامان کے عوض کافی مقدار میں مال حاصل کرلیں گے۔ پر جب خدانخواستہ ماحول خراب ہوگا تو اس کا ذمہ دار آپ ہی کو ٹھہرایا جائے گا۔ پھر میڈیا بڑی بڑی ہیڈنگ کے ساتھ آپ کو پوری دنیا میں رسوا کرتی ہوئی نظر آیے گی۔ اور اخبار آپ کی تصویروں سے بھرے ہوئے ہونگے۔ اس طرح سے آپکی تمام وفاداریاں خاک میں مل کر رہ جائیں گی اور بدنامی کے سوا آپ کے ہاتھ کچھ نہ لگے گا۔ اس لیے خدارا وہ کام نہ کریں جو معاشرے میں ہماری بدنامی کا سبب بنے۔ جب ہم نے اتنے دن گھر پر رہ کر ہی گزار دیے تو اب کچھ دن اور ہم اپنے گھر پر نہیں رہ سکتے؟ اس وقت ہمارا معاشی حال بھی درست نہیں ہے، کاروبار بند ہیں، تو عید کے موقع پر اس بار شاپنگ نہ کریں! اپنے جو کچھ بھی مال ہے اس کو سنبھال کر ہی رکھیں! حالات درست رہے اور زندگی نے ساتھ دیا تو ان شاء اللہ اگلے سال پھر ہم سب مل کر عبادت کریں گے، اور عید کو اس طرح سے منائیں گے جیسے کہ اس کا حق ہے! ابھی آپ گھروں میں رہ کر ملک وملت کی سلامتی کی دعا کریں جلد ہی ہمارا ملک "بھارت" ہمارے لیے خوشی کا گہوارہ بن جائے گا

گوگل (Google) پر غیروں کا تسلط، اور ہم؟

دنیا میں رہنے والے انسان خواہ وہ عربی ہوں یا عجمی زبانوں کے مختلف ہونے کے باوجود ایک لفظ سے سبھی واقف ہیں "گوگل" (Google) اس کی شہرت آج ہر طرف پھیلی ہوئی ہے، اور اس کو دنیا کے سب سے بڑے اور کامیاب سرچ انجن کے طور پر جانا جاتا ہے۔ یہ ایک ترقی یافتہ کمپنی ہے۔ اسٹینفورڈ یونیورسٹی کے دو طالب علموں کی ایجاد گوگل آج انٹرنیٹ کی دنیا کی سب سے زیادہ استعمال کی جانے والی ویب سائٹ ہے

دراصل لفظ Google ایک ریاضیاتی اصطلاح Googol سے بنایا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بات بھی یاد رہے کہ لفظ "گوگل" ایک چھوٹے بچے کی ایجاد ہے۔ یہ بچہ مشہور ریاضی داں "ایڈورڈ کاسز" کا بھتیجا ہے،

ایک روز ایڈورڈ کاسز شش و پنج میں تھے کہ اگر 1 کے بعد 100 صفر (زیرو) ہوں تو اس عدد کا نام کیا ہوگا؟ اس دوران ان کے کان میں چھوٹے بچے کی آواز پڑی جو "گوگول" سے ملی جلی تھی اور تبھی ایڈورڈ کاسز نے اس نمبر کا نام گوگل (Googol) رکھا دیا۔ انٹرنیٹ کمپنی گوگل نے اس میں کچھ تبدیلی کرکے اسے Google بنا لیا اور یہ نام اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ یہ کمپنی کروڑوں اربوں کی تعداد میں معلومات انتہائی مربوط طریقے سے صارفین کو فراہم کرتی ہے۔ یہ بات بھی زبان زد ہے کہ بڑے سے بڑے سوال کا جواب گوگل پر موجود ہے، اور دیکھا بھی یہی جاتا ہے کہ لوگ آسانی کے پیش نظر بڑے بڑے مسئلہ کا حل بہت ہی کم وقت میں گوگل پر تلاش کر لیتے ہیں۔ لیکن اتنا بڑا پلیٹ فارم ہونے کے باوجود بھی مجھے گوگل پر تشفی حاصل نہیں ہوتی۔ آخر وجہ کیا ہے؟؟ تو اصل بات یہی ہے غیروں نے اس پر بھی اپنی پکڑ بنا رکھی ہے یعنی اپنے مذہب اور اپنے تعلق سے ہر ایک بات کو اس میں شامل کر رکھا ہے، جب کہ ہماری اہل سنت و جماعت کی کوئی ایسی "ویب سائٹ" نہیں ہے جس پر مسئلہ کا حل نکالا جائے۔ (اگرچہ وہابی دیوبندی رافضی خارجی وغیرہ کی ویب سائٹ ہیں پر ہمارے نزدیک ان کے مسائل قابل قبول نہیں ساتھ ہی جب کوئی مسائل فوری طور پر گوگل پر تلاش کرتے ہیں تو دار العلوم دیوبند کی "ویب سائٹ" ہی مسئلہ مسائل کی دنیا میں نظر آتی ہے یا پھر بیرون ملک کی جن کے بارے میں ہم کو صحیح طور پر جانکاری بھی نہیں) میری اہل مدارس بالخصوص، جامعہ اشرفیہ مبارک پور، مرکز اہل سنت بریلی شریف، اور دیگر مدارس اہل سنت کے ذمہ داران سے گزارش ہے کہ آپ بھی اپنے دارالافتاء کے تمام تر فتاوی اپنی ایک ویب سائٹ پر اپلوڈ کریں تاکہ یہ امت مسلمہ کے حق میں نفع بخش ثابت ہو۔۔ بالخصوص علوم عصریہ کے طلبہ کے لیے جو اپنی زندگی کے ہر مسائل کو گوگل ہی پر تلاش کرتے ہیں بعض اوقات وہ اس پر عمل بھی کرتے ہیں اور اس کو تحقیق کے بغیر ہی اپنی زندگی میں رچا بسا بھی لیتے ہیں جس کا رزلٹ غلط ثابت ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(جاری)¤

شرعا کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا

آج جو کرونا وائرس کو لے کر لوگوں میں پریشانی بڑھی ہوئی ہے ایک انسان دوسرے کی سانس کو بھی اپنے لئے موت کا گولہ تصور کر رہا ہے اور چھینک کو منحوس سمجھا جا رہا ہے۔۔۔۔ جبکہ جماہی سے بدشگونی اور چھینک سے نیک فالی مراد لی جاتی رہی ہے۔۔۔۔ اس وقت لوگوں کے ذہن میں یہ بات بٹھانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔۔۔۔۔ کہ مریض سے دور رہا جائے تاکہ مرض ہم تک نہ پہونچ سکے۔۔۔۔۔۔۔ یہاں تک کہ عبادت گاہوں کو بند کرنے کی بات کہی جا رہی ہے۔۔۔۔ کیا اسلام نے ہم کو یہ تعلیم دی ہے۔۔۔۔ کہ ہم بھی دوسروں کی طرح بداعتقادی کا شکار ہو جائیں؟

جبکہ پیغمبر اسلام نے بھی اس طرح مرض کے متعدّی ہونے کی ممانعت فرمائی ہے۔۔۔ آپ نے فرمایا "لاعدوی ولا طیرہ" جب آپ کی بارگاہ میں خارش زدہ اونٹ کو لے کر سوال ہوا۔۔۔۔ کہ ایک خارش زدہ اونٹ جب دوسرے کے ساتھ ملتا ہے تو اس کی وجہ سے دوسرا بھی خارش میں مبتلا ہو جاتا ہے۔۔۔۔ آپ نے فرمایا تو پھر پہلے اونٹ کو کس کی وجہ سے یہ بیمار لاحق ہوئی۔۔۔۔ اس سے یہ بات مکمل طور سے ظاہر ہو گئی کہ بیماری متعدّی نہیں ہوتی ہے۔۔۔۔ اسی طرح

اللہ پاک نے کلام مقدس کے پارہ نمبر ۲۳- سورۃ ۳۷ میں ارشاد فرمایا

(فقال انی سقیم) ترجمہ: پھر (ابراہیم نے) کہا میں بیمار ہونے والا ہوں۔۔ اس آیت کی تفسیر میں صدر الافاضل فخر الاماثل حضرت علامہ نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ نے "تفسیر خزائن العرفان" میں ایک مسئلہ پیش کیا ہے: شرعا کوئی مرض متعدّی نہیں ہوتا یعنی ایک شخص کا مرض بعینہ دوسرے میں نہیں پہنچ جاتا مادوں کے فساد اور ہوا وغیرہ کی سمیتوں کے اثر سے ایک وقت میں بہت سے لوگوں کو ایک طرح کے مرض ہو سکتے ہیں لیکن حدوث مرض کسی دوسرے میں نہیں پہنچتا۔۔۔۔ (مال ناحق ہڑپ کر کھا جانا بھی بیماریوں کو دعوت دیتا ہے۔۔۔۔۔ اور اب موجودہ زمانہ میں کارخانوں کی کثرت ان سے نکلنے والا دھواں فضا کو تباہ کرنے پہ تلا ہے)۔۔۔۔۔ ایسی بہت سی نصوص موجود ہیں جن کو آپ برائے راست

پڑھ سکتے ہیں ۔۔۔۔اور ان کی روشنی میں فیصلہ کر سکتے ہیں ۔۔۔۔کہ چاہے جو بھی کہے پر۔۔۔ ہمارا عقیدہ یہی ہے کہ اللہ ورسول کا فرمان حق ہے ۔۔۔۔۔اور رہی گندگی کی وجہ سے بیماری بڑھی کے بات۔۔۔۔۔۔تو صاف ستھرائی کی کے تعلق سے بھی آقا نے فرمایا" الطھور نصف الایمان " اور دن میں پانچ مرتبہ وضوء کر لیا جائے تو تمام گندے جراثیم جسم سے نکل جائیں گے ۔۔۔۔شریعت نے ہم کو مردار جانور اور شراب، موذی جانور کھانے سے بھی باز رہنے کی تاکید کی ہے۔۔۔۔۔۔۔یعنی پورے طور سے صاف رہنے کی بات کہی ہے ۔۔۔۔اگر شریعت کے مطابق زندگی گزاری جائے تو کوئی بیماری ہمارے پاس سے گزر بھی نہیں سکتی ۔۔۔۔۔ہمارا کھڑے ہو کر کھانا، حرام مال کھانا، گناہوں کی کثرت کرنا ۔۔۔ہی ہماری جان کے لئے نقصاندہ ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ورنہ کوئی ایسی چیز نہیں جو ہم کو تکلیف پہچائے۔۔۔۔۔۔۔آپ اپنے زندگی کو شریعت کے ڈھانچے میں ڈھال لیں پھر ان شاء اللہ کسی بیماری کا گزر آپ کے پاس سے نہیں ہو گا۔

واٹس ایپ آپ سے لی گئی معلومات کو کس طرح استعمال کرے گا؟

آپ جانتے ہوں گے کہ واٹس ایپ سے لے کر انسٹاگرام اور فیس بک تک کا مالک ایک ہی ہے۔ آپ یہ بھی بخوبی جانتے ہیں کہ اس دنیا میں کچھ بھی مفت میں دستیاب نہیں ہے، یعنی، آپ ان چیزوں کی بالواسطہ قیمت ادا کرتے ہیں جو آپ کو براہ راست مفت ملتے ہیں۔ ڈیٹا نئی دنیا کا تیل ہے اور ڈیٹا مائننگ آج کا سب سے بڑا کاروبار اور سب سے بڑا ہتھیار ہے۔ آج جس کے پاس جتنا زیادہ ڈیٹا ہے، وہ اتنا ہی طاقت ور ہے۔ آپ سے لی گئی معلومات کو اتنے بڑے پیمانے پر استعمال کیا جاتا ہے کہ آپ کو معلوم بھی نہیں ہو گا۔ آپ حیران ہوں گے کہ آپ نے جو اطلاعات سوشل میڈیا پر شیئر کیں وہ حکومت بنانے سے لے کر حکومت کو گرانے تک استعمال کی جا سکتی ہیں۔

ہم بتادیں کہ واٹس ایپ کے استعمال کی نئی شرائط 8 فروری 2021ء سے عمل میں آئیں گی۔ واٹس ایپ نے اپنے صارفین کو سروس کی نئی شرائط کے بارے میں نوٹیفیکیشن دینا شروع کردیا ہے اور اگر کوئی صارف نئی شرائط کو قبول نہیں کرتا ہے تو 8 فروری کے بعد کمپنی اپنا اکاؤنٹ بند کردے گی۔ واٹس ایپ نے واضح طور پر کہا ہے کہ اگر آپ ایپ کو استعمال کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو اس کی سروس کی شرائط کو پوری طرح قبول کرنا ہوگا، بصورت دیگر اگر آپ چاہیں تو اپنا واٹس ایپ اکاؤنٹ ڈیلیٹ کرسکتے ہیں۔

واٹس ایپ کی نئی پالیسی میں کیا ہے؟

ان شرائط میں کہا گیا ہے کہ واٹس ایپ اپنی بنیادی کمپنی فیس بک کے ساتھ پہلے سے زیادہ ڈیٹا شیئر کرے گا، جو اشتہاروں میں استعمال ہوگا۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ لوگوں کی رازداری پر براہ راست حملہ ہے اور انھیں حالات کو ماننے پر مجبور کیا جارہا ہے۔ وضاحت کریں کہ ایپل ایپ اسٹور پر لسٹنگ کے مطابق، واٹس ایپ اپنے صارفین سے 16 طرح کے ڈیٹا لیتا ہے۔

جس میں فون کے ماڈل کے بارے میں معلومات سمیت ادائیگی کی معلومات بھی شامل ہیں۔

Device ID

(User ID)

(Advertising Data)

(Purchase History)

(Location)

(Phone Number)

(Email Address)

(Contacts)

(Product Interaction)

(Other Diagnostic Data)

(Payment Info)

(Customer Support)

(Product Interaction)

(Other User Content)

واٹس ایپ پر یہ بھی الزام لگایا گیا ہے کہ یہ اس کیٹیگری کا واحد ایپ ہے جو صارفین سے زیادہ سے زیادہ ڈیٹا لیتا ہے،

واٹس ایپ آپ سے لی گئی معلومات کو کس طرح استعمال کرے گا؟

کوئی بھی کمپنی آپ سے دو طرح سے ڈیٹا لیتا ہے اور یہ دونوں طریقے براہ راست اور بالواسطہ ہوتے ہیں۔ جب بھی آپ کسی ویب سائٹ پر جاتے ہو، آپ کو کیز (cookies) کو ہاں کہتے ہیں۔ جب بھی آپ کسی فون یا کمپیوٹر میں ایپ یا سافٹ ویئر انسٹال کرتے ہیں تو، آپ اس کی سروس کی شرائط کو اسے پڑھے بغیر قبول کرتے ہیں۔ عام طور پر، کوئی کمپنی براہ راست یہ نہیں کہتی ہے کہ وہ آپ کے ڈیٹا کو اپنے کاروبار کے لئے استعمال کرے گی اور اسے کسی دوسری کمپنی کے ساتھ بھی شیئر کرے گی، لیکن واٹس ایپ نے سروس کی بہت سی نئی شرائط میں واضح طور پر لکھا ہے کہ وہ آپ کے ڈیٹا کو فیس بک پر اور دوسری کمپنیوں کے ساتھ شیئر کرے گا،

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کس سے بات کر رہے ہیں، آپ واٹس ایپ پر کس لنک پر شیئر کر رہے ہیں، آپ کس گروپ میں زیادہ میسج کر رہے ہیں، آپ کہاں جا رہے ہیں، آپ کس کے ساتھ لوکیشن شیئر کر رہے ہیں۔ واٹس ایپ یہ ساری معلومات اپنے سرور پر اسٹور کرے گا اور پھر اسے فیس بک اور انسٹاگرام پر اشتہار دینے کے لئے استعمال کرے گی۔ اس کے علاوہ، فیس بک آپ کے ڈیٹا کو ان

کمپنیوں کے ساتھ بھی شیئر کرے گا جو اس کی شراکت دار ہیں۔

بروقت ہم نے بھی آپ تک یہ معلومات پہچادی ہیں۔ آپ ان شرائط کو بلکل بھی agree نہ کریں میں۔

انی لک من النصحین؛ بیشک میں آپ کے خیر خواہوں میں سے ہوں۔

(کچھ دوست واحباب کے مطالبے پر لکھنا ہی پڑا)

یوٹیوب (YouTube) نے نگلے نوجواں کیسے کیسے

آپ نے ایک نام "یوٹیوب" (YouTube) ضرور سنا ہوگا، یہ ایک ویڈیوز پلیٹ فارم ہے، اس سے بھی پیسہ کمایا جاتا ہے؛ پر اس نے اپنے کچھ ضابطے بنا رکھے ہیں ان میں سے

(۱) ایک چینل (Channel) بنانا ہے پھر اس کو monetize کرنے کے لیے

(۲) کم سے کم ایک ہزار (۱۰۰۰) سبسکرائب (Subscribe) اور

(۳) چار ہزار گھنٹے وڈیوز واچ ٹائم (Video Watch Time) بھی ضروری ہے۔

ان تمام شرائط کو پورا کرنے لے لیے خود ہماری قوم کے بہت سے نوجوان کیا کچھ نہیں کر گزرتے؛ کچھ کھانے پکانے پر ویڈیوز بناتے ہیں تو کچھ ہنسی مذاق پر، کچھ ویڈیوز میں گالیاں ہوتی ہیں تو کچھ میں فلمی اور ڈرامائی ایکشن، حد تو یہ ہے کہ کچھ ویڈیوز عریانی، فحاشی، لڑکی لڑکوں کے چھیڑ چھاڑ، ہم جنسی اور نہ جانے کتنی واہیات اور اخلاق و کردار کو تباہ و برباد کر دینے والی سینوں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ العیاذ باللہ۔ ان تمام ہتھکنڈوں کو استعمال کرنے کے بعد لوگ کامیابی کی منزلوں تک پہنچ تو جاتے ہیں لیکن اپنا سب سے قیمتی سرمایہ اسلامی تعلیمات اور دین و مذہب تک پیچھے چھوڑتے چلے جاتے ہیں؛ غیروں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہیں، اپنی تہذیب و ثقافت کو پس پشت ڈال کر ان کی ریت و رواج کو اپنانے میں فخر محسوس کرنے لگتے ہیں اور اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا باعث ننگ و عار سمجھتے ہیں اس طرح اس مادی کامیابی کے چکر اور اس کی چمک دمک میں اپنے دین و مذہب سے غافل ہو کر رہ جاتے ہیں اور نتیجتاً ان کی

آخرت تباہ و برباد ہو جاتی ہے اور حقیقتاً دنیا بھی۔

یہ سب کس لیے ؟کیا یہ صرف اور صرف پیسوں کی خاطر نہیں ہے ؟کیا یہ دنیا کو آخرت ہر ترجیح دینا نہیں ہے ؟کیا یہ فحش ویڈیوز وبال جان نہیں ہیں ؟؟کیا یہ حقیقتاً ناکامی نہیں ہے ؟؟اس طریقے سے کما کر آپ جو کچھ اپنے بچوں کو کھلاتے ہیں کیا وہ حرام نہیں ہے ؟؟کیا اس سے یہ نہیں لگتا کہ آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کے بچے حرام کھائیں ؟؟یقیناً ان سارے سولات کا جواب "ہاں" ہی میں ہو گا۔ افسوس صد افسوس۔

غور کرنے لا مقام ہے کہ وہ قوم جس کے آگے باطل نے اپنی سلطنت اور حسین و جمیل عورتیں تک پیش کیں لیکن اس نے ان سب کو اپنی جوتیوں کی نوک پر رکھا اور ان پر ذرا بھی توجہ نہ دی بس اللہ تعالی اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی خوشنودی کو ملحوظ نظر رکھا۔

میں یہ نہیں کہتا کہ اس زمانے میں یوٹیوب جیسے عظیم ذریعۂ ابلاغ سے بالکل قطع تعلق کر لیا جائے۔ہاں یہ ضرور کہوں گا کہ اسے مثبت طریقے سے استعمال کیا جائے، بہت سے حملے ہم پر اسی سے ہو رہے ہیں ان کا جواب بھی اسی سے دینا ضروری ہے، اگر اپنے مذہب کی خوبیاں، پیغمبر اسلام حضور احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور دین سے متعلق ضروری باتیں اپلوڈ کی جائیں تو یہ پلیٹ فارم ضرور ہم سب کے حق میں بہت مددگار اور نفع بخش ثابت ہو گا۔

رہی کھانے کمانے اور اہل و عیال کی پرورش و پرداخت کی بات تو اسلام نے اس کے لیے بھی اصول اور ضابطے مقرر کر رکھے ہیں جن میں سب سے عام اور اہم ضابطہ "حلال کمانا کھانا اور حرام سے بچنا" ہے۔ اگر ہم اس عام ضابطے پر کاربند رہ کر کسب معاش کریں اور اپنی ذمہ داریوں کو پورا کریں تو جہاں ہماری زندگی خوبصورت او خوش گوار ہو جائے گی وہیں آخرت بھی تابناک ہو جائے گی۔

ہمارے بہت سے وہ بھائی بھی ہیں جو یوٹیوب پر مسلسل اسلام سے متعلق کام کر رہے ہیں، ان کے اچھے خاصے سبسکرائبر بھی ہیں، لوگوں کی نظروں میں محبوب بھی ہیں اور شان کے ساتھ زندگی بھی گزار رہے

ہیں۔

اللہ تعالی ہم سب کو ہر ایسے کام سے بچائے جو اللہ اور اس کے رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ناراضگی کا سبب ہو اور ہر ایسے کام کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے جس میں اس کی اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی رضا مضمر ہو۔ آمین بجاہ حبیبك سید المرسلین علیه وعلی آله افضل الصلوۃ اکرم التسلیم۔

گزرے ہوئے دن اور ملٹی میڈیا کا موجودہ دور

ایک وہ دور بھی تھا کہ گائوں کی کچی سڑکیں ہوا کرتیں تھی اور پھونس کے مکان لوگ گاؤں میں رہ کر اپنی زندگی کو گذار دیتے نوجوان شام کو دلان پہ کبڈی کا کھیل جماتے تو دوسری طرف چھوٹی چھوٹی بچیاں زمین پہ پالا بنا کر پائیں پتہ کھیلتیں تھی اور بوڑھے حضرات حقہ پیتے ہوئے ٹھٹھے لگا کر ریڈیو پہ آنے ولی خبروں سے لطف اندوز ہوتے وہی پرندے بھی مشرق سے مغرب کی جانب پرواز کرتے ہوئے اپنے گھونسلہ کی طرف روانہ ہونے لگتے ایک عجیب ہی ماحول ہوا کرتا کہ ایک طرف محلہ کے بچوں کا شور تو دوسری طرف پرندوں کا چہچہانا جیسے ہی شام قریب ہونے لگتی بچے اپنے گھروں کو آجاتے آذان مغرب ہوتے ہی گھر کی ڈبیہ (چراغ) کو روشن کر دیا جاتا بہت ہی جلد کھانا کھا کر بستر پہ آجاتے اس وقت * ٹی وی * عام طور سے لوگوں کے گھروں میں نہیں ہوا کرتی تھی نہ ہی موبائل وغیرہ بچے اپنے والدین کے پاس بیٹھ کر اپنے بزرگوں کی کہانیاں سنتے اور بھی دنیاوی بادشاہوں کی قصہ کہانی سنے بغیر نیند نہیں آتی تھی بچہ اپنے والدین کے ساتھ ہی اپنے وقت گزارتے ان دنوں دادا دادی بھی ایک ہی گھر میں رہا کرتے تھے بچہ آپس میں ضد کرتے کہ دادی کہ پاس مجھے سونا ہے مجھے سونا ہے پڑوسیوں سے اچھے تعلقات ہوا کرتے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہوا کرتا کوئی کسی سے بڑا نہیں ہوا کرتا نہ ہی کسی کہ دل میں دوسروں کے لیے بغض وحسد ایک دوسرے کے گھر میں آنا جانا لگا رہتا گرمیوں کے دنوں میں دوپہر کو

تمام محلہ والے چھوٹے بڑے ایک نیم کے درخت کے نیچے بیٹھ جاتے اور گپ شپ لڑاتے اپنی محبتوں کا بھرپور طریقہ سے اظہار کرتے ریڈیو پہ بہت اچھے انداز سے خبریں پیش کی جاتی جس کو سن کر لوگ اپنی معلومات میں اضافہ کرتے ہر ایک طرف اتحاد چاہے ہندو ہو یا مسلم وغیرہ لیکن اب یہ تمام چیزیں بدل چکی ہیں سوشل میڈیا تیزی کے ساتھ اپنی جڑوں کو پوری دنیا میں پھیلا چکا ہے وہی لوگوں نے اپنے طرز کار کو مختلف انداز سے عوام میں پیش کرنا شروع کر دیا کسی نے اپنی زندگی کے لمحات کو ویڈیو میں ڈھال کر یوٹیوب کے نظر کر دیا کسی نے اپنی خیالات کو آواز ریکارڈر کے ذریعہ اطراف واکناف میں نشر کرنے لگا ہے اب شام وہ شام نہیں رہی اب پرندے بھی نظر نہیں آتے نہ وہ گھر رہے دادی دادا کو گھر میں نہیں رکھا جاتا پڑوسی بھی ایک دوسرے کی تنگ نظری کی وجہ سے دور ہو چکے لوگ پاس رہ کر بھی دور رہنے لگے باپ بیٹے سے گفتگو کے لیے ترستا ہے بیٹا فون میں مصروف ہونے کے سبب ٹائم نہیں دیپا رہا ہے ہائے افسوس! آج وہ دور پلٹ کر نہیں آسکتا۔۔ تو کیا وہ محبتیں پھر باقی نہیں رکھی جا سکتی؟ کیا پڑوسیوں کے ساتھ حسن اخلاق کے ساتھ پیش نہیں آسکتے؟ ہمے ضرورت ہے پھر اسی دور کی۔۔ بھائی چارہ کو باقی رکھنے کی

آج ہم ملٹی میڈیا دور سے اگر چہ نہیں بچ سکتے پر اتحاد آج بھی قائم کر سکتے ہیں پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ کر سکتے ہیں اپنے والدین کے ساتھ اپنی ضروریات کو شئر کر سکتے ہیں

- مال و دولت، شان و شوکت، طاقت، حسن و جمال، حسب و نسب، محبت و انسیت، عزتیں، آرائش و زیبائش، مقابلہ بازی، خواب، حسرتیں، امیدیں، آرزوئیں، خواہشات، خود پسندی، جاگیریں، اہلِ و عیال، پسندیدگی و ناپسندیدگی، شہرتیں، علم و عقل کے تفاخرات ان کے حصول میں محنت و مشقت کرتے رہنا وقت ضائع کرنے کے سوا کچھ بھی نہیں!!!!

جب تک ہماری یہ سانسیں باقی ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے زندگی آخرت کے لیے توشہ جمع کرنے میں صرف کریں!!

چالیس دن باجماعت پڑھے

جس ادارہ میں ناچیز نے جماعت اعدادیہ سے لے کر جماعت رابعہ تک تعلیم حاصل کی وہاں طلبہ کو تکبیرہ اُولیٰ کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھنا لازمی ہے۔

وہاں طلبہ کو نہ صرف نمازی بلکہ باجماعت نماز پڑھنے کا عادی بھی بنایا جاتا ہے۔

اتنا ہی نہیں بلکہ ہر دن ایک متعیّن وقت میں رکعت چھوڑنے والوں سے سختی کے ساتھ پوچھ گچھ بھی ہوتی۔

تو اُس وقت ذہن میں یہ باتیں چلتی کہ تکبیرہ اُولیٰ کے ساتھ جماعت سے نماز ادا کرنے کی اتنی تاکید کیوں؟؟

لیکن آج جب بعدِ فجر کتاب الصلوۃ پڑھتے وقت اِس حدیث سے گزرا

"جو اللہ کے لیے چالیس دن باجماعت پڑھے اور تکبیرہ اُولیٰ پائے، اس کے لیے دو آزادیاں لکھ دی جائیں گی، ایک نار سے، دوسری نفاق سے۔"

(جامع الترمذي، أبواب الصلاة، باب ماجاء في فضل التكبيرة الاولى)

تو ذہن فوراً اس بات کی طرف گیا کہ ہمارے اساتذہ کرام کا ہم کو جماعت سے نماز پڑھنے، تکبیرہ اُولیٰ پانے کی تنبیہ کرنا یقیناً اس لیے رہا ہوگا تاکہ ہم آخرت میں آگ سے بچے رہیں اور دنیا میں نفاق سے

۔

یہاں یہ بات بھی ذکر کردوں کہ میرا مادر علمی "جامعہ عربیہ اہل سنت نجیب الاسلام محلہ سبنی گران نجیب آباد میں واقع ہے۔

جس کی عمارت تو بہت چھوٹی ہے لیکن تعلیمی معیار اس قدر بلند کہ جب سے وجود میں آیا سینکڑوں حفاظ، قُرّاء اور علما قوم کے حوالہ کر چکا ہے۔ یہاں کہ فارغین ہند و بیرون ہند بڑی بڑی جگہوں پر علمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ یہ ادارہ آج کسی تعارف کا محتاج نہیں، یہ قوم کا ایک عظیم علمی سرمایہ ہے۔

آخر کب تک مظلوم بنے رہو گے؟؟

میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک جنگجو کے پاس حالت جنگ میں ایسی تلوار ہونی چاہیے کہ جس وہ اپنا بچاؤ بھی کر سکے، اور وقت آنے پر وار بھی۔

اسی طرح ایک مناظر حالت مناظرہ میں نہ صرف مد مقابل کے سوالات کے جواب دیتا رہے بلکہ خود سے بھی سوال قائم کرے۔

خیر یہ ایک الگ بات ہے! اصل یہ ہے کہ جس طرح سے غیر مسلم ہماری معاملات کو بند کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تو ہمیں بھی بچاؤ کے ساتھ ان کے معاملات پر بھی روک تھام کے لیے کوشاں رہنا ہو گا۔

صرف یہ نہیں کہ ہم اپنا بچاؤ ہی کرتے ہیں اور اس میں بھی ناکام ہوتے رہیں۔ اب "کرناٹک" (Karnataka) ہی لے لیں! کہ وہاں ہر دن شدت پسند لوگ ہماری مذہبی معاملات کو رکوانے کے لیے کورٹ (Court) پہنچ جاتے ہیں۔

جب کہ ہمارے لوگ ان کے معاملات کو رکوانے کے لیے ایک مرتبہ بھی کورٹ نہیں گئے۔ اور صرف اپنا بچاؤ ہی کرتے رہے، اور اس میں بھی ناکام ہوتے جا رہے ہیں۔

تو کیوں نہ وہاں کہ مسلمان اس طرح کا قدم اٹھائیں کہ وہ بھی ان کے معاملات رکوانے کے لیے تیار ہو جائیں۔

مثلاً لاؤڈ اسپیکر، تو یہ مندر، مسجد سب جگہ بجتا ہے۔ تو جو مسجد سے روکنے کا مطالبہ کریں تو تم ساتھ ہی مندر میں رکوانے کے لیے بھی ایک عرضی ڈال دو!

اگر گوشت بند کرانا چاہیں، تو تم بلکل ہی بند کرانے کو لے کر اڑ جاؤ کہ اگر حلال نہیں تو جھٹکا بھی نہیں چلے گا۔

(اس لیے کہ ایک سروے (Survey) کے مطابق وہ ہم سے زیادہ گوشت کھانے والے ہیں) اور ساتھ ہی شراب کو بھی لے لیں۔

حجاب پر روک لگا, تو ایسے اسکولوں کالجوں میں ان کی بھی مذہبی چیزیں ہوتی ہیں, ان کو زد میں لانا چاہیے۔ اگر اذان کو نشانہ بنائیں تو تم تین تین دن ہونے والی کیرتن اور ہر صبح بجنے والے بھجن کو نشانہ بنا ڈالو۔ اگر سڑکوں پر نماز نہیں تو پھر سڑکوں پر ہولی دیوالی بھی نہیں۔

اس طرح سے اگر تم کرنے لگ جاؤ تو پھر یہ بھی الجھ کر رہ جائیں گے۔

اور پھر یہ لوگ بہت سے معاملات میں خود سے صلح کرنے کے لیے مجبور ہو جائیں گے۔

اور اگر تم صرف یہ کہتے رہے جیسے کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ "ہمیں تو ان کے معاملات سے کوئی دقت نہیں وہ جو چاہیں کریں! لیکن انہیں ہمارے معاملات سے دقت ہوتی ہے۔

تو پھر یہ ان کی دقت جلدی ختم نہیں ہوگی بلکہ نہ جانے تمہارا کیا کیا بند کرا کر وہ لوگ ہوش لیں گے۔

اسی لیے اگر ان کو تمہارے معاملات سے دقت ہوتی ہے تو تمہیں بھی لازمی ان کے معاملات سے دقت ہونی ہی چاہیے۔

فلم دی کشمیر فائلز

ابھی ۱۱ مارچ کو ''کشمیر فائلز'' فلم سنیما گھروں میں ریلیز release ہوئی۔ یعنی ایسے وقت میں جب بھارت بھر میں ریاستی انتخابات کا سلسلہ مختلف مرحلوں میں گزرا، اس فلم کو لانے کا مقصد ہندوؤں کو ہندو تو اتعصب کی طرف آمادہ کرنا ہے۔

کشمیر میڈیا سروس کے مطابق فلم میں مقبوضہ جموں و کشمیر کے کشمیری پنڈتوں کے 1990ء میں وادی کشمیر سے فرار کو شامل کیا گیا ہے۔

فلم کے ہدایت کار "وویک رنجن اگنی ہوتری" ہیں جنہوں نے اس سے پہلے بھی "دی تاشقند فائلز" کے نام سے ایک "متنازع فلم" بنائی تھی، جس میں بنیادی طور پر ایک اہم سوال پوچھا گیا تھا کہ "نیتاجی سبھاش چندر بوس کو کس نے مارا؟

اور اب پھر اسی طرح ایک اور متنازع فلم "دی کشمیر فائلز" بنا ڈالی۔

فلم کے مداحوں کا کہنا ہے کہ وہ "دی کشمیر فائلز" The Kashmir Files فلم کا پریمیئر دیکھ کر رونے لگے۔ لیکن! کیا اس فلم کے مداح بستر کے آدیواسیوں کے بارے میں جانتے ہیں؟؟

بستر کے آدیواسیوں پر فلم بنی تو چلو بھر پانی میں ڈوب مرنے کو دل کرے گا!

دلتوں پر ہزاروں سال پرانے برہمنی مظالم

کو جانتے ہیں؟؟

دلتوں کے ہزاروں سال پرانے برہمنی مظالم پر فلم بنائی جائے تو روتے روتے ان کے آنسو خشک ہو جائیں! گجرات، بھاگلپور، مظفر نگر فسادات، مرادآباد عیدگاہ جیسے واقعے، ایسے کتنے واقعات ہیں! لیکن یہ لوگ اپنے بچوں کو کشمیر فائل اس لیے نہیں دکھا رہے ہیں کہ ان کو کشمیری پنڈتوں سے کوئی ہمدردی ہے! بلکہ یہ لوگ فلم اس لیے بنا اور دکھا رہے ہیں کہ نفرت کا دائرہ بڑھ جائے۔

یاد رکھیں!! زخم پر مرہم رکھا جاتا ہے، کریدا نہیں جاتا۔ کریدنے سے زخم ہرا ہوتا ہے۔

مرد کی آنکھ سے آنسو

جب ایک مرد کی آنکھ سے آنسو نکلے تو یہ اس کی کمزوری نہیں بلکہ یہ اس کے غم کی شدت ہوتی ہے جو اس کو مکمل طور پر بے بس کر دیتی ہے۔

مرزا غالب اور مسئلہ امکان وامتناع نظیر

مولوی اسماعیل دہلوی اور علامہ فضل حق خیرآبادی کے مابین جہاں رفع یدین آمین بالجہر جیسے مسائل پر اختلاف رہا وہیں سب سے اہم مسئلہ امکان وامتناع نظیر کا رہا ہے۔

اس مسئلہ میں مولوی اسماعیل دہلوی کی رائے یہ تھی کہ خاتم النبیین کا مثل ممکن بالذات اور ممتنع بالغیر ہے اور حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی ممتنع بالذات مانتے تھے۔

اب چونکہ مرزا اسد اللہ خاں غالب سے علامہ کے بڑے گہرے تعلقات تھے۔

علامہ فضل حق کا رجحان طبع دیکھ کر غالب نے اسی موضوع پر ایک سو اٹھائیس اشعار پر مشتمل مثنوی لکھ

ڈالی۔ (جو کہ کلیات غالب میں مثنویات کے سلسلے میں چھٹی مثنوی ہے)

غالب نے ابتدائی پانچ شعروں میں علامہ فضل حق اور اسماعیل دہلوی کی بات کو رکھتے ہوئے اپنی خداداد صلاحیتوں سے ایک حل نکالنے کی کوشش کی کہ خاتم النبیین اللہ تعالیٰ نے اس عالم کے لیے بنایا ہے اس میں محمد رسول اللہ ﷺ کے نظیر پیدا ہونا محال اور ممتنع بالذات لیکن خدا دوسرا عالم بنا کر حضرت آدم سے عیسیٰ علیہ السلام تک اس عالم کے لیے پیغمبر پیدا کرے اور آخر میں محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین بنا سکتا ہے۔

اس طرح امکان نظیر کی صورت نکل سکتی ہے مگر پھر آخری چھ اشعار میں غالب نے اس خیال کو رد کرتے ہوئے علامہ کی رائے سے اتفاق کیا پھر اپنی موافقت ظاہر کرتے ہوئے مدلل طریقہ سے اسے ثابت بھی کیا۔

یہ غالب ہی کا حصہ ہے کہ ایسے مشکل مسئلہ کو ایسی روانی اور خوبی سے سمجھایا۔

نوٹ: اس مسئلہ پر علامہ فضل حق خیر آبادی نے مناظرانہ انداز میں ایک کتاب "امتناع نظیر" لکھی ہے۔

(خون کے آنسو، ثورۃ الھندیۃ، ص ۵۱، ۵۲، ۵۳، مکتبہ سلطانیہ لیاقت بازار)

چھوٹا منہ بڑی بات

آج لوگ اور خود ذمہ دار علما کرام جہیز پر روک تھام کے لیے کوشاں ہیں، اچھا قدم ہے، لیکن اگر ہمارے ذمہ داران جہیز کو بند کرنے کی مہم کے ساتھ ساتھ وراثت میں ملنے والے حق کے لیے بھی آواز اٹھائیں اور خود بچیوں کو وراثت سے ان کا حق دیں اور دلائیں

تو یقین مانیں یہ ایک بہترین بدل ثابت ہوگا اور اس کے ذریعے کافی حد تک جہیز بھی ختم ہو جائے گا، لیکن آج ہر چہار جانب جہیز کی روک تھام پر بڑی بڑی تنظیمیں کام بھی کر رہی ہیں لیکن کبھی حق وراثت کے لیے نہیں، آخر کیوں؟ جب کہ وراثت اور وراثت سے ملنے والا حصہ نص سے ثابت ہے۔

کاش! اس پر بھی کچھ سوچا ہوتا اور خود سے بھی اس پر عمل کیا ہوتا، لیکن ایسا کچھ بھی نہیں۔

"سستی شہرت" یعنی تنظیمیں بنانے سے متعلق گفتگو

آج آپ کو ہر چوراہے پر بلکہ گلی کہ ہر نکڑ پر ایک نئی تنظیم ملے گی، ہر دن ایک نیا آدمی ایک نئی تنظیم کے ساتھ اٹھتا ہے، جہاں تین لوگوں کے نمبر فون میں سیو کیے ان تین کو جوڑ کر ہی تنظیم۔

جانتے ہو کہ اس قدر تنظیمیں ان بے روزگاری کے دنوں میں کیوں بنی؟؟؟؟؟

تو دراصل بات یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو اس میں خرچ کرنے کی تو کچھ ضرورت پڑتی نہیں،

کبھی کسی کو کچھ ذرہ برابر بھی دیتے نہیں،

سوائے دوسروں سے فائدہ اٹھانے کے۔

بس خود سے کوئی بھی نام سوچا اور اسی کو تنظیم کا نام دے دیا گیا،

یہاں تک کہ رجسٹرڈ کرانا بھی ضروری نہیں سمجھتے۔

اور جس کے دماغ میں تنظیم بنانے کی آتی ہے وہ اپنے آپ کو خود سے ہی صوبہ کا صدر بناتا ہے، جب کہ حقیقت یہ ہوتی ہے کہ اس غریب کو اس کے گاؤں کے لوگ بھی سہی سے نہیں جانتے،

اور دو چار لوگوں کو فون کر ان کو ضلع کا صدر بنا دیا جاتا ہے، اور یہ صدر صرف لیٹر پیڈ تک ہی محدود رہتے ہیں۔

اور ضلع کے صدر کو ذمہ داری دی جاتی ہے کہ تمہارا کام لوگوں کو تنظیم سے جوڑنا۔

اور ایسی تنظیموں کا اہم کام: اون لائن میٹنگ

اور اس میں بھی وہ آدمی جو صوبہ کا خود سے صدر بنا ہوتا ہے (جس غریب کو کوئی نہیں جانتا) وہ آتا ہے اور بول بالا کر چلا جاتا ہے۔

اور باقی چار پانچ شخص سے کہا جاتا ہے کہ تم اس میٹنگ کا اسکرین شاٹ لو اور اسے سب لوگوں کو شئیر کریں۔

اور یہ خود ساختہ صدر تنظیم کے رکن کو ذمہ داری تو ایسے دیتا ہے کہ جیسا اس کے باپ کا کچھ لے کر کھا رکھا ہو۔

کہ فلاں موضوع پر ایک تحریر صبح کو لکھو، فلاں موضوع پر ایک تحریر شام کو لکھو، فلاں موضوع پر رات کو، مطلب تنظیم کا اصل کام ہی یہ ہے کہ بس لوگوں سے لکھوانا،

اور ان سے تحریروں کو لے کر صدر کسی واٹس ایپ گروپ میں ڈال دیتا ہے، اور بس یعنی اس کو اتنی بھی توفیق نہیں کہ کسی اخبار میں نکلوا دے، ایک طرح سے ان کی محنتوں کو ضائع کرتا ہے،

اور حد تو تب ہوتی ہے کہ تنظیم سے جڑنے کے بعد سارے خرچہ ہی اپنی جیب خاص سے کرنے پڑتے ہیں، یہاں تک کہیں آنے جانے کا کرایہ بھی اپنی ہی پاس سے دینا پڑتا ہے۔

اور صدر جو ہر جگہ اپنے نام کے نیچے تنظیمی صدر لکھتا ہے وہ کہیں کوئی پیسہ تک نہیں لگاتا بلکہ باتوں سے ہی کام چلاتا ہے،

اور جس کو صوبہ کا نائب صدر بنایا جاتا ہے اس کا کام تنظیم سے جڑے لوگوں کو بار بار ٹارچر کرنا ہوتا ہے جیسے کہ رات آپ کو فلاں موضوع دیا گیا تھا کیا آپ نے اس پر کچھ لکھا، اب تک کیوں نہیں لکھا، اگر آپ سستی کروگے تو کیسا چلے گا وغیرہ وغیرہ،

بالآخر میں عرض کرنا چاہوں گا کہ تنظیم کا مقصد صرف تحریر ہی لکھوانا نہیں ہوتا یا اون لائن میٹنگ ہی نہیں کرنا ہوتا ہے بلکہ کسی بھی تنظیم کو مضبوط کرنے کے لیے زمینی سطح پر بھی کام کرنا ہوتا ہے، یہ کام اتنا بھی آسان نہیں جتنا کہ فرضی تنظیم والوں نے بنا رکھا ہے، کام کرو کام۔

اور تنظیم بناؤ تو پہلے اپنا بیک گراؤنڈ بھی دیکھ لو کہ میں ضرورت کے وقت لوگوں پر خرچ کر بھی کر سکتا ہوں کہ نہیں، ہر جگہ باتوں سے کام نہیں چلتا۔ اور ہر وہ علاقہ جہاں تنظیم پہنچتی ہے اور وہاں صدر بنایا جاتا ہے وہاں کہ صدر کو بھی مالی اعتبار سے مضبوط کریں، اس لیے کہ اگر تم اس کو پھوٹی کوڑی تک دوگے نہیں اور صرف اس پر کام کرنے کا دباؤ بناؤ گے تو وہ جلد ہی آپ سے جدا ہو جائے گا۔

(یہ بات بھی یاد رہے کہ سب تنظیمیں ایسی نہیں ہیں بہت بہت بڑے کام انہوں نے کئے اس لئے وہ آج بھی قابل تعریف ہیں)

زندگی اتار چڑھاؤ کا نام ہے،

آج اونچائی پر پہنچ کر اپنی اوقات نہ بھولیں کل نیچے بھی اترنا ہے،
اس لیے کہ سب دن برابر نہیں ہوتے۔

فیصلہ نہ کریں

سوشل میڈیا پر لوگوں کی اچھی پوسٹ یا کمینٹ پڑھ کر کبھی یہ فیصلہ نہ کریں کہ فلاں بڑے اچھے اخلاق کا مالک یا اچھا برتاؤ والا ہے۔ اصل اوقات اس وقت سامنے آتی ہے جب کہ آمنے سامنے ہوں۔
بعض اوقات معمولی سے احسان کی بھی بڑی قیمت چکانی پڑتی ہے۔ اس لیے جہاں تک ہو سکے لوگوں کے احسانات سے بچو۔

جب اپنے ہی لوگ نظر انداز کرنا شروع کر دیں

جب اپنے ہی لوگ نظر انداز کرنا شروع کر دیں
تو سمجھو کہ وہ لوگ سامنے والے کو نظر انداز کر بغاوت کا راستہ کھولنے کا کام کرتے ہیں۔
ایسے لوگوں کی وجہ سے کبھی کبھی اتحاد بھی افتراق بن جاتا ہے۔ اس لیے جو ساتھ چلنا چاہتے ہیں انہیں ساتھ لے کر چلنے کی کوشش کریں! ورنہ سراپا نقصان ہی نقصان ہے،

* * *

اپنے ہدف پر شاہین سی نگاہ رکھو!!
بیشک کامیابی دینا خدا کا کام ہے۔

* * *

فکر اسلام کا دورہء سرینام

کسی بھی سفر نامہ کو لکھنے کا مقصد قارئین کو اپنے تجربات و واقعات سے آگہی دینا، عام انسان کے اندر دیار غیر کے بارے میں جاننے کی خواہش پیدا کرنا اور سفر کی داستان سنانا ہوتا ہے۔

"سفر نامہ، سفر کے تاثرات، حالات اور کوائف پر مشتمل ہوتا ہے۔ اردو کے بہت سے مشہور سفر نامے ہیں۔ جن میں کچھ کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ لبیک (سفر نامہ)، نظر نامہ، کسریٰ کی ہوائیں، اندلس میں اجنبی ہیں، سات سمندر پار۔"

قارئین! آج ہم "مفکر اسلام حضرت علامہ بدر القادری مصباحی علیہ الرحمہ کا دورہء سرینام" لکھنے جا رہے ہیں۔ لیکن اس سے پہلے ایک نظر سرینام کی ابتدائی حالات پر ڈال لیں۔

سرینام کی ابتدائی حالات کا جائزہ:

سرینام (**Suriname**) یہ ملک امریکا کہ شمالی حصہ میں واقع ہے۔

اس کا یوم تاسیس 25 نومبر 1975ء ہے۔ یہاں کی سرکاری زبان "ولندیزی" زبان۔ اور رقبہ 163270 مربع کلومیٹر ہے۔ اور پارامار یبو (**Paramaribo**)

اس ملک کا دار الحکومت ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ وہاں کا سب سے بڑا شہر ہے۔ یہاں مختلف اقوام و ادیان کے لوگ واقع ہیں، باعتبار قومیت جس کی تفصیل یہ ہے:

"حبشی 158,000 مسیحی 145637 ہندوستانی 142,300 ہندو 112095 انڈونیشی 58900 مسلمان 77375 ریڈ انڈین 10200 یہودی 192 اور اور باعتبار ادیان: چینی 6400 کنفیوششی 6537 پورچین 4000 یہودا (مسیحی) 14626 عربی وغیرہ 5100 مختلف 37648" (جادو منزل ص ۴۰۶)

حضرت علامہ بدر القادری علیہ الرحمہ سرینام کے مسلمانوں کی ابتدائی دور کے مذہبی حالات کا ایک جائزہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "سرزمین ہندوستان سے مزدور لانے کے واسطے انگریزوں نے صوبہ یوپی شمالی مشرقی اضلاع کے اور بہار کے باشندوں کا انتخاب کیا۔ آدمیوں کی فراہمی کا یہ طریقہ تھا کہ ان

علاقوں میں انہوں نے اپنے ایجنٹ چھوڑ رکھے تھے جو سیدھے سادھے کسانوں کو خوش آئند زندگی اور کم محنت میں زیادہ پیسے کمانے کا لالچ دے کر اڈوں تک لاتے۔ ان اڈوں کو ڈپو کہا جاتا تھا۔ ہر ڈپو سے مزدور کلکتہ لائے جاتے، وہاں سے بحری جہازوں کے ذریعہ انہیں سرینام بھیج دیا جاتا۔ ہندوستانیوں کو اس طرح لانے کا سلسلہ ۳۴ سال تک چلتا رہا۔

سمندری سفر کے دوران نہ جانے کتنے لوگ طرح طرح کی تکلیفوں میں مبتلا ہو کر جان بحق ہو گئے۔ ان بحری جہازوں کو سرینام پہنچنے میں کم سے کم ڈیڑھ ماہ اور زیادہ سے زیادہ ڈھائی تین ماہ کا وقت لگتا تھا۔ ہندوستانیوں کو لے کر سرینام کا سفر کرنے والے پہلے جہاز کا نام "لالہ رخ" تھا۔ جو ۲۶/فروری ۱۸۳۷ء کو چل کر تین ماہ آٹھ روز بعد ۵/جون ۱۸۷۳ء کو سرینام پہنچا تھا۔ سرینام کی ہندوستانی نسل کو "لالہ رخ" اور "کلکتہ" کے لفظ سے آج تک ایک جذباتی لگاؤ ہے۔" (جادو منزل ص ۴۰۹)

بعد ازاں وہاں کے مسلمان مذہبی نقطۂ نظر سے جن خرابیوں میں مبتلا ہونے لگے وہ یہ تھیں:

* بہت سے مسلمانوں نے ہندو عورتوں اور ہندو مردوں نے مسلمان عورتوں سے شادیاں کیں۔
* بے محابا اختلاط اور دینی شعور کی عدم موجودگی نے مشرکانہ معاشرہ کی بہت سی عادتیں لے لیں۔
* شراب نوشی اور جوا وغیرہ کی بری عادتیں مسلمانوں میں بھی پھیل گئیں۔

جادو منزل ص ۴۱۳ پر لکھا ہے کہ "مجموعی اعتبار سے سرینام میں اسلام اور مسلمانوں کو باقی رکھنے میں "میاں جی" حضرات نے جو کارنامے انجام دیئے وہ قابلِ ذکر اور لائقِ مبارکباد ہیں۔"

"میاں جی": سرینام کے مذہبی ذمہ داروں کو وہاں کی زبان میں کہا جاتا ہے۔ اِن لوگوں کی ممکنہ حد تک کوشش یہ رہتی کہ مسلمان اپنے مذہب کا پابند رہیں، میلاد کی محفلیں قائم ہوتی رہیں، یعنی اس طرح سے یہ مسلمانوں کے دل میں عشقِ رسول ﷺ کی شمع روشن کرتے رہے۔

اس کے بعد سرینام کی سرزمین پر مبلغ اسلام حضرت علامہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ کی تشریف آوری ہوئی۔ آپ کے آنے سے سرینامی مسلمانوں کے ایمان و عقائد جگمگا اٹھے۔

"آپ نے اصل اسلام اور نام نہاد اسلام بالخصوص اسلام اور مرزائیت کے بعد المشرقین کو ان پر واضح کیا " بہت سے افراد تائب ہوئے، اور حضرت علامہ عبد العلیم صدیقی کے بعد آپ کے خلیفہ مولانا فضل الرحمن انصاری نے زبردست تبلیغی کارنامہ انجام دیا۔ یہاں تک کہ مولانا فضل الرحمن انصاری نے یہاں پہلا اسلامی مرکز قائم کیا۔ "جامع مسجد پاراماری بو" تعمیر ہوئی۔ انصاری اسکول کی بنیاد رکھی گئی۔ آپ کے ذریعہ مذہبیت پروان چڑھی۔ مرزائیت کافور ہوئی۔ اور ان کے بعد علامہ شاہ احمد نورانی، مولانا سید سعادت علی قادری صاحبان نے یہاں کے مسلمانوں کی مذہبی حالات کو مستحکم کیا۔ یہ سرینام کے ابتدائی حالات کا ایک جائزہ تھا۔

مفکر اسلام کے دورہء سرینام:

اب یہاں سے مفکر اسلام کے دورہء سرینام پر بھی ایک نظر ڈال لیں! سرینام کی مسلم تنظیم " اصحاب اسلام" کے صدر حاجی احمد مدار صاحب نے ۲۶/جون ۱۹۸۶ء تا ۷/جولائی ۱۹۸۶ء افتتاح مسجد کے جلسے میں حضرت مولانا بدر القادری صاحب کو سرینام آنے کی دعوت دی۔

کیونکہ نیونکیری میں یہ مسجد کئی سال کی جدوجہد کے بعد تعمیر کی تھی۔

تو آپ سرینام کو ایس، ایل، ایم سرینام ایئر ویز (SLM Surinme airways) کے جہاز سے تشریف لے گئے۔ جہاز کی کیفیت بیان کرتے آپ لکھتے ہیں: " جہاز نہایت ہی تنگ، بیٹھنے میں پریشانی محسوس ہو رہی تھی۔ نشست کی سیٹیں بہت چھوٹی اور نزدیک نزدیک بنائی گئی ہیں۔ سیٹ نمبر ۱۴ ایف (F-14) جو مجھے ملی ہے اس کے بغل میں ایک اتنا موٹا آدمی بیٹھا ہوا ہے جس کا جسمانی پھیلاؤ اپنی سیٹ سے گزر کر میری سیٹ تک آرہا ہے۔ بے چارہ نہایت کشمش میں پھنسا ہوا ہے اور عالم یہ ہے کہ پورے جہاز میں ایک سیٹ بھی نظر نہیں آرہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ "ایس، ایل، ایم (SLM) کے پاس تین چار ہی جہاز ہیں اور سرینام کے لوگ ہالینڈ سے وطن کا سفر کرنے کے لیے اپنی سرینامی ایئر لائن ہی کو ترجیح دیتے ہیں۔ ہالینڈ سے سرینام کے لیے کے-ایل-ایم، ایس-ایل-ایم (KLM,

SLM) کے علاوہ کوئی اور فلائٹ جاتی بھی نہیں۔ اسی لیے ہر فلائٹ بلکل فل (full) ہوتی ہے۔" ـــــ یہاں تک کہ آپ ۲۶/جون شام پانچ بجکر پچاس منٹ پر ہالینڈ سے چل کر ۸ گھنٹے بعد سرینام ائیر پورٹ پر اترے۔ اور یہاں سے بذریعہ کار آپ پاراماری بو شہر پہنچے۔ اور یہاں جامع مسجد میں عشاء کی نماز ادا کی۔ حاجی نصیر محمد ہاشم صاحب کے مکان پر رات کو ٹھہرنے کا انتظام ہوا۔ اور پھر ۲۷/جون ۱۹۸۶ء کو حاجی مدار صاحب کے آپ چھوٹے جہاز کے ذریعہ نکیری پہنچے۔ جیسے ہی ائیر پورٹ پر پہنچنے تو آپ کا پرزور استقبال ہوا۔ مسجد پہنچے جمعہ کی اذان ہوئی، لوگ سنت سے فارغ ہوئے۔ تو مولانا بدر القادری صاحب نے "مسجد کو آباد کرنے کی ذمہ داری" پر ایک بہترین خطاب فرمایا، ساتھ ہی لوگوں کو مسجد کی تعمیر پر مبارکباد بھی پیش کی۔ اور نمازِ جمعہ کی امامت بھی آپ ہی نے فرمائی۔

اگلے دن گیارہ بجے دن میں گیانا کے "ریکی" نامی شخص نے اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہی تو آپ نے اس کے سامنے اس طرح سے اسلام کا تعارف اور اس کے بارے میں معلومات فراہم کی کہ وہ شخص اسلام سے اس قدر متاثر ہوا کہ اسی وقت آپ کے ہاتھوں پر اسلام قبول کر لیا۔ اور اس کا نام "محمد اقبال" رکھا۔ گیانا ہی میں کئی لوگوں نے آپ سے شرفِ بیعت حاصل کیا اور سلسلہ رضویہ قادریہ میں شمولیت پائی۔ بعد عصر مولانا بدر القادری نے مسجد کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر مولانا بدر صاحب اور تمام مسلمانوں نے رب کی بارگاہ میں رو رو کر دعائیں کی۔ مسجد کی آبادکاری، بانیان مسجد کے خیر و برکت کے لیے اور تمام حاضرین کے حق میں دعا کی گئی۔

اس موقع پر مولانا بدر القادری نے کچھ اشعار افتتاح مسجد سے متعلق فی البدیہہ کہے۔

توفیقِ خیر دی ہے جو پروردگار نے
مسجد بنائی حاجئ احمد مدار نے
رحمت کا آبشار ہے رحمت خدا کا گھر
آؤ یہاں پہ بارگنہ کو اتارنے

مسجد خدا سے بندوں کے ملنے کا ہے مقام
کہتی ہے آؤ مومنو! سجدہ گزارنے
اس گھر کی آب و تاب ہے حمد و صلوٰۃ ذکر
مل جل کے آؤ قلب و جگر سنوارنے
انیس سو چھیاسی ہوا سال افتتاح
پایا قرار سب کے دلِ بے قرار نے
اے بدر دو نکیری کے لوگوں کو یہ پیام
آؤ خدا کے بندو! خدا کو پکارنے

رات میں بعد نماز عشا جلسہ ہوا جس میں نکیری اور ملک سرینام و گیانا کے دس سے زائد ائمہ مساجد اور پاراماریبو کے متعدّد افراد نے اس میں شرکت کی۔ اور آخری اور خصوصی تقریر مولانا بدر القادری صاحب کی ہوئی۔ اس موقع پر آپ نے تعمیر مسجد کی اہمیت، اسلامی عظمت رفتہ، تعمیر کعبہ اور تعمیر مسجد نبوی کا منظر پیش کیا۔ اور ساتھ ہی خواتین کو مسجد آنے سے کیوں روکا گیا اس کی وضاحت فرمائی۔

بعد ازاں دو تین دن لوگوں سے ملاقاتیں اور دعوتوں میں گزرے۔ اور پھر ۴/ جولائی کو نمازِ جمعہ ایس، ایم، اے (SMA) کی جامع مسجد میں پڑھائی۔ اور یہاں بھی آپ نے نماز سے پہلے مختصر سا خطاب فرمایا۔ اور ۵/ ٦ تاریخ کو بھی جلسے ہوئے جن میں آپ کی تقریریں ہوئیں۔ ان جلسوں میں آپ نے " اَشِدّاءُ علی الکفار ورحماء بینھم " " امام احمد رضا کی علمی اور دینی خدمات " " مرزائیوں قادیانیوں کے کفر کی وضاحت " " علم اور علما کی قدر " جیسے موضوعات پر پُر مغز خطاب فرمایا۔

اور پھر ۷/ جولائی بروز پیر کو آپ بذریعہ طیارہ ہالینڈ کے لیے روانہ ہو گئے۔

نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کر دے

تاجدار مدینہ راحت قلب و سینہ حضرت محمد عربی ﷺ سے عقیدت و محبت مسلمان کے ایمان کا بنیادی حصہ ہے۔ اور کسی بھی شخص کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک رسول اللہ ﷺ کو تمام رشتوں سے بڑھ کر محبوب و مقرب نہ جانا جائے۔

فرمانِ مصطفیٰ ﷺ ہے: " لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ "یعنی تم میں سے کوئی بھی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کے نزدیک اللہ کے رسول ﷺ اس کے ماں، باپ، اولاد اور باقی سب اشخاص سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جائیں۔

یہی وجہ ہے کہ امت مسلمہ کا شروع دن سے ہی یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی سے محبت و تعلق کے بغیر ایمان کا دعویٰ باطل اور غلط ہے۔ اگر کسی موڑ پر کسی بدذات نے آپ ﷺ کی شان میں کسی بھی قسم کی گستاخی کرنے کی کوشش کی تو مسلمانوں نے اس کو کیفر کردار تک پہنچایا۔ یہاں تک کہ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ نے اللہ پاک اور اس کے رسول کے مقابلے میں رشتے داری کا بھی کوئی لحاظ نہیں رکھا۔ جیسا کہ حضرت عبیدۃ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں محبتِ رسول کو ترجیح دیتے ہوئے اپنے والد کو قتل کر دیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جنگِ بدر کے دن اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو لڑائی کے لیے طلب کیا لیکن رسولِ کریم ﷺ نے انہیں اس جنگ کی اجازت نہ دی۔ حضرت معصب بن عمیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو قتل کیا۔ حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو جنگِ بدر کے دن قتل کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم، حضرت حمزہ اور حضرت ابوعبیدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا نے ربیعہ کے بیٹوں عتبہ اور شیبہ کو اور ولید بن عتبہ کو بدر میں قتل کیا جو ان کے رشتہ دار تھے۔ اسی طرح ایک نابینا صحابی کی باندی حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرتی تھی، وہ ایک رات اٹھے اور اسے اس کے منطقی انجام تک پہنچایا۔ حضور ﷺ کو خبر ملی تو فرمایا کہ اس کا خون ہدر اور رائیگاں

ہے۔کعب بن اشرف مشہور یہودی رئیس تھا، حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا اور ہجویہ اشعار کہتا، حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی خواہش پر جاکر اس کی سرکوبی کی۔ مدینہ منورہ میں ابو عفک نامی ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں ہجویہ نظم لکھی، حضرت سالم بن عمیرؓ نے حضور ﷺ کے ارشاد پر جاکر اسے واصل جہنم کیا۔ فتح مکہ کے موقع پر عام معافی کا اعلان کردیا گیا تھا، لیکن شاتم رسول ابن خطل کو معافی نہیں دی گئی، اس نے خانہ کعبہ کا پردہ پکڑا تھا اور اسی حالت میں اسے واصل جہنم کیا گیا، ابن خطل کی دو لونڈیوں کا خون بھی حضور ﷺ نے رائیگاں قرار دیا تھا، کیونکہ وہ بھی حضور ﷺ کی شان میں ہجویہ اشعار گایا کرتی تھیں۔ درحقیقت یہ والہانہ جوش اور مذہبی وارفتگی کی نہایت سچی مثال تھی جس میں ماں، باپ، بھائی، بہن، غرض تمام رشتہ دار بالکل ایک اجنبی دشمن کی طرح نظر آتے۔

لہذا کلام مجید فرقان حمید میں اللہ رب العزت سبحانہ وتعالیٰ عالم الغیب والشھادۃ ارشاد فرماتا ہے: لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ

ترجمہ: تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور آخرت کے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔

اس آیتِ کریمہ کے تحت امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلی علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں: اس آیتِ کریمہ میں صاف فرمادیا کہ جو اللہ یا رسول کی جناب میں گستاخی کرے، مسلمان اُس سے دوستی نہ کرے گا، جس کا صریح مفاد ہوا کہ جو اس سے دوستی کرے گا وہ مسلمان نہ ہوگا۔ پھر اس حکم کا قطعًا عام ہونا بالتّصریح ارشاد فرمایا کہ باپ، بیٹے، بھائی، عزیز سب کو گِنایا، یعنی کوئی کیسا ہی تمہارے زعم میں مُعَظَّم یا کیسا ہی تمہیں بالطّبع محبوب ہو، ایمان ہے تو گستاخی کے بعد اس

سے محبت نہیں رکھ سکتے، اس کی وقعت نہیں مان سکتے ورنہ مسلمان نہ رہو گے۔

حضرت تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کر دے
پدر مادر برادر جان و مال سب ان پر فدا کر دے

ایک اور مقام پر اللہ رب العزت کا ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ا قْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ-وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۠ (۲۴)

ترجمہ: تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو (انتظار کرو) یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ (التوبۃ:24)

اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت الشاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ الرحمہ فرماتے ہیں: اس آیت سے معلوم ہوا کہ جسے دنیا جہان میں کوئی معزز، کوئی عزیز، کوئی مال، کوئی چیز اللہ و رسول سے زیادہ محبوب ہو، وہ بارگاہِ الٰہی سے مردود ہے، اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی طرف راہ نہ دے گا، اسے عذابِ الٰہی کے انتظار میں رہنا چاہیے، وَالْعِیَاذُ بِاللہِ تَعَالٰی۔ تمہارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں: ”تم میں کوئی مسلمان نہ ہو گا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ، اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔

اس نے تو بات صاف فرمادی کہ جو حضورِ اقدس ﷺ سے زیادہ کسی کو عزیز رکھے ہرگز مسلمان نہیں۔
(فتاویٰ رضویہ، ۳۰، ص: ۳۱۰-۳۰۹)

اور جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو عزیز رکھا اور آپ سے محبت کی آپ ﷺ کی اطاعت و فرمابرداری کی تو ان حضرات کے لیے آخرت میں بڑا انعام ہے۔

اللہ رب العزت فرماتا ہے:

''وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا'' (النساء: ۶۹)

روایت ہے کہ حضرت ثوبان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سرکار دوعالَم ﷺ کے ساتھ کمال درجے کی محبت رکھتے تھے اور انہیں جدائی کی تاب نہ تھی۔ ایک روز اس قدر غمگین اور رنجیدہ حاضر ہوئے کہ چہرے کا رنگ بدل گیا تھا تو رسولِ کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: آج رنگ کیوں بدلا ہوا ہے؟ عرض کیا: نہ مجھے کوئی بیماری ہے اور نہ درد سوائے اس کے کہ جب حضورِ اقدس ﷺ سامنے نہیں ہوتے تو انتہا درجہ کی وحشت و پریشانی ہوجاتی ہے، جب آخرت کو یاد کرتا ہوں تو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ وہاں میں کس طرح دیدار پاسکوں گا؟ آپ اعلیٰ ترین مقام میں ہوں گے اور مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے جنت بھی دی تو اس مقامِ عالی تک رسائی کہاں؟ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی:

> اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ کتنے اچھے ساتھی ہیں۔ (النساء: ۶۹)

ماحصل یہ کہ کسی بھی مسلمان کے لیے یہ روا نہیں کہ وہ بددینوں، بدمذہبوں، اللہ اور اس کے رسول کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والوں سے قلبی لگاؤ، محبت، دوستی اور میل جول رکھے۔

"پیدل چل کر حج کا سفر طے کرنا"

موجودہ دور میں انسان سفر کی ایڈوانس سہولیات سے ایک جگہ سے دوسری جگہ تھوڑی دیر میں پہنچ جاتا ہے، یعنی بے شمار تیز رفتار سواریوں کی سہولیات مہیا ہے۔ ان سب کے باوجود بھی بعض شوقین مزاج مسلمان طویل سفر پیدل طے کر کے حج کرتے ہیں۔ اس طرح کا ایک واقعہ یکم اگست 2021ء کو سامنے آیا" کہ عراقی آدم محمد یکم اگست 2021 کو برطانیہ سے حج کی ادائیگی کے لیے مکہ روانہ ہوئے۔ اور جولائی 2022 میں مقدس سرزمین مکہ معظمہ تک پہنچنے کا ایک ہدف مقرر کیا۔ عراقی کو اس سفر میں تقریباً گیارہ ماہ لگے اور وہ آخر کار منزل مقصود تک پہنچے۔ اسی طرح کی ایک خبر امسال بھی سرخیوں میں بنی ہوئی ہے کہ ایک کیرالہ کا رہنے والا نوجوان شخص جس کا نام شہاب ہے۔ یہ نوجوان بھی حج کے مقدس سفر پر 2 جون کو گھر سے نکل چکا ہے۔ اس نوجوان کو بھارت سے مکہ مکرمہ پہنچنے میں 280 دن لگیں گے جس میں اسے 8,640 کلومیٹر کا سفر طے کرنا ہے۔ اس کا ہدف 25 کلومیٹر روزانہ پیدل چلنا ہے، تاکہ 2023ء کو ہونے والے حج میں یہ شرکت کر سکے۔ اگر تاریخ کے اوراق پلٹ کر دیکھیں تو اس طرح کے کئی ایسے واقعات (پیدل چل کر حج کرنے والوں کے) ملتے ہیں۔ انہیں میں سے ایک یہ واقعہ بھی کافی مشہور و معروف ہے کہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ ایک دفعہ آپ پیدل سفر حج کے لیے روانہ ہوئے، آپ راستے میں چند قدم چلتے اور جائے نماز (مصلے) بچھا کر دو رکعت نماز پڑھتے۔ اس طرح آپ بارہ سال میں کعبہ معظمہ پہنچے۔ (تذکرۃ الاولیاء، ج:۱، ص:۱۳۸) اور حضرت امام حسین کے بارے میں یہ بھی منقول ہے کہ آپ نے پچیس حج پاپیادہ کیے۔ لیکن کیا شریعت میں پیدل حج کرنے والوں کے لیے فضیلتیں وارد ہوئی؟؟ تو ارشاد ربانی ہے:

وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ۙ (۲۷)

اور لوگوں میں حج کی عام ندا کر دے وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر دُبلی اونٹنی پر کہ ہر دُور

کی راہ سے آتی ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اس آیت ''اَذِّنْ'' میں رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو خطاب ہے، چنانچہ حجۃ الوداع میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اعلان کر دیا اور ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تم پر حج فرض کیا تو حج کرو۔ (النسفي، مدارک التنزیل، تحت الحج: ۲۷) اور ایک قول یہ ہے کہ کعبہ شریف کی تعمیر کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ اب لوگوں کو میرے گھر آنے کی دعوت دو، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے ابو قبیس پہاڑ پر چڑھ کر جہان کے لوگوں کو ندا کر دی کہ بیتُ اللہ کا حج کرو۔ جن کی قسمت میں حج کرنا لکھا تھا انہوں نے اپنے باپوں کی پشتوں اور ماؤں کے پیٹوں سے جواب دیا ''لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ'' یعنی میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ {یَاْتُوْكَ رِجَالًا: وہ تمہارے پاس پیدل آئیں گے۔} یعنی جب آپ لوگوں میں حج کا اعلان کریں گے تو لوگ آپ کے پاس پیدل اور ہر دبلی اونٹنی پر سوار ہو کر آئیں گے جو دور کی راہ سے آتی ہیں اور کثیر سفر کرنے کی وجہ سے دبلی ہو جاتی ہے۔ (البغدادی، تفسیر الخازن، تحت الحج: ۲۷) اگر اس آیت کریمہ میں دیکھا جائے تو "یَاْتُوْكَ رِجَالًا" کے ذریعہ حج کے لئے پیدل آنے والوں کا بھی ذکر ہے، اور احادیث میں بھی پیدل حج کرنے والوں کے لیے بہت سی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے مکہ سے پیدل حج شروع کیا حتّٰی کہ (حج مکمل کر کے) مکہ لوٹ آیا تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلے سات سو نیکیاں حرم کی نیکیوں میں لکھے گا۔ عرض کی گئی: حرم کی نیکیاں کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا ''ہر نیکی کے بدلے ایک لاکھ نیکیاں۔

(مستدرک، اول کتاب المناسک، فضیلۃ الحج ماشیاً، ۲/۱۱۴، الحدیث: ۱۷۳۵ او ملخصا العطاری، تفسیر صراط الجنان، تحت الحج: ۲۷)

اور بہار شریعت میں حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: پیدل کی طاقت ہو تو پیدل حج کرنا افضل ہے۔ حدیث میں ہے: ''جو پیدل حج کرے، اُس کے لیے ہر قدم پر سات سو ۷۰۰ نیکیاں ہیں۔'

(ردالمحتا)(بہار شریعت، ج:1، ص:1049)

چھتر سال فلم: تاریخ کی دھجیاں اڑاتی فلم انڈسٹری اور ہماری خاموشی

ہم کون سی غفلت میں ہیں؟

جواب تک ہماری آنکھیں ہی نہیں کھل رہی ہیں۔

یہ جو آپ MxPlayer پر فلم کا بینر دیکھ رہے ہیں اس فلم میں حضرت اورنگزیب رحمۃ اللہ علیہ کو ایک ظالم بادشاہ، ایک ویلن بنا کر دکھایا جا رہا ہے، اور بندیل کھنڈ کے چھتر سال کو ہیرو بنا کر پیش کیا گیا ہے، اس میں حقیقت کو پس پشت ڈال کر تاریخ کو ایسے توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا کہ عوام حضرت اورنگزیب رحمۃ اللہ علیہ اور اسلام سے بدظن ہو جائے۔ پچھلے سال کی بات ہے کہ لکشمی جو ہندوؤں کی دیوی ہے اس کے نام کو صرف فلم کا ٹائٹل بنا کر اس کے ساتھ لفظ "بم" کا استعمال کیا تھا کہ ان لوگوں نے اس لفظ کو اپنی دیوی کے نام کے ساتھ بلکل بھی برداشت نہیں کیا اور ہر طرف اس طرح سے تباہی مچائی کہ بالاخر لکشمی نام سے بم کو ہٹانا پڑا۔ ایک ہم ہیں کہ ہمارے بزرگوں کے کردار کو مجروح کر ان کے نام کو غلط طریقہ سے استعمال کر پوری پوری فلمیں اور سیریل بنائے جا رہے ہیں، اور ان کے نام پر ناجائز طریقہ سے لوگ شہرت، مال و دولت پا رہے ہیں، ہر طرف دوسرے لوگ ہمارے ناموں کو غلط طریقہ سے استعمال کر بے جا فائدہ اٹھا رہے ہیں، اور ایک ہم ہیں کہ ہمارے کانوں پر جو تک نہیں رینگ رہی۔

آخر ایسا کیوں؟؟

خدارا اس پر روک لگائیں،

ہمیں آتنک وادی ثابت کرنے میں فلم انڈسٹری کا بھی بہت بڑا ہاتھ ہے۔ اس لیے کہ یہ فلم انڈسٹری والے جہاں بھی مسلم کریکٹر رکھتے ہیں ساتھ ہی اس کو آتنک وادی کریکٹر میں بھی دکھاتے ہیں، یہ جو فلم ہے ابھی صرف اس کا ٹریلر ہی آیا ہے، اور آج یہ فلم ریلیز بھی ہونے جا رہی ہے

اس کے ریلیز ہونے سے پہلے پہلے اس پر روک لگانے کا مطالبہ کریں، ہر تنظیم اور اس سے جڑا ہر

شخص ہر چھوٹے بڑے انسان کی ذمہ داری ہے کہ اس پر آواز اٹھانے کی کوشش کرے، ساتھ ہی اپنے اپنے علاقے سے ایم ایکس پلیر پر، اور اس فلم کے ڈائریکٹر اور جن کی مدد سے یہ فلم بن رہی ہے ان پر ایف آئی آر درج کر کاروائی کا مطالبہ کریں،

ہو سکتا ہے کہ آپ کی بدولت یہ کام رک جائے۔

اور ان ظالموں کو آگے کے لیے سبق مل جائے، اگر یہ فلم ریلیز ہونے سے نہ بھی رکی تو یہ لوگ آگے سوچ سمجھ کر قدم اٹھائیں گے، اور اس طرح کی حرکت کرنے سے پہلے سو بار سوچیں گے،

اگر آج ہم نے ڈھیل دی تو مستقبل میں اس کا نتیجہ بہت برا ہو گا۔

حضور ﷺ اور جبرئیل امین کا حسنین کریمین کو داد دینا

عن أبي هريرة ، عن النبي ﷺ قال : كان الحسن و الحسين يصطرعان بين يدي رسول الله ، فكان رسول الله ﷺ يقول : هي حسن ۔ فقالت فاطمة : يا رسول الله ﷺ ! لم تقول هي حسن ؟ فقال : إن جبريل يقول : هي حسين -

''حضور ﷺ کے سامنے حسنین کریمین کشتی لڑ رہے تھے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے: حسن جلدی کرو۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ صرف حسن کو ہی ایسا کیوں فرما رہے ہیں؟ حضور ﷺ نے جواب دیا: کیونکہ جبرئیل امین حسین کو جلدی کرنے کا کہہ کر داد دے رہے تھے۔'' (ابو یعلی، المعجم، ۱: ۱۷۱، رقم: ۱۹۲، عسقلانی، الاصابہ، ۲: ۷۷، رقم: ۱۷۲۶ ابن اثیر، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ۲: ۲۲)

* * *

اگر ہمارے جلسے جلوسوں میں

اگر ہمارے جلسے جلوسوں میں خطیب اور شاعر صاحب کی تقریر اور نعت سے پہلے نظامت نہ کر ان کا حقیقی تعارف پیش کر دیا جائے تو اس کے دو فائدے تو بظاہر یہ نظر آئیں گے۔

۱-کہ لوگ عالم صاحب کا علمی معیار جان لیں گے اور ان کے بارے میں صحیح معلومات لوگوں تک پہنچ جائے گی۔

۲-دوسرا یہ کہ خود ساختہ علما، علامۃ الدھر، کی بھی چھانٹ پھینٹ ہو جائے گی۔اور جھوٹے القابات کا رواج بھی بند ہو جائے گا۔

اور اس کے علاوہ پوشیدہ فوائد تو بے شمار ہیں۔

رہا تعارف تو مثلاً اس طرح: کہ فلاں صاحب اتنے سال فلاں ادارے میں رہ کر مولوی صاحب بنے فلاں جگہ رہ کر عالم کی ڈگری لی اور فلاں جگہ یہ فرائض انجام دے رہے ہیں وغیرہ وغیرہ۔اس کے بعد عصری تعلیم کی ڈگری وہاں سے لی۔۔۔

آنکھیں اشکبار ہیں

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے آپ کو یمن کی طرف (قاضی بنا کر) بھیجا تو رسول اللہ ﷺ آپ کو نصیحت کرنے کے لیے ان کے ساتھ باہر تشریف لے گئے۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سواری پر بیٹھے ہوئے تھے اور رسول اللہ ﷺ آپ کی سواری کے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔جب آپ ﷺ بات مکمل کر چکے تو فرمایا اے معاذ! ممکن ہے کہ آئندہ سال تمہاری مجھ سے ملاقات نہ ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم میری مسجد اور میری قبر (روضہ مبارک) کے پاس سے گزرو۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے جدائی کی وجہ سے یہ سن کے زار و قطار

رونے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا رخ تبدیل کیا اور مدینے کی طرف منہ مبارک کر کے فرمایا: لوگوں میں سے میرے نزدیک وہ ہیں جو متقی ہیں چاہے وہ کوئی ہوں اور کہیں بھی ہوں۔

(ماخوذ از مسند احمد بن حنبل مسند معاذ بن جبل جلد 7 صفحہ 359 حدیث 22402 عالم الکتب بیروت 1998ء)

آج چودہ سو سال کے بعد اس روایت کو پڑھ رہا ہوں تب آنکھیں اشکبار ہیں۔ وللہ! اس وقت کیا کیفیت رہی ہوگی، کیا دلوں پر گزری ہوگی۔

* * *

جب تک تمہارے اندر حوصلہ و ہمت باقی ہے تب تک تمہیں دنیا کی کوئی طاقت ہرا نہیں سکتی۔

یہ دنیا ہے یہاں تمہیں جو کام کرنا ہے اپنے اعتبار سے کرتے چلے جایے اور اس بات کی پرواہ تک نہ کریں کہ فلاں کیا کہے گا

فلاں کیا کہے گا۔۔۔۔۔فلاں کی تو ایسی کی تیسی

* * *

خطبات حجۃ الوداع اور حقوق انسانی

"وداع" واؤ کے زبر کے ساتھ اس کے معنی ہیں "رخصت کرنا" اور حجۃ الوداع یہ وہ حج ہے جس کو حضور ﷺ نے حج کی فرضیت نازل ہونے کے بعد ۱۰ھ میں کیا! اس حج مبارک کو متعدّد ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ حجۃ الوداع، حجۃ التمام، حجۃ الاسلام اور حجۃ البلاغ۔

مذکورہ بالا ناموں کی وجہ تسمیہ؛

حجۃ الوداع: آپ ﷺ نے اپنے خطبات میں لفظ "الوداع" استعمال کیا اس طور پر کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اس مقام پر میری تم سے یہ آخری ملاقات ہے چونکہ آپ ﷺ نے الوداع کہا تو الوداع سے ہی مشہور ہو گیا۔ یہ نام سب سے زیادہ مشہور و معروف ہے۔ اور کتبِ احادیث میں اکثر راوی بھی اسی نام سے روایت کرتے ہیں۔

حجۃ التمام: کہنے کی وجہ تو اس لیے کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کریم ﷺ پر تمام انعامات پورے فرمادیے۔

"وَاتممت علیکم نعمتی"

میں نے تم پر اپنی نعمتیں پوری کردی ہیں۔

حجۃ الاسلام: اس کو اس لیے کہا جاتا ہے کہ اسلام کی پسندیدگی کا کھلم کُھلا اعلان اسی موقع پر کیا گیا۔

جیسے کہ ارشاد ربانی ہے:

"ورضیت لکم الاسلام دینا"

میں نے تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کرلیا۔

حجۃ البلاغ: اس لیے کہا جاتا ہے کہ سرکار ﷺ نے دین متین کی تبلیغ کے تمام حق ادا کردیئے۔

یہاں یہ بات بھی ذکر کردی جاتی ہے کہ اسلام میں حج ۹ ہجری ہی میں فرض ہو چکا تھا لیکن آپ ﷺ دعوت اسلام اور تعلیم احکام میں مصروفیت کے سبب ۹ ہجری میں حج نہ فرما سکے البتہ آپ ﷺ نے عمرے کئے۔

سرکار ﷺ کا حج مبارک

جب حج کی فرضیت نازل ہوئی تو دسویں سال آپ ﷺ نے لوگوں میں اعلان کرایا کہ رسول اللہ حج کا ارادہ رکھتے ہیں جو لوگ حج کے لئے جانا چاہتے ہیں وہ رفاقت کے لئے تیار ہو جائیں اس اعلان کو سن کر مخلوق خدا کی ایک بہت بڑی تعداد (حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ کتنے آدمی تھے؟ اس بارہ میں مختلف اقوال ہیں چنانچہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس حج میں آپ ﷺ کے ساتھ نوے ہزار آدمی تھے، بعض حضرات نے ایک لاکھ تیس ہزار اور بعضوں نے اس سے بھی زائد تعداد بیان کی ہے) مدینہ میں جمع ہوگئی چنانچہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ ماہ ذی قعدہ کے ختم ہونے سے پانچ دن پہلے ظہر

وعصر کے درمیان مدینہ سے روانہ ہوگئے۔ جب ہم لوگ ذوالحلیفہ پہنچے تو وہاں اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے محمد بن ابوبکر پیدا ہوئے۔ (حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلے حضرت جعفر بن ابی طالب کے نکاح میں تھیں ان کے انتقال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان سے نکاح کیا۔ چنانچہ جب آنحضرت ﷺ حجۃ الوداع کے لئے روانہ ہوئے ہیں تو اس وقت یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں تھیں) اسماء نے کسی کو حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور دریافت کرایا کہ اب میں کیا کروں؟ آیا احرام باندھوں یا نہ باندھوں اور اگر باندھوں تو کس طرح باندھوں؟ آپ ﷺ نے کہلا بھیجا کہ غسل کر کے کپڑے کا لنگوٹ باندھوں اور پھر احرام باندھ لو۔ بہرکیف رسول کریم ﷺ نے مسجد ذوالحلیفہ میں نماز پڑھی۔

آپ ﷺ نے بآواز بلند تلبیہ کے کلمات کہے۔ قصواء پر جو حضور ﷺ کی اونٹنی کا نام تھا سوار ہوئے۔ اور وہ آپ ﷺ کو لے کر بیداء کے میدان میں کھڑی ہوئی تو آپ ﷺ نے بآواز بلند تلبیہ کے یہ کلمات کہے:

لبیك اللھم لبیك لاشریك لك لبیك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شریك لك۔

آپ ﷺ بار بار تلبیہ دہراتے اور آپ کے ساتھ دور تک دکھائی دینے والا انسانوں کا عظیم سمندر اپنے محبوب کی قیادت میں تلبیہ بلند کرتے ہوئے کعبہ کی طرف بڑھا۔ آپ ﷺ تقریباً آٹھ دن سفر کرنے کے بعد بروز اتوار ۴/ ذی الحجہ ۱۰ھ کو اپنے اصحاب کے ساتھ مسجد حرام مکہ میں پہنچ گئے۔ کعبہ شریف کی زیارت فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے یوم الترویہ (آٹھ ذوالحجہ) سے پہلے (سات ذوالحجہ) لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا، جس میں ان کو ان کے مناسک کے بارے میں خبر دی۔"

جس کے متعلق امام بیہقی 'سنن الکبریٰ' میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ فرمان ذکر کرتے ہیں:

"كان رسول الله ﷺ إذا كان قبل التروية خطب الناس فأخبرهم بمناسكهم"

۸/ذی الحجہ، ترویہ کے دن آپ ﷺ مکہ مکرمہ سے چل کر صحابہ کرام کے ساتھ منیٰ تشریف لے گئے۔ ۹/ذی الحجہ کی صبح تک وہیں قیام فرمایا اور نبی ﷺ نے عرفہ کے دن کا خطبہ میدانِ عرفات میں سواری پر جمعہ کے دن ظہر کی نماز سے پہلے خطبہ ارشاد فرمایا۔

خطبۂ حجۃ الوداع کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

اِبتدائیہ (Preamble)

اِذَا كَانَ يَوْمُ الْحَجِّ اَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم عَرَفَةَ، فَنَزَلَ بِهَا حَتّٰى اِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ، اَمَرَ بِالْقَصْوَآءِ فَرُحِلَتْ لَهٗ، فَاَتٰى بَطْنَ الْوَادِيْ، فَخَطَبَ النَّاسَ خُطْبَتُهُ الَّتِيْ بَيَّنَ فِيْهَا مَا بَيَّنَ.

"حج کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرفہ تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں قیام فرمایا۔ جب سورج ڈھلنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اپنی اونٹنی) قصوا لانے کا حکم فرمایا۔ اونٹنی تیار کر کے حاضر کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اس پر سوار ہو کر) بطنِ وادی میں تشریف فرما ہوئے اور اپنا وہ خطبہ ارشاد فرمایا جس میں دین کے اہم امور بیان فرمائے۔"

فَحَمِدَ اللّٰهَ، وَ اَثْنٰى عَلَيْهِ قَائِلاً: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، صَدَقَ وَعْدَهٗ، وَنَصَرَ عَبْدَهٗ، وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ.

"آپ ﷺ نے خدا کی حمد ثنا کرتے ہوئے خطبے کی یوں ابتدا فرمائی: خدا کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے۔ وہ یکتا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں، خدا نے اپنا وعدہ

پورا کیا، اس نے اپنے بندے (رسول) کی مدد فرمائی اور تنہا اس کی ذات نے باطل کی ساری مجتمع قوتوں کو زیر کیا۔"

اَیُّھَا النَّاسُ! اِسْمَعُوْا قَوْلِیْ، فَاِنِّیْ لَا اَرَانِیْ وَ اِیَّاکُمْ اَنْ نَجْتَمِعَ فِیْ ھٰذَا الْمَجْلِسِ اَبَدًا بَعْدَ عَامِیْ ھٰذَا.

"لوگو! میری بات سنو، میں نہیں سمجھتا کہ آئندہ کبھی ہم اس طرح کسی مجلس میں یکجا ہو سکیں گے (اور غالباً اس سال کے بعد میں حج نہ کر سکوں گا)۔"

1۔ مساواتِ اِنسانی کا تصور (Equality of humanity)

اَیُّھَا النَّاسُ! اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ: یٰ۔ اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَ جَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ط اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ. فَلَیْسَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ فَضْلٌ، وَلَا لِعَجَمِیٍّ عَلٰی عَرَبِیٍّ، وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰی اَبْیَضَ، وَلَا لِاَبْیَضَ عَلٰی اَسْوَدَ فَضْلٌ اِلَّا بِالتَّقْوٰی.

"لوگو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اے انسانو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں جماعتوں اور قبیلوں میں بانٹ دیا کہ تم الگ الگ پہچانے جا سکو، تم میں زیادہ عزت و کرامت والا خدا کی نظروں میں وہی ہے جو خدا سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔" چنانچہ اس آیت کی روشنی میں نہ کسی عرب کو عجمی پر کوئی فوقیت حاصل ہے نہ کسی عجمی کو کسی عرب پر، نہ کالا گورے سے افضل ہے نہ گورا کالے سے۔ ہاں! بزرگی اور فضیلت کا کوئی معیار ہے تو وہ تقویٰ ہے۔"

اَلنَّاسُ مِنْ اٰدَمَ وَ اٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ، اَلَا کُلُّ مَأْثُرَۃٍ اَوْ دَمٍ اَوْ مَالٍ

يُدَّعٰى بِهٖ فَهُوَ تَحْتَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ اِلَّا سَدَانَةُ الْبَيْتِ وَ سِقَايَةُ الْحَاجِّ.

”انسان سارے ہی آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنائے گئے۔ اب فضیلت و برتری کے سارے دعوے، خون و مال کے سارے مطالبے اور سارے اِنتقام میرے پاؤں تلے روندے جا چکے ہیں۔ بس بیت اللہ کی تولّیت اور حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمات علیٰ حالہٖ باقی رہیں گی۔“

2۔ حقوق کی ادائیگی کا حکم (Observance of rights)

ثُمَّ قَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! لَا تَجِيْؤُا بِالدُّنْيَا تَحْمِلُوْنَهَا عَلٰى رِقَابِكُمْ، وَ يَجِيْءُ النَّاسُ بِالْاٰخِرَةِ، فَلَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا.

”پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قریش کے لوگو! ایسا نہ ہو کہ اللہ کے حضور تم اس طرح آؤ کے تمہاری گردنوں پر تو دنیا کا بوجھ لدا ہو اور دوسرے لوگ سامانِ آخرت لے کر پہنچیں اور اگر ایسا ہوا تو میں خدا کے سامنے تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا۔“

3۔ نسلی تفاخر کا خاتمہ (Eradication of ethnicism)

مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! اِنَّ اللهَ قَدْ اَذْهَبَ عَنْكُمْ نَخْوَةَ الْجَاهِلِيَّةِ، وَ تَعَظُّمَهَا بِالْاٰبَاءِ.

”قریش کے لوگو! خدا نے تمہاری جھوٹی نخوت کو ختم کر ڈالا اور باپ دادا کے کارناموں پر تمہارے فخر و مباہات کی کوئی گنجائش نہیں۔“

4۔ زندگی کا حق (Right of life)

اَیُّھَا النَّاسُ! اِنَّ دِمَائَکُمْ وَ اَمْوَالَکُمْ وَ اَعْرَاضَکُمْ عَلَیْکُمْ حَرَامٌ، اِلٰی اَنْ تَلْقَوْا رَبَّکُمْ کَحُرْمَةِ یَوْمِکُمْ ھٰذَا، وَکَحُرْمَةِ شَھْرِکُمْ ھٰذَا، فِیْ بَلَدِکُمْ ھٰذَا، وَاِنَّکُمْ سَتَلْقَوْنَ رَبَّکُمْ، فَیَسْئَلُکُمْ عَنْ اَعْمَالِکُمْ.

”لوگو! تمہارے خون و مال اور عزتیں ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے پر قطعًا حرام کر دی گئی ہیں۔ ان چیزوں کی اہمیت ایسی ہی ہے جیسی اس دن کی اور اس ماہ مبارک (ذی الحجہ) کی خاص کر اس شہر میں ہے۔ تم سب خدا کے حضور جاؤ گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس فرمائے گا۔“

اَلاَ! فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ ضُلَّالًا یَّضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

”دیکھو کہیں میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ آپس میں ہی کشت و خون کرنے لگو۔“

5۔ مال کے تحفظ کا حق (Right of property)

فَمَنْ کَانَتْ عِنْدَہٗ اَمَانَةٌ فَلْیُؤَدِّھَا اِلٰی مَنِ ائْتَمَنَہٗ عَلَیْھَا.

”اگر کسی کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ اس بات کا پابند ہے کہ امانت رکھوانے والے کو امانت پہنچا دے۔“

6۔ اَفرادِ معاشرہ کا حق (Right of society members)

اَیُّھَا النَّاسُ! کُلُّ مُّسْلِمٍ اَخُوا الْمُسْلِمِ، وَاِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ اِخْوَةٌ.

”لوگو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔“

7۔ خادموں کا حق (Right of workers & servants)

اَرِقَّآئَکُمْ اَرِقَّائَکُمْ، اَطْعِمُوْھُمْ مِمَّا تَاْکُلُوْنَ، وَاکْسُوْھُمْ مِمَّا تَلْبَسُوْنَ.

"اپنے غلاموں کا خیال رکھو، ہاں غلاموں کا خیال رکھو، انہیں وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو، ایسا ہی پہناؤ جو خود پہنتے ہو۔"

8۔ لاقانونیت کا خاتمہ (No to lawlessness)

اَلاَ! كُلُّ شَيْئٍ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوْعٌ، وَ دِمَاءَ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعَةٌ، وَ اِنَّ اَوَّلَ دَمٍ اَضَعُ مِنْ دِمَآئِنَا دَمُ ابْنِ الرَّبِيْعَةِ بْنِ الْحَارِثِ، وَ كَانَ مُسْتَرْضَعًا فِيْ بَنِيْ سَعْدٍ، فَقَتَلَهٗ هُذَيْلٌ.

"دور جاہلیت کا سب کچھ میں نے اپنے پیروں تلے روند دیا۔ زمانہ جاہلیت کے خون کے سارے انتقام اب کالعدم ہیں۔ پہلا انتقام جسے میں کالعدم قرار دیتا ہوں، میرے اپنے خاندان کا ہے۔ ربیعہ بن حارث کے دودھ پیتے بیٹے کا خون جسے بنوہذیل نے مار ڈالا تھا، اب میں معاف کرتا ہوں۔"

9۔ معاشی اِستحصال سے تحفظ کا حق (Economic rights)

وَ رِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعٌ، وَ اَوَّلُ رِبًا اَضَعُ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطْلِبِ، فَاِنَّهٗ مَوْضُوْعٌ كُلُّهٗ.

"اب دور جاہلیت کا سود کوئی حیثیت نہیں رکھتا، پہلا سود جسے میں چھوڑتا ہوں، عباس بن عبدالمطلب کے خاندان کا سود ہے، اب یہ ختم ہو گیا۔"

10۔ وراثت کا حق (Right of inheritance)

ايُّهَا النَّاسُ! اِنَّ الله لقَدْ اَعْطٰى كُلَّ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهٗ، فَ-لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ.

"لوگو! خدا نے ہر حق دار کو اس کا حق خود دے دیا، اب کوئی کسی وارث کے حق

کے لئے وصیت نہ کرے۔"

11۔ نومولود کے تحفظِ نسب کا حق (Newborn's right of anscestral sanctity)

اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ، وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ.

"بچہ اس کی طرف منسوب کیا جائے گا جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا، جس پر حرام کاری ثابت ہو اس کی سزا پتھر ہے، اور ان کا حساب و کتاب خدا کے ہاں ہوگا۔"

12۔ **معاشرتی شناخت کا حق** (Right of social identity)

مَنِ ادَّعٰى إِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ، اَوْ تَوَلّٰى إِلٰى غَيْرِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ.

"جو کوئی اپنا نسب بدلے گا یا کوئی غلام اپنے آقا کے مقابلے میں کسی اور کو اپنا آقا ظاہر کرے گا تو اس پر خدا کی لعنت ہوگی۔"

13۔ قرض کی وصولی کا حق (Right to recieve the debts)

اَلدَّيْنُ مَقْضِيٌّ، وَالْعَارِيَةُ مُرْدَأَةٌ، وَالْمِنْحَةُ مَرْدُوْدَةٌ، وَ الزَّعِيْمُ غَارِمٌ.

"قرض قابلِ ادائیگی ہے، عاریتًا لی ہوئی چیز واپس کرنی چاہئے، تحفے کا بدلہ دینا چاہئے اور جو کوئی کسی کا ضامن بنے، وہ تاوان ادا کرے۔"

14۔ ملکیت کا حق (Right of ownership)

وَلَا يَحِلُّ لِامْرِيٍ مِنْ اَخِيْهِ اِلَّا مَا اَعْطَاهُ عَنْ طِيْبِ نَفْسٍ مِنْهُ، فَلَا تَظْلِمُنَّ اَنْفُسَكُمْ.

"کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے کچھ لے، سوائے اس کے

جس پر اس کا بھائی راضی ہو اور خوشی خوشی دے۔ خود پر اور ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرو۔"

15۔ خاوند اور بیوی کے باہمی حقوق (Rights of husbands & wives)

اَلاَ! لَا یَحِلُّ لِامْرَأَۃٍ اَنْ تُعْطِیَ مِنْ مَالِ زَوْجِھَا شَیْئًا اِلَّا بِاِذْنِہٖ. اَیُّھَا النَّاسُ! اِنَّ لَکُمْ عَلٰی نِسَآئِکُمْ حَقًّا، وَلَھُنَّ عَلَیْکُمْ حَقًّا، لَکُمْ عَلَیْھِنَّ اَلَّا یُوْطِئْنَ فُرُشَکُمْ اَحَدًا تَکْرَھُوْنَہٗ، وَ عَلَیْھِنَّ اَنْ لَّا یَاْتِیْنَ بِفَاحِشَۃٍ مُبَیِّنَۃٍ، فَاِنْ فَعَلْنَ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَذِنَ لَکُمْ اَنْ تَھْجُرُوْھُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَ اَنْ تَضْرِبُوْا ضَرْبًا غَیْرَ مُبَرِّحٍ، فَاِنِ انْتَھَیْنَ فَلَھُنَّ رِزْقُھُنَّ وَکِسْوَتُھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ.

"عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کا مال اس کی اِجازت کے بغیر کسی کو دے۔ دیکھو! تمہارے اوپر تمہاری عورتوں کے کچھ حقوق ہیں۔ اسی طرح ان پر تمہارے حقوق واجب ہیں۔ عورتوں پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ اپنے پاس کسی ایسے شخص کو نہ بلائیں جسے تم پسند نہیں کرتے اور وہ کوئی خیانت نہ کریں، کوئی کام کھلی بے حیائی کا نہ کریں اور اگر وہ ایسا کریں تو خدا کی جانب سے اجازت ہے کہ تم انہیں معمولی جسمانی سزا دو اور وہ باز آجائیں تو انہیں اچھی طرح کھلاؤ پہناؤ۔"

16۔ خواتین کے حقوق (Women's rights)

وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَیْرًا، فَاِنَّھُنَّ عَوَانٍ لَکُمْ لَا یَمْلِکْنَ لِاَنْفُسِھِنَّ شَیْئًا، فَاتَّقُوا اللّٰہَ فِی النِّسَآءِ، فَاِنَّکُمْ اَخَذْتُمُوْھُنَّ بِاَمَانِ اللّٰہِ، وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَھُنَّ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ.

”عورتوں سے بہتر سلوک کرو کیونکہ وہ تو تمہاری پابند ہیں اور خود اپنے لئے وہ کچھ نہیں کر سکتیں۔ چنانچہ ان کے بارے میں خدا کا لحاظ رکھو کہ تم نے انہیں خدا کے نام پر حاصل کیا اور اسی کے نام پر وہ تمہارے لئے حلال ہوئیں۔ لوگو! میری بات سمجھ لو، میں نے حقِ تبلیغ ادا کر دیا۔“

17۔قانون کی اِطاعت (Obedience of law)

وَاِنِّیْ قَدْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَّا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَہٗ اَبَدًا، اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِہٖ: کِتَابَ اللّٰہِ ، وَاِیَّاکُمْ وَ الْغُلُوَّ فِی الدِّیْنِ، فَاِنَّمَا اَھْلَکَ مَنْ قَبْلَکُمُ الْغُلُوُّ فِی الدِّیْنِ.

”میں تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ تم کبھی گمراہ نہ ہو سکے گے اگر اس پر قائم رہے اور وہ خدا کی کتاب ہے، اور ہاں دیکھو، دینی معاملات میں غلو سے بچنا کہ تم سے پہلے کے لوگ انہی باتوں کے سبب ہلاک کر دیئے گئے۔“

18۔ قانون کی حکمرانی (Right of law observance)

وَ اِنَّ الشَّیْطَانَ قَدْ یَئِسَ مِنْ اَنْ یُّعْبَدَ فِیْ اَرْضِکُمْ ھٰذِہٖ اَبَدًا، وَلٰکِنْ سَتَکُوْنُ لَہٗ طَاعَۃٌ فِیْمَا تُحَقِّرُوْنَ مِنْ اَعْمَالِکُمْ، فَسَیَرْضٰی بِہٖ فَاحْذَرُوْہُ عَلٰی دِیْنِکُمْ.

”شیطان کو اب اس بات کی کوئی توقع نہیں رہ گئی ہے کہ اب اس کی اس شہر میں عبادت کی جائے گی لیکن اس بات کا امکان ہے کہ ایسے معاملات میں جنہیں تم کم اہمیت دیتے ہو اس کی بات مان لی جائے اور وہ اس پر راضی ہے۔ اس لئے تم اس سے اپنے دین و ایمان کی حفاظت کرنا۔“

19۔ اللہ کے حقوق (Divine rights)

اَلاَ! فَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ، وَ صَلُّوْا خَمْسَکُمْ، وَ صُوْمُوْا شَھْرَکُمْ، وَ اَدُّوْا زَکٰوۃَ اَمْوَالِکُمْ طَیِّبَۃً بِھَا اَنْفُسُکُمْ، وَتَحُجُّوْا بَیْتَ رَبِّکُمْ، وَ اَطِیْعُوْا وَلَاۃَ اَمْرِکُمْ، تَدْخُلُوْا جَنَّۃَ رَبِّکُمْ.

”لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو، پانچ وقت کی نماز ادا کرو، مہینے بھر کے روزے رکھو، اپنے مالوں کی زکوٰۃ خوش دلی کے ساتھ دیتے رہو، اپنے خدا کے گھر کا حج کرو اور اپنے اہلِ اَمر کی اطاعت کرو تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔“

20۔ **اِنصاف کا حق** (Right of justice)

اَلاَ! لَا یَجْنِیْ جَانٍ اِلَّا عَلٰی نَفْسِہٖ، اَلاَ! لَا یَجْنِیْ جَانٍ عَلٰی وَلَدِہٖ، وَلَا مُوْلُوْدٌ عَلٰی وَالِدِہٖ.

”آگاہ ہو جاؤ! اب مجرم خود ہی اپنے جرم کا ذمہ دار ہو گا، آگاہ ہو جاؤ! اب نہ باپ کے بدلے بیٹا پکڑا جائے گا اور نہ بیٹے کا بدلہ باپ سے لیا جائے گا۔“

21۔ **عوام الناس کا پیغامِ ہدایت سے آگہی کا حق**

(Right of awareness for future generations)

اَلاَ! فَلْیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الْغَائِبَ، فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰی مِنْ سَامِعٍ.

”سنو! جو لوگ یہاں موجود ہیں انہیں چاہئے کہ یہ احکام اور یہ باتیں ان لوگوں کو بتا دیں جو یہاں نہیں ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی غیر موجود تم سے زیادہ سمجھنے اور محفوظ رکھنے والا ہو۔“

22۔ **حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق**

(Right of the Holy Prophet)

وَ اَنْتُمْ تُسْأَلُوْنَ عَنِّیْ، فَمَا ذَا اَنْتُمْ قَائِلُوْنَ؟ قَالُوْا: نَشْهَدُ اِنَّكَ قَدْ اَدَّیْتَ الْاَمَانَةَ، وَبَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ، وَنَصَحْتَ.

"اور لوگو! تم سے میرے بارے میں (خدا کے ہاں) سوال کیا جائے گا۔ بتاؤ تم کیا جواب دو گے؟ لوگوں نے جواب دیا: ہم اس بات کی شہادت دیں گے کہ آپ نے امانتِ (دین) پہنچا دی اور آپ نے حقِ رِسالت ادا فرما دیا اور ہماری خیر خواہی فرمائی۔"

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وآله وسلم بِاَصْبُعِهِ السَّبَّابَةِ یَرْفَعُهَا اِلَی السَّمَآءِ وَ یَنْكُتُهَا اِلَی النَّاسِ: اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ، اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ، اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ.

"یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگشتِ شہادت آسمان کی جانب اٹھائی اور لوگوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ دعا فرمائی: "خدایا گواہ رہنا! خدایا گواہ رہنا! خدایا گواہ رہنا۔"

حجۃ الوداع میں نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے چار خطبات ارشاد فرمائے امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں کہ "ہمارے نزدیک چار خطبات ہیں: پہلا مکہ میں کعبہ کے نزدیک ذوالحجہ کے ساتویں دن، دوسرا مسجد نمرہ میں عرفہ کے دن، تیسرا منیٰ میں نحر کے دن، چوتھا ایام التشریق کے دوسرے دن منیٰ میں۔"

(مسلم شرح نووی: ۹/۵۷)

مأخذ و مراجع:

القرآن الکریم، بخاری شریف، مسلم شریف، سنن الکبری، مشکوۃ المصابیح
مسلم شرح نووی، اسلام میں انسانی حقوق

فقیہ اہل سنت کے مشاہیر تلامذہ

کوئی بھی شخصیت جس کی منفعت قوم و ملت سے متعلق ہو تو ایسی شخصیات کی حیات و خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا بلکہ ایسی عظیم اور قابل قدر ذات کے کارنامے اور ان کی پاکیزہ افکار و نظریات اور حیات و خدمات کی اشاعت ایک قومی ملی فریضہ بن جاتا ہے۔ آج ہم ایسی ہی ایک علمی دوست شخصیت معروف فقیہ و اصولی، مشہور مصنف و محقق فقیہ اہلِ سنت حضرت علامہ مفتی آل مصطفیٰ مصباحی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات و خدمات سے متعلق اہم معلومات پیش کر رہے ہیں۔

آپ علیہ الرحمہ ایک باصلاحیت اور ذی استعداد مدرس تھے۔ آپ ہندوستان کی مشہور و معروف دینی درسگاہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے فراغت اور مشق افتاء کے بعد اکتوبر ۱۹۹۰ء میں گرامی قدر و منزلت محدثِ کبیر حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ قادری مدظلہ العالی بانی جامعہ امجدیہ رضویہ کے حکم پر تدریس و افتاء کی خدمات کے لیے جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی تشریف لے آئے۔ اور تادمِ حیات درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور تشنگانِ علوم دینیہ کی پیاس بجھائی۔ تدریسی امور سے متعلق آپ علیہ الرحمہ کے نظریات قابلِ ذکر ہیں آپ فرماتے ہیں: "عہد حاضر میں اسلام کی نشر و اشاعت کا زیادہ تر تعلق مدرسہ اسلامیہ سے ہے اس لیے ہمارے علمائے کرام نے بڑے اخلاص و للّٰہیت سے تدریسی خدمات انجام دیں۔ اور آج بھی دے رہے ہیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ اسی جذبہ سے سرشار ہو کر فقیر نے درسیات کی تکمیل کی اور اسی اخلاص سے تعلیمی و تدریسی و تربیتی امور انجام دے رہا ہے۔ حصول زر کو کبھی بنیاد نہ بنایا۔ آپ مزید فرماتے ہیں کہ دوسرے اداروں میں اچھی تنخواہ پر ہمیشہ مدعو کیا گیا۔ مگر درس و تدریس کے لیے اس ادارہ کو ترجیح دی۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ یہ جذبہ باقی رکھے اور اس سے بھی زیادہ دین کی تئیں اخلاص عطا فرمائے۔" یہ آپ کا تدریسی ذوق ہی رہا کہ فراغت کے بعد سے ہی اہل سنت و جماعت کی مشہور درس گاہ جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی میں بتیس سالہ زمانہ تدریس میں ہزاروں تلامذہ کو مقصد حیات عطا کیا۔ اور یہ کیوں نہ ہو اس لیے کہ استاد بادشاہ نہیں ہوتا مگر بادشاہ ضرور بنا دیتا ہے۔

استاد اپنی توجہ، دلچسپی اور شفقت کی شبنم کے چھڑکاؤ سے معصوم کلیوں کو پھول بنا دیتا ہے اور پھر وہ کلیاں اپنی خوشبو سے سارے عالم کو معطر کرتی ہیں۔ ایک انگریزی مقولہ ہے:

A true teacher is beacon of light, dispelling darkness of ignorance .

یعنی استاد وہ مینارۂ نور ہے جو بچے کے راستے کو روشن کرتا ہے، اور جہالت کے اندھیروں کو دور کرتا ہے۔ یہ مجلسِ یونان ہو، یا ایوانِ قیصر و کسریٰ، یہ خلافتِ بنو عباس ہو یا محمود غزنوی کا دربار، یہ اندلس کا الحمراء ہو یا شہنشاہ ہند' تاریخ شاہد ہے کہ استاد کی اہمیت سے یہ تمام حکمران بھی واقف تھے۔ سکندرِ اعظم "جس نے آدھی سے زیادہ دنیا اپنی تلوار کی دھار پر فتح کی وہ کہتا ہے: "والدین نے مجھے زمین پر اتارا اور میرے استاد نے مجھے آسمان کی بلندی تک پہنچایا"

اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ ہر کامیاب انسان کی کامیابی کے پیچھے استاد کا ہاتھ ہوتا ہے۔ یعنی آج تہذیب و تمدن کی یہ جو اتنی بڑی عمارت نظر آ رہی ہے۔ اس کے پیچھے جس معزز ہستی کا ہاتھ ہے اسے دنیا استاد کہتی ہے۔

اُستاد اور شاگرد دونوں کی اپنی اپنی جگہ جداگانہ ذمہ داریاں ہیں۔ اُنہیں پورا کرنا ہر دو جانب کے فرائض میں شامل ہے۔ اگر ان ذمہ داریوں کو بطریق احسن پورا کیا جائے تو پھر تعلیم بلاشبہ ضامنِ ترقی ہوتی ہے، اور فوز و فلاح کے برگ و بار لاتی ہے۔

بہر حال یوں تو فقیہ اہلِ سنت کے تلامذہ کی لمبی قطار ہے مگر جن تلامذہ کے ناموں تک رسائی ہو سکی وہ حضرات یہ ہیں: حضرت مولانا ڈاکٹر محمد خوشتر نورانی صاحب (امریکہ) (2) حضرت مولانا افروز قادری چریا کوٹی (ساؤتھ افریقہ) (3) حضرت مولانا نور عالم صاحب پورنوی (دارالعلوم شاہ عالم گجرات) (4) حضرت مولانا مفتی محمد مبشر رضا ازہری مصباحی پورنوی (بھیونڈی مہاراشٹرا) (5) مولانا عبدالمبین صاحب بہرائچی (جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی) (6) حضرت مولانا قاضی خطیب عالم مصباحی

کٹیہاری (دارالعلوم وارثیہ لکھنؤ) (7) مولانا عتیق مصباحی ازہری (جلکی بارسوئی) (8) مولانا محمد عارف القادری صاحب (جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی) (9) مولانا عرفان المصطفیٰ قادری (جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی) (10) مفتی محبوب عالم اشرفی علیمی (دھن گاواں، کٹیہار)۔ (11) مولانا سید شہباز اصدق صاحب (ساؤتھ افریقہ) (12) مفتی عسجد رضا مصباحی پورنوری (جامعہ طیبہ معینیہ بنارس) (13) مولانا ابوبکر احمد صاحب بھدرک اڑیسہ (14) مولانا عبدالمجید مصباحی صاحب (سیتامڑھی) (15) مولانا فیضان الھدیٰ گیاوی (16) مولانا ثاقب القادری پورنوی (جامعہ طیبہ معینیہ بنارس) (17) مولانا حبیب اللہ بیگ ازہری مصباحی (جامعہ اشرفیہ مبارک پور (18) مفتی محمد شاہد رضا مصباحی (مرکزی دارالقرات جمشید پور) (19) مولانا ارشاد عالم نعمانی مصباحی سیتامڑھی (جامعہ قادریہ بدایوں) (20) مفتی محمد حسن رضا پورنوی (21) مولانا کاشف رشید مصباحی (بحرالعلوم کٹیہار) (22) مولانا واصف رشید مصباحی (مدرسہ حمیدیہ بالوگنج کٹیہار) (23) مولانا محمد غازی ارمان مصباحی (مدرسہ رکن دین عیدگاہ پیپل گاچھی) (24) مفتی محمد مشتاق احمد امجدی کٹیہاری (ازہری دارالافتا ناسک) (25) مولانا غالب حیدر سعدی کٹیہاری (انٹر کالج کشن گنج) (26) مولانا نفیس القادری امجدی مرادآباد (27) مفتی رحمت علی امجدی نیپال (28) مولانا ناصر رضا امجدی ناسک (29) مولانا آصف جمیل امجدی (گونڈہ) (30) مفتی محمد شاکر رضا امجدی (نادوڑ) (31) مفتی محمد مقصود اختر امجدی (ممبئی) (32) مولانا نوید اختر قادری امجدی سری لنکا (33) مفتی امیر حسن امجدی بلرام پور (34) مفتی محمد احمد امجدی گھوسی (35) مفتی حسان المصطفیٰ امجدی گھوسی (36) مفتی طیب حسن امجدی (سیتامڑھی) (37) مفتی خورشید عالم برکاتی بلرام پوری (جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی) (38) مفتی محمد شمیم اویسی گھوسی (39) مفتی محمد عبدالرحیم گریڈیہہ جھارکھنڈ (40) مفتی محمد اسلم امجدی کشمیر (41) مفتی عبدالرؤف امجدی کشمیر (42) مولانا بدرالحق سلطانی (پورنیہ) وغیرہ (43) مولانا محمد ارشد رضا قمر اخلاقی امجدی

مرتد ابو طاہر قرمطی

مرتد ابو طاہر قرمطی نے ۳۲۰ھ میں خاص حج کے زمانہ میں مکہ معظمہ پر غلبہ حاصل کیا اور اس قدر فتنہ برپا کیا کہ لوگ حج تک نہ کر پائے۔

مسجد حرام کے اندر ہزاروں حاجیوں کو قتل کر ڈالا اور مقدس پتھر حجر اسود پر اپنا گرز مار کر اس کو توڑ ڈالا پھر اس کو اکھاڑ کر اپنے دارالسلطنت ہجر میں لے گیا یہاں تک کہ بیس برس تک کعبہ معظمہ سے حجر اسود جدا رہا۔ (یہ عباسی خلیفہ مقتدر باللہ کا زمانہ تھا)

پھر عباسی خلیفہ مطیع کے زمانہ میں جب قرامطہ مغلوب ہو گئے تو حجر اسود پھر ہجر سے لاکر کعبہ معظمہ کی دیوار کے کونے میں بدستور سابق جوڑا گیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین جلد ثانی ۸۲۹، وفتاویٰ فیض الرسول، ج:۱، ص:۵۶)

ذات پات پر ووٹ نہ کریں

بہار اسمبلی انتخابات قریب آتے ہی ملک کی تمام سیاسی پارٹیوں کی سرگرمیاں بڑھتی ہوئی نظر آرہی ہیں۔ اور تمام پارٹیوں نے اپنا رخ بہار کی طرف کر لیا ہے۔ ہر بار کی طرح اس بار پھر عوام پر وعدوں کی بوچھار کی جانے لگی ہے، طرح طرح سے لوگوں کو جھوٹے خواب دکھائے جانے لگے ہیں گزشتہ پانچ سال پہلے یہ پارٹیاں جس بھولے پن کے ساتھ آئی تھیں اس بار بھی وہی چہرہ ہے اور وہی پرانے وعدے ہیں الیکشن کے وقت ہی یہ وعدے نظر آتے ہیں جبکہ انہیں پورا نہیں کیا جاتا اور اس کے بعد نیتا لوگ فرار ہو جاتے ہیں۔

ساتھ ہی بہار میں غربت کا مسئلہ بھی درپیش ہے جس کی وجہ سے لوگوں کو کافی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بہار والوں نے لالو پرساد یادو کو بھی کئی مواقع فراہم کئے اور نتیش کو بھی، پر یہ عوام کی امید پر کھرے نہ اتر سکے اور ان کی امیدوں کو تار تار کر دیا۔ جبکہ اس بار بہار میں بہت کی سیاسی پارٹیں طبع آزمائی کے لیے میدان میں اتری ہیں۔ بہار کے باشندوں سے مودبانہ گزارش ہے کہ اس بار ذات پات

پر ووٹ نہ کریں بلکہ اپنے تمام مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے ہی ووٹ کریں، اپنے ووٹ کی طاقت سے بہار میں انقلاب لانے کی کوشش کریں، یونہی ووٹ کو ضائع نہ کریں۔اب بہار والوں کے لیے بہترین موقع ہے کہ وہ اپنے لیے ایک اعلی فکر کا لیڈر چنیں جو ہماوقت ان کے لیے کوشاں رہے، اور خستہ حالی، سیلاب، بیماری، جیسے ایشو پر بھرپور طریقہ سے کام کرے۔

سوچ سمجھ کر فیصلہ کریں

بہار اسمبلی انتخاب کے لیے تین مرحلوں میں ۲۸ اکتوبر، ۳ نومبر اور ۷ نومبر کو ووٹنگ ہوگی، جبکہ تمام مرحلوں کے لیے ووٹوں کی گنتی ۱۰ نومبر کو ہوگی۔الیکشن کمیشن نے جمعہ کو یہ اعلان کیا۔اس اعلان کے ساتھ ہی بہار میں انتخابی ضابطہء اخلاق نافذ ہوگیا ہے۔وزیر اعلی نتیش کمار کی قیادت والی بہار کی ۲۴۳ رکنی اسمبلی کی موجودہ مدت کار ۲۹ نومبر کو ختم ہو رہی ہے۔اس بار اسدالدین اویسی کی پارٹی بہار میں آچکی ہے۔رائے دہندگان کو سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا چاہئے۔

ماہنامہ پیغام شریعت

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين۔

ماہنامہ پیغام شریعت (دہلی) عوام و خواص میں اس قدر مقبول ہوچکا ہے کہ اب یہ محتاج تعارف نہیں۔اس رسالہ کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اس کو نہ صرف ہندوپاک میں بلکہ ساؤتھ افریقہ، ابوظہبی، یوکے اور بہت سے ملکوں میں سراہا گیا۔اس رسالہ کے اجرا کو عمل میں آئے ہوئے ابھی تین سال بھی نہ ہوئے تھے کہ ماہنامہ پیغام شریعت نے میدان میں آگے بڑھتے ہوئے صد سالہ عرس رضوی کے موقع پر مصنف اعظم نمبر کی اشاعت فرماکر عاشقان اعلی حضرت کی تشنگی کو دور کیا۔اس کے شائع ہونے پر جہاں ارباب اہل سنت نے اس کی عظمتوں کو خراج عقیدت پیش کی تو وہیں اردو

داں طبقہ نے بھی اس کو کافی حد تک سراہا اور اس کے عناوین نے مقبولیت کے اعلی مقام پر اپنے جھنڈے جالہرائے۔ اب عصر حاضر میں مسلمانوں کی زبوں حالی کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کی فلاح و بہبودگی کے لیے ماہنامہ پیغام شریعت کا 'فلاح ونجات نمبر'' شائع ہونے جارہا ہے۔ یقینا یہ امت مسلمہ کے حق میں نفع بخش ثابت ہوگا، اس لیے کہ ماہنامہ پیغام شریعت کی متحرک وفعال ارکان قوم کا درد اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ اللہ وحدہ لاشریک کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے اس کام کو شروع کیا گیا ہے اللہ رب العزت اس کو پائے تکمیل تک پہنچائے۔

مجھ تک جب خبر پہنچی کہ اب فلاح ونجات نمبر شائع ہونے والا ہے تو میری خوشی کے ٹھکانے نہ رہے۔ آنکھوں سے خوشی کے آنسو بھی ٹپک پڑے کہ اس وبائی دور میں جہاں لوگوں کو اپنی اپنی پڑی ہے، وہیں دوسری جانب ایسے لوگ بھی موجود ہیں کہ جو آج بھی قوم کا درد اپنے سینوں میں لیے ہوئے ہیں۔ قابل مبارک باد ہیں چیف ایڈیٹر مفتی فیضان المصطفی قادری اور ایڈیٹر علامہ طارق انور مصباحی حفظہما اللہ تعالی۔ اللہ رب العزت آپ کے اور ادارہ کے تمام افراد کے اقبال کو بلند فرمائے۔ تمام زمینی وآسانی بلاؤں سے محفوظ فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وعلیہم الصلوۃ والتسلیم

یہودا نے کہا

یہودا نے کہا: والد حضرت یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس خون آلودہ قمیص میں ہی لے کر گیا تھا، اور میں نے ہی آپ سے یہ کہا تھا کہ حضرت یوسف کو بھیڑیا کھا گیا، میں نے ہی اُنہیں غمگین کیا تھا اس لئے آج کُرتا بھی میں ہی لے کر جاؤں گا اور حضرت یوسف کی زندگانی کی فرحت انگیز خبر بھی میں ہی سناؤں گا۔ چنانچہ یہودا برہنہ سر اور برہنہ پا کُرتا لے کر 80 فرسنگ (یعنی 240 میل) دوڑتے آئے، راستے میں کھانے کے لئے سات روٹیاں ساتھ لائے تھے، فَرطِ شوق کا یہ عالَم تھا کہ اُن کو بھی راستہ میں کھا کر تمام نہ کر سکے۔

الغرض یہودا نے جب حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کی قمیص حضرت یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام کے

چہرے پر ڈالی تو اسی وقت ان کی آنکھیں درست ہوگئیں اور کمزوری کے بعد قوت اور غم کے بعد خوشی لوٹ آئی۔ حضرت یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: میں تم سے نہ کہتا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ بات جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے کہ حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں آپس میں ملادے گا۔ (تفسیر کبیر، سورہ یوسف)

عبادت سے مستغنی نہیں ہو سکتا

انبیاءِ کرام عَلَیْہِم السّلام پر بھی عبادات فرض تھیں، لہٰذا کوئی شخص خواہ وہ کسی درجہ کا ہو عبادت سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔

اس سے ان لوگوں کو عبرت و نصیحت حاصل کرنے کی بہت ضرورت ہے جو فقیروں کا لبادہ اوڑھ کر اور اللہ تعالیٰ کے کامل اولیاء جیسی شکل و صورت بنا کر یہ دعوے کرتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب کے اس مقام پر پہنچ چکے ہیں کہ اب ہم پر کوئی عبادت فرض نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جو مقام انبیاءِ کرام اور رسولوں عَلَیْہِم السَّلَام کو حاصل ہے وہ کسی ولی اور صحابی کو حاصل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی کوئی کامل ولی ان کے مقام تک پہنچنے کا دعویٰ کر سکتا ہے تو جب انبیاءِ کرام عَلَیْہِم السَّلَام پر عبادات فرض رہیں اور انہیں کوئی عبادت معاف نہ ہوئی تو یہ بناوٹی صوفی کس منہ سے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم پر کوئی عبادت فرض نہیں رہی۔

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو عقلِ سلیم اور ہدایت عطا فرمائے، آمین۔

اتحاد زندگی ہے اختلاف موت

تاتاریوں کے اتحاد نے انھیں دنیا کا فاتح بنا دیا تھا، یہودیوں کے انتشار نے انھیں پوری دنیا میں رسوا و ذلیل کر دیا تھا۔ تاتاریوں کا اتحاد پارہ پارہ ہوا وہ نیست و نابود ہو گئے، یہودیوں نے ٹھوکریں کھانے کے بعد اتحاد کو مضبوط کیا آج وہ ترقی کی راہ پہ گامزن ہیں۔

اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ "اتحاد زندگی ہے اختلاف موت"

ہماری اردو کتابیں:

(1) بہار تحریر۔عبد مصطفی آفیشل

علمی تحقیقی اور اصلاحی تحریروں پر مشتمل ایک گلدستہ جس کے اب تک چودہ حصے شائع ہو چکے ہیں۔ ہر حصے میں پچیس تحریریں ہیں جو مختلف موضوعات پر ہیں۔

(2) اللہ تعالی کو اوپر والا یا اللہ میاں کہنا کیسا؟۔عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں کئی حوالوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالی کو اوپر والا یا اللہ میاں کہنا جائز نہیں ہے۔

(3) اذان بلال اور سورج کا نکلنا۔عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں ایک واقعے کی تحقیق پیش کی گئی ہے جس میں حضرت بلال کے اذان نہ دینے پر سورج نہ نکلنے کا ذکر ہے۔

(4) عشق مجازی (منتخب مضامین کا مجموعہ)۔عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں کئی احباب کے مضامین شامل کیے گئے ہیں جو عشق مجازی کے تعلق سے ہیں، عشق مجازی کے مختلف پہلوؤں پر یہ ایک حسین سنگم ہے۔

(5) گانا بجانا بند کرو، تم مسلمان ہو!۔عبد مصطفی آفیشل

اس مختصر سے رسالے میں گانے بجانے کی مذمت پر کلام کیا گیا ہے اور گانوں کے کفریہ اشعار بیان کئے گئے ہیں جسے پڑھ کر کئی لوگوں نے گانے بجانے سے توبہ کی ہے۔

(6) شب معراج غوث پاک۔عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں ایک مشہور واقعے کی تحقیق بیان کی گئی ہے جس میں حضرت غوث اعظم کی شب معراج ہمارے نبی علیہ السلام سے ملنے کا ذکر ہے۔

(7) شب معراج نعلین عرش پر۔عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں ایک واقعے کی تحقیق پیش کی گئی ہے جس میں معراج کی شب حضور نبی کریم علیہ السلام کا نعلین پہن کر عرش پر جانے کا ذکر ہے۔

(8) حضرت اویس قرنی کا ایک واقعہ۔عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں حضرت اویس قرنی کے اپنے دندان شہید کر دینے والے واقعے کی تحقیق بیان کی گئی ہے اور ساتھ یہ بھی کہ اللہ کے آخری رسول علیہ السلام کے دندان شہید ہوئے تھے یا نہیں اور ہوئے تو اس کی کیفیت کیا تھی اور کئی تحقیقی نکات شامل بیان ہیں۔

(9) ڈاکٹر طاہر اور وقار ملت۔عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ مجموعہ ہے ان فتاوی کا جو حضرت علامہ مفتی وقار الدین قادری علیہ الرحمہ نے ڈاکٹر طاہر القادری کے لیے لکھے ہیں، یہ فتاوی ڈاکٹر طاہر القادری کی گمراہی ثابت کرتے ہیں۔

(10) مقرر کیسا ہو؟-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں آپ پڑھیں گے کہ تقریر کرنے کا اہل کون ہے، یہ کس کے لیے جائز ہے اور ایک مقرر کے اندر کون کون سی باتیں ہونی چاہییں۔

(11) غیر صحابہ میں ترضی-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں کئی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ صحابہ کے علاوہ بھی ترضی (یعنی رضی اللہ تعالی عنہ) کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔

(12) اختلاف اختلاف اختلاف-عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ اہل سنت میں موجود فروعی اختلافات کے حوالے سے ہے، اس میں اس بات کا بیان ہے کہ جب کبھی علماے اہل سنت کے مابین کوئی مسئلہ اختلافی ہو جائے تو اس میں کیسی روش اختیار کی جانی چاہیے۔

(13) چند واقعات کربلا کا تحقیقی جائزہ-عبد مصطفی آفیشل

واقعات کربلا کے حوالے سے اہل سنت میں بے شمار واقعات ایسے آ گئے ہیں جو شیعوں کی پیداوار ہیں، اس رسالے میں ہم نے چند واقعات کی تحقیق پیش کی ہے جو کہ اپنی نوعیت کا منفرد کام ہے، اس تحقیقی رسالے میں کئی علمی نکات مرقوم ہیں۔

(14) بنت حوا (ایک سنجیدہ تحریر)-کنیز اختر

عورتوں کی زندگی میں پیدائش سے لے کر نکاح اور پھر بعدہ کے معاملات کی اصلاح کے لیے اس رسالے کو ایک الگ انداز میں لکھا گیا ہے۔

(15) سیکس نالج (اسلام میں صحبت کے آداب)-عبد مصطفی آفیشل

اسلام میں جنسی تعلقات اور اس حوالے سے جدید مسائل پر یہ رسالہ بڑے ہی عام فہم انداز میں لکھا گیا ہے اور آسان ہونے کے ساتھ ساتھ یہ رسالہ دلائل سے بھی مزین ہے۔

(16) حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعے پر تحقیق-عبد مصطفی آفیشل

حضرت ایوب علیہ السلام کے متعلق مشہور واقعات کی تحقیق پر یہ رسالہ لکھا گیا ہے، کئی حوالوں سے اصل روایات اور ان کی کیفیت کو انبیا کی عظمت کو مد نظر رکھتے ہوئے بیان کیا گیا ہے۔

(17) عورت کا جنازہ-جناب غزل صاحبہ

عورت کے جنازے کو کون کون دیکھ سکتا ہے؟ کون کون کندھا دے سکتا ہے؟ کیا شوہر کندھا نہیں دے سکتا؟ اور ایسے کئی سوالات کے جوابات آپ کو اس رسالے میں ملیں گے۔

(18) ایک عاشق کی کہانی علامہ ابن جوزی کی زبانی-عبد مصطفی آفیشل

ایک عاشق کی بڑی دل چسپ کہانی ہے جس میں مزاح ہے، تفریح ہے، سبق ہے اور عبرت ہے۔ اس واقعے کو علامہ ابن جوزی کی کتاب ذم الھوی سے لیا گیا ہے۔

(19) آئیے نماز سیکھیں-عبد مصطفی آفیشل

اس کتاب میں نماز پڑھنے اور اس سے متعلق زیادہ سے زیادہ مسائل کو جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اصطلاحات کو آسان انداز میں بیان کیا گیا

ہے، اس کے اگلے حصوں پر بھی کام جاری ہے۔

(20) قیامت کے دن لوگوں کو کس کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا۔ عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں اس بات کی تفصیل بیان کی گئی ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو ماں کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا یا باپ کے نام سے

(21) محرم میں نکاح۔ عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں بیان کیا گیا ہے کہ ماہ محرم الحرام میں بھی نکاح جائز ہے اور اسے ناجائز کہنا بالکل غلط ہے، محرم میں غم منانا یہ کوئی اسلامی رسم نہیں اور چاہے گھر بنانا ہو یا مچھلی، انڈہ اور گوشت وغیرہ کھانا سب محرم میں جائز ہیں۔

(22) روایتوں کی تحقیق (پہلا حصہ)۔ عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ اہل سنت میں مشہور روایتوں کی تحقیق پر مشتمل ہے، اس میں روایتوں کی تحقیق بیان کی گئی ہے۔ صحیح روایتوں کی صحت پر اور باطل روایتوں کے موضوع و بے اصل ہونے پر دلائل پیش کیے گئے ہیں، اس کے اور بھی حصوں پر کام جاری ہے۔

(23) روایتوں کی تحقیق (دوسرا حصہ)۔ عبد مصطفی آفیشل

یہ روایتوں کی تحقیق کا دوسرا حصہ ہے، اس کے اور بھی حصوں پر کام جاری ہے۔

(24) بریک اپ کے بعد کیا کریں؟۔ عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ ان نوجوانوں کے لیے لکھا گیا ہے جو عشق مجازی میں دھوکا کھا کر اپنی زندگی کے سفر کو جاری رکھنے کے لیے راہ تلاش کر رہے ہیں۔

(25) ایک نکاح ایسا بھی۔ عبد مصطفی آفیشل

یہ ایک سچی کہانی ہے، ایک نکاح کی کہانی، اس میں جہاں اسلامی طریقے سے نکاح کو بیان کیا گیا ہے وہیں اس پر عمل کی کوشش بھی کی گئی ہے، ہے تو یہ ایک کہانی پر اس میں آپ تحقیقی نکات بھی ملاحظہ فرمائیں گے۔

(26) کافر سے سود۔ عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں آپ پڑھیں گے کہ ایک کافر اور مسلمان کے درمیان سود کی کیا صورتیں ہیں؟ اور ساتھ ہی لون، بینک اور ڈاک سے ملنے والے منافع پر علماے اہل سنت کی تحقیق بھی شامل رسالہ ہے۔

(27) میں خان تو انصاری۔ عبد مصطفی آفیشل

اسلام میں قوم، ذات اور برادری وغیرہ کی اصل پر یہ ایک تحقیقی کتاب ہے، اس مساوات کو قائم کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے، کفو کے مسئلے پر تحقیقی مواد بھی شامل کتاب ہے۔

(28) روایتوں کی تحقیق (تیسرا حصہ)۔ عبد مصطفی آفیشل

یہ روایتوں کی تحقیق کا تیسرا حصہ ہے، اس کے دو حصوں کا ذکر ہم کر آئے ہیں، اس کے چوتھے حصے پر کام جاری ہے۔

(29) جرمانہ۔ عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ مالی جرمانے کے متعلق لکھا گیا ہے۔ مالی جرمانہ فقہ حنفی میں جائز نہیں ہے اور اسے دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔

(30) لاالہ الااللہ، چشتی رسول اللہ ؟۔عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ اولیا کی ایک خاص حالت کے بیان میں ہے جسے "سکر" اور "شطحیات" وغیرہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس تعلق سے اہل سنت کے معتدل موقف کو دلائل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ یہ رسالہ ان کے لیے دعوت فکر ہے جو افراط وتفریط کے شکار ہیں۔

(31) تحقیق عرفان فی تخریج شمول الاسلام۔عرفان برکاتی

یہ اعلی حضرت، امام احمد رضا بریلوی کی کتاب شمول الاسلام پر تخریج ہے۔

(32) اصلاح معاشرہ (منتخب احادیث کی روشنی میں)۔عرفان برکاتی

اس کتاب میں اصلاح معاشرہ کے لیے احادیث کا انتخاب کیا گیا ہے۔ اصلاح معاشرہ کے حوالے سے یہ ایک اچھی کتاب ہے۔

(33) کلام عبید رضا۔عبد مصطفی آفیشل

یہ الحاج اویس رضا قادری پاکستانی کے کلام کا مجموعہ ہے۔

(34) مسائل شریعت (جلد 1)۔سید محمد سکندر وارثی

اس کتاب میں تقریباً سات سو سوال جواب ہیں۔ روزمرہ زندگی میں پیش آنے والے مسائل کثرت سے موجود ہیں۔ فقہ حنفی کی روشنی میں مسائل کو بڑے اچھے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

(35) اے گروہ علما کہ دو میں نہیں جانتا۔ مولانا حسن نوری گونڈوی

یہ مختصر سا رسالہ ایک اہم پیغام پر مشتمل ہے کہ علما و عوام سب کو چاہیے کہ لاعلمی کا اعتراف کرنے کی عادت ڈالیں اور جہاں علم نہ ہو وہاں تکلف کر کے جواب نہ دیتے ہوئے کہ دیا جائے کہ میں نہیں جانتا۔

(36) سفرنامہ بلاد خمسہ۔عبد مصطفی آفیشل

یہ ایک سفرنامہ ہے، ہندستان کے پانچ بلاد کے سفر کے احوال پر مشتمل ہے۔ اس کے مطالعے سے جہاں آپ پانچ بلاد کے متعلق معلومات حاصل کریں گے وہیں کئی علمی نکات بھی آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

(37) منصور حلاج۔ عبد مصطفی آفیشل

یہ مختصر سا رسالہ حضرت منصور حلاج رحمہ اللہ کے حالات پر ہے جس میں علمائے اہل سنت کی تحقیق کو بیان کیا گیا ہے اور حضرت منصور حلاج کے بارے میں رکھے جانے والے نظریات کو پیش کر کے جائزہ لیا گیا ہے۔

(38) مقام صحابہ امام احمد بن حنبل کی نظر میں

اس رسالے میں علامہ وقار رضا القادری المدنی سلمہ الباری نے امام احمد بن حنبل کے صحابہ کرام کے متعلق نظریات کو پیش کیا ہے اور حضرت امیر معاویہ کے حوالے سے بھی کلام کیا گیا ہے۔

(39) مفتی اعظم ہند اپنے فضل وکمال کے آئینے میں۔ مولانا محمد ثقلین ترابی نوری، مولانا محمد سلیم رضوی

یہ کتاب شہزادۂ اعلی حضرت، حضور مفتی اعظم ہند کی سیرت اور کردار پر لکھا گیا ہے۔

(40) سفرنامہ عرب۔ مفتی خالد ایوب مصباحی شیرانی

یہ مفتی خالد ایوب مصباحی کا ملک عرب کے سفر کے دوران لکھا گیا سفرنامہ ہے۔

(41) تحریرات لقمان-علامہ قاری لقمان شاہد

مختلف موضوعات پر مشتمل یہ نہایت عمدہ کتاب ہے۔ اس کتاب کو سیکڑوں کتابوں کا نچوڑ کہا جاسکتا ہے۔ یہ اصل میں علامہ لقمان شاہد صاحب کی فیس بک پر تقریباً 8 سال کی گئی پوسٹوں کا مجموعہ ہے۔

(42) من سب نبیا فاقتلوہ کی تحقیق-زبیر جمالوی

یہ رسالہ مشہور روایت "من سب نبیا فاقتلوہ" کی تحقیق پر لکھا گیا ہے جس میں اس روایت کی سند پر تحقیقی کلام کیا گیا ہے۔

(43) ڈاکٹر طاہر القادری کی 1700 تصانیف کی حقیقت۔ مفتی خالد ایوب مصباحی شیرانی

اس رسالے میں ڈاکٹر طاہر القادری کی 1700 تصانیف کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔ اس قدر کتابیں ڈاکٹر صاحب نے نہیں لکھی ہیں بلکہ دوسروں کی محنتوں کو اپنے نام کیا ہے۔

(44) فرضی قبریں۔ عبد مصطفی آفیشل

اس کتاب میں علماے اہل سنت کے 20 سے زائد حوالوں سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ فرضی قبریں، مزارات وغیرہ بنانا اور ان کے ساتھ اصل جیسے معاملات کرنا حرام ہے۔

(45) سنی کون؟ وہابی کون؟۔ عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ بہت عام فہم زبان میں لکھا گیا ہے تاکہ سنی اور وہابی کے درمیان اصل اختلاف کی نوعیت ہر کوئی سمجھ سکے۔

(46) علم نور ہے۔ محمد شعیب جلالی عطاری

اس میں علم دین کے فضائل، علم کے حصول اور علم دین کے فروغ کے حوالے سے قرآن و سنت سے فضائل بیان کیے گئے ہیں۔

(47) یہ بھی ضروری ہے۔ محمد حاشر عطاری

یہ رسالہ تبلیغ دین کی اہمیت پر لکھا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ "یہ (تبلیغ دین) بھی ضروری ہے"

(48) مومن ہو نہیں سکتا۔ فہیم جیلانی مصباحی

یہ رسالہ تین حدیثوں کی شرح پر مشتمل ہے جو ان الفاظ کے ساتھ روایت کی گئی ہیں کہ "تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن ہو نہیں سکتا...الخ"

(49) جہان حکمت۔ محمد سلیم رضوی

یہ کتاب اولیاے کرام کے اقوال پر مشتمل ہے۔ کئی کتابوں میں سے منتخب اقوال کو اس میں شامل کیا گیا ہے۔ جذبے کو بیدار کرنے کے لیے اور کئی امور میں ان اقوال کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

(50) ماہ صفر کی تحقیق۔ مولانا محمد نیاز عطاری

اس رسالے میں ماہ صفر کے حوالے سے جو غلط فہمیاں عام ہیں ان کی اصلاح کی گئی ہے۔

(51) فضائل و مناقب امام حسین۔ ڈاکٹر فیض احمد چشتی

اس کتاب میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بیان کیے گئے ہیں اور ساتھ میں واقعۂ کربلا پر بھی بیان موجود ہے۔

(52) شان صدیق اکبر بزبان محبوب اکبر۔ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ

اردو ترجمہ، تشریح اور تخریج ابو حامد عمران رضا عطاری المدنی نے کی ہے۔

(53) تحریرات بلال۔ مولانا محمد بلال ناصر

یہ کتاب مولانا محمد بلال ناصر کی تحریروں کا مجموعہ ہے۔ مختلف موضوعات پر تحریریں آپ اس میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

(54) معارف اعلی حضرت

اس کتاب میں کئی لکھاری حضرات کے مضامین کو شامل کیا گیا ہے۔ اعلی حضرت رحمہ اللہ تعالی کی سیرت اور ان کے اوصاف پر یہ ایک بہترین کتاب ہے۔

(55) نگارشات ہاشمی۔ مولانا محمد بلال احمد شاہ ہاشمی

یہ کتاب مولانا محمد بلال شاہ ہاشمی کی تحریروں کا مجموعہ ہے۔ مختلف موضوعات پر تحریریں آپ اس میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

(56) ماہنامہ التحقیقات۔ ربیع الاول 1444ھ کا شمارہ

یہ ایک ماہنامہ ہے جو دار التّحقیقات انٹرنیشنل کی خوب صورت کاوش ہے۔ مختلف موضوعات پر تحقیقی مضامین اس میں شامل کیے گئے ہیں۔

(57) حضرت امیر معاویہ پہلی تین صدیوں کے اسلاف کی نظر میں۔ مبشر تنویر نقشبندی

50 سے زیادہ باحوالہ اقوال و فرامین؛

کیا فرماتے ہیں پہلی تین صدیوں کے اسلاف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں؟ جانیں اس کتاب میں

(58) زر خانۂ اشرف۔ محمد منیر احمد اشرفی

یہ کتاب محمد منیر احمد اشرفی کی تحریروں کا مجموعہ ہے۔ 700 سے زیادہ علمی اور اصلاحی تحریروں کو اس میں شامل کیا گیا ہے۔ آخر میں ایک باب الگ سے بنایا گیا ہے جس میں مختصر تحریریں اور اقوال موجود ہیں۔

(59) حضرت خضر علیہ السلام۔ ایک تحقیقی جائزہ

حضرت خضر علیہ السلام کون ہیں؟ نبی ہیں؟ فرشتے ہیں؟ ولی ہیں؟ ان کا نام کیا ہے؟ وغیرہ پر ایک تحقیقی پیشکش

(60) ایمان افروز تحاریر۔ محمد ساجد مدنی

1200 سے زائد تحریروں کا مجموعہ؛ یہ سب مطالعے کے دوران نوٹ کیے گئے ہیں۔

(61) انبیا کا ذکر عبادت۔ ایک حدیث کی تحقیق۔ اسعد عطاری مدنی

یہ مختصر رسالہ ایک حدیث کی تحقیق پر مشتمل ہے۔ انبیا کا ذکر عبادت ہے... الخ حدیث کی سند پر کلام کیا گیا ہے۔

(62) رشحات ابن حجر۔ فرحان خان قادری (ابن حجر)

یہ کتاب سیکڑوں علمی اور تحقیقی تحریروں کا مجموعہ ہے۔

(63) تجلیات احسن (جلد 1)۔ محمد فہیم جیلانی احسن مصباحی (یہ کتاب)

یہ کتاب جناب محمد فہیم جیلانی احسن مصباحی کے مضامین کا مجموعہ ہے۔ موضوعات بہت ہی عمدہ ہیں۔ حالات حاضرہ کے حساب سے ہر مضمون قابل تعریف ہے۔

DONATE

ABDE MUSTAFA OFFICIAL

TO DONATE :

Account Details :
Airtel Payments Bank
Account No.: 9102520764
(Sabir Ansari)
IFSC Code : AIRP0000001

SCAN HERE

PhonePe G Pay Paytm 9102520764

OUR DEPARTMENTS:

enikah
E NIKAH MATRIMONIAL SERVICE

SABIYA
SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

BOOKS
ROMAN BOOKS

PS graphics
PURE SUNNI GRAPHICS
GRAPHIC DESIGNING DEPARTMENT

ACAG MOVEMENT
TO CONNECT AHLE SUNNAT

/abdemustafaofficial
for more details WhatsApp on **+919102520764**

Abde Mustafa Official is a team from Ahle Sunnat Wa Jama'at working since 2014 on the Aim to propagate Quraan and Sunnah through electronic and print media. We're working in various departments.

(1) Blogging : We have a collection of Islamic articles on various topics. You can read hundreds of articles in multiple languages on our blog. These articles are very useful and informative.

(2) Sabiya Virtual Publication

This is our core department. We are publishing Islamic books in multiple languages. Topics of our books are something different and many of them are based on current affairs. Islamic scholars from different countries are sending their books to publish on our platform. We want to make this platform, the biggest virtual library for Ahle Sunnat Wa Jama'at.

(4)E Nikah Matrimonial Service

India's #1 Sunni Matrimonial Service

E Nikah Service is a Matrimonial Platform for Ahle Sunnat Wa Jama'at. It's especially for Sunni Muslims and here we don't allow any other sect. If you're searching for a Sunni life partner then E Nikah is a right platform for you.

(4) E Nikah Again Service

E Nikah Again Service is a movement to promote more than one marriage means a man can marry four womens at once, it's recommended to have more wives but nowadays it's rare because people started to dislike this beautiful Islamic culture. By E Nikah Again Service, we want to promote this culture in our Muslim society.

(5) Roman Books

Roman Books is our very popular department. We are publishing Islamic literature in Roman Urdu Script which is very common on Social Media.Read more about us on our website,

visit : www.abdemustafa.in

AMO
ABDE MUSTAFA OFFICIAL